خیابانِ مجاہدِ ملتؒ

محمد صادق قصوری

زندگی جب کسی انساں کو ترس جاتی ہے
تری صورت مری آنکھوں پہ برس جاتی ہے

Marfat.com

خیابانِ مُجاہدِ ملّتؒ

○

محمد صادق قصوری

★ ★ ★ ○ ★ ★ ★

☆مجاہدِ ملّت فاؤنڈیشن پاکستان☆

Marfat.com

297.924
ص 375 ع
141137 مرا

بیادِ عزیز

ضیغم اسلام مجاہد ملّت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ اشاعت نمبر ۶

نام کتاب ------------- "خیابانِ مجاہدِ ملّت"

مرتب ------------- محمد صادق قصوری

صفحات ------------- ۱۲۸

تعداد ------------- ۱۰۰۰

سال طباعت ------------- اکتوبر ۲۰۰۵ء

کمپوزنگ: افضال کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹرز دیشن کورٹ قصور 0300-9497460

ہدیہ ------------- دعائے خیر بحق معاونین فاؤنڈیشن

نوٹ: بیرونی حضرات پندرہ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

☆

مجاہد ملّت فاؤنڈیشن، بُرج کلاں ضلع قصور (پنجاب، پاکستان)

پوسٹ کوڈ نمبر ۵۵۰۵۱

Marfat.com

آئینہ

نمبر شمار	عنوانات	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	انتساب		۵
۲	پہلی بات	محمد صادق قصوری	۶
۳	منقبت	صاحبزادہ فیض الامین فاروقی	۹
۴	نذرِ عقیدت	حضرت صابر براری، کراچی	۱۱
۵	آہ! مولانا عبدالستار خاں نیازی	محسن فارانی	۱۲
۶	منقبت	مولانا محمد منشاء تابش قصوری	۱۳
۷	مولانا عبدالستار خاں نیازی	حضرت مظفر وارثی	۱۴
۸	سرمایۂ ملت	پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی	۱۶
۹	ادھوری خواہش	ڈاکٹر محمد صالح طاہر	۱۹
۱۰	نابغہ روزگار ہستی	ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی	۲۲
۱۱	کتھے مولانا ۔۔۔۔۔ کتھے مجھ جیسا	شاکر کنڈان، سرگودھا	۲۶
۱۲	مولانا عبدالستار خاں نیازی	چوہدری نور احمد مقبول	۳۰
۱۳	میر اور درویش قائد	ماسٹر محمد شیر، پپلاں	۳۱
۱۴	لاثانی رہنما	عبدالرؤف، لاہور	۳۴
۱۵	مردِ قلندر	رائے ظفر اللہ خاں	۴۱
۱۶	باتیں ان کی یاد رہیں گی	رانا محمد صادق ادیب	۵۱
۱۷	مجاہد ملت کا طرۂ شریف	رانا محمد صادق ادیب	۵۶
۱۸	مجاہد ملتؒ اور امیر ملتؒ	محمد صادق قصوری	۵۹
۱۹	مجاہد ملت کی پنجاب اسمبلی میں شعر و شاعری	محمد صادق قصوری	۷۲
۲۰	مجاہد ملتؒ یادگاری ٹکٹ	محمد صادق قصوری	۹۰
۲۱	مجاہد ملت کا سفرِ آخرت	پروفیسر محمد فیروز شاہ	۹۴

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۲۲	مجاہد ملت ؒ کے آخری ایام	غلام مصطفیٰ خاں	۹۸
۲۳	مولانا نیازی کا سفرِ آخرت	غلام مصطفیٰ خاں	۱۰۲
۲۴	مجاہد ملت کی دوسری برسی	عامر رضوان برجوی	۱۰۴
۲۵	مجاہد ملت کی تیسری برسی	محمد خالد فاروق قصوری	۱۰۷
۲۶	''ارمغان مجاہد ملت'' پر تبصرے	محمد خالد فاروق قصوری	۱۱۰
۲۷	اظہار تشکر	محمد صادق قصوری	۱۲۱
۲۸	عکس تبرکاتِ مجاہدِ ملت ؒ	رائے ظفر اللہ خاں	۱۲۳

Marfat.com

انتساب

☆ حضرت مجاہد ملت قدس سرہ العزیز کی والدہ ماجدہ "مہر النساء" رحمۃ اللہ علیہا کے نام--------

☆ حضرت مجاہد ملت نور اللہ مرقدہ، کے پاکباز نانا حضرت صوفی "محمد خان نیازی" رحمۃ اللہ علیہ کے نام----------

☆ حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی "ذوالفقار خان نیازی" نور اللہ مرقدہٗ کے نام----------------------

خاکپائے حضرت مجاہد ملت
محمد صادق قصوری

Marfat.com

پہلی بات

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون O الذین امنوا وکانوا یتقون O لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ ط لا تبدیل لکلمت اللہ ط ذالک ھو الفوز العظیم O (پارہ:۱۱۔سورۃ یونس ۶۲ تا ۶۴)

ترجمہ:۔ ''سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم، وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں، انہیں کیلئے خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں، یہی تو بڑی کامیابی ہے۔'' (کنزالایمان)

حدیث شریف میں آیا ہے:۔

''حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''میں تم کو بتاؤں کہ تم میں سے بہترین لوگ کون ہیں؟'' صحابہؓ نے عرض کیا جی ہاں، یارسول اللہ! تو نُطقِ نبوی ﷺ سے ارشاد ہوا، ''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے''۔
(۔۔۔۔۔سنن ابن ماجہ)

قران حکیم اور حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو صاحب ایمان، صاحب تقویٰ اور صاحب باطن ہیں۔ ان کی حیات طیبہ کا لحہ لحہ یادِ خداوندی، تقلید سنت نبوی ﷺ اور رشد وہدایت میں صرف ہوتا ہے۔ ان کی سیرت وصورت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا پرتو ہوتی ہے۔ یہ نفوس قدسیہ اللہ تعالیٰ کی کتاب عظیم کی تعلیم کا چلتا پھرتا نمونہ ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ انہیں حضور سید عالم خاتم النبیین ﷺ کی مبارک، کامل اور اکمل زندگی کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نر سیدی تمام بولہبی است

ان لوگوں نے ہر دور میں اسلام کی جو صورت پیش کی ہے وہ بعینہ وہی صورت ہے جو حضور سید کائنات ﷺ کے مبارک اور زریں عہد میں تھی۔ ماسوائے اللہ کے اجتناب اور حق تعالیٰ کے کمال خلوص

Marfat.com

میں تمام اولیاء کرام حضور سرور عالم علیہ التحیۃ والثناء کی حیات طیبہ، مقدسہ اور طاہرہ کا نمونہ اور جیتی جاگتی تصویر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگیوں میں بلا کی کشش اور مقناطیسی اثرات ہیں کہ لوگ دور دور سے کشاں کشاں ان کے حضور حاضر ہو کر تسکین قلب حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ کسی کے دروازے پر نہیں جاتے، کسی کی پرواہ نہیں کرتے، اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور ہر جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے سے نہیں چوکتے۔ چنانچہ سلطان محمود غزنوی نے جب حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی آپ نے کہلا بھیجا کہ

"پیاسا کنویں کے پاس چل کر آتا ہے نہ کہ کنواں پیاسے کے پاس"۔

چنانچہ سلطان نے خود ان کے در دولت اور کاشانہء اقدس پر حاضری دی۔

؎ جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت ۱۹۱۵ء۔ رحلت ۲۰۰۱ء) کا شمار بھی ایسے ہی قدسی اور نورانی گروہ میں ہوتا ہے، جن کی ساری زندگی یاد الٰہی، پیروی سنت نبوی ﷺ اور دین اسلام کی سربلندی میں بسر ہوئی۔ انہوں نے ہر دور میں کلمہ حق بلند کیا، دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کیا اور "مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ" اور "نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ" کا بول بالا کیا۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں کبھی بخل سے کام نہ لیا۔ وہ دین کے معاملے میں کسی مصلحت کے قائل نہ تھے بلکہ اس سلسلہ میں شمشیر بے نیام تھے۔ عشق رسول ﷺ ان کی رگ رگ میں سمایا ہوا تھا جو انہیں تختہ دار تک بھی لے گیا۔ لیکن یہ قید و بند، یہ زنداں کی کلفتیں اور پھانسی کی کوٹھری کی اذیتیں انہیں ان کے آہنی ارادوں سے سر مو بھی ہٹا نہ سکیں۔ کیونکہ

نبیؐ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

Marfat.com

اس مجاہد اعظم ، اس مجدد سیاست ، اقبالؒ کے مردِ مومن اور ابدال وقت کی یادِ عزیز میں ، خدماتِ جلیلہ کے اعتراف میں اور خراجِ تحسین پیش کرنے کیلئے ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' کی طرف سے یہ چھٹی کتاب پیش کی جارہی ہے جبکہ اس سے پیشتر پانچ کتابیں بعنوان ''مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں''، ''ارمغان مجاہد ملت''، ''مجاہد ملت خطوط کے آئینے میں''، ''مجاہد ملت کا روحانی مقام'' اور ''مجاہد ملت اور تحریک ختم نبوت'' پیش کی جاچکی ہیں۔ امید ہے کہ حسب سابق یہ کتاب بھی بنظرِ تحسین دیکھی جائے گی اور آپ لوگ ہمارے ساتھ دامے درمے قلمے قدمے اور سخنے بھرپور تعاون فرماتے رہیں گے تا کہ یہ سلسلۂ عشق و محبت اور خیر و برکت جاری و ساری رہے۔

آخر میں ان تمام حضرات گرامی قدر کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جن کے تعاون سے یہ کتاب منصہ شہود پر جلوہ گر ہورہی ہے، جن بزرگوں، دوستوں اور کرم فرماؤں نے گرانقدر مضامین مرحمت فرمائے اور جن صاحب ثروت مہربانوں، حضرت مجاہد ملتؒ کے عقیدت مندوں اور محبت رکھنے والوں نے مالی تعاون فرمایا، سب کے حق میں دعا ہے کہ اللہ کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقے انہیں دین، دنیا اور آخرت میں جزائے خیر سے نوازے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خاکِ راہ مجاہد ملت

محمد صادق قصوری

بانی صدر، مجاہد ملت فاؤنڈیشن

بُرج کلاں ضلع قصور (پاکستان)

پوسٹ کوڈ: 55051

یکم۔ مئی۔ 2005ء

بروز پیر

Marfat.com

منقبت

"مجاہد ملت صاحب نوربصیرت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ"
(از حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی صاحب مونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات)

السلام اے خان نیازیؒ ذی وقار عظمت مآب
السلام اے داعیٔ حق راہنمائے انقلاب
وقف تھی قرآن وسنت کے لئے تیری حیات
تو تھا اک روشن دیا جس سے جہاں تھا فیض یاب
سیرت وکردار میں اسلاف کا تھا ترجماں
تجھ کو بخشا تھا خدا نے خسروانہ رعب وداب
اس جہانِ تیرہ میں تھا روشنی کا تو سفیر
پرضیا تیرا بڑھاپا بے ریا تیرا شباب
زیر تجھ کو کر سکا نہ وقت کا کوئی یزید
سرمہ تیری آنکھ کا تھا خاک پائے بوترابؓ
بہر ناموس رسالت موت بھی کر لی قبول
حبذا فلکِ عزیمت کے درخشاں ماہتاب
تیرے شملے کی چبھن کرتی عدو کو سرنگوں
دیکھ کر تیرا عصا باطل کا ہوتا زہرہ آب
قائد اعظمؒ کا تھا تو معتمد مخلص رفیق
کی عطا جہدِ حریت کو نئی اک آب وتاب
تو نے ضرب فاش سے توڑا فرنگی کا فسوں
ہے ترے شایان شاں مردِ مجاہد کا خطاب
اپنے دشمن سے کیا تو نے ہمیشہ درگذر
دشمنِ دیں پر جھپٹتا تھا مگر مثلِ عقاب

Marfat.com

اور بھی دنیا میں آئیں گے ہزاروں راہنما

تیرے جیسا نہ مگر ہوگا جہاں کو دستیاب

بھول پائے گا زمانہ کب تری خدمات کو

دہر میں مہکے گا دائم تیری یادوں کا گلاب

منقبت کیوں کر بیاں فیض الامیں سے ہو تیری

فکر ہے محدود میری شان تیری لاجواب

☆

۸۔ دسمبر ۲۰۰۳ء

Marfat.com

نذرِ عقیدت

"ضیغم اسلام مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی علیہ الرحمۃ"

(از قلم حضرت صابر براری صاحب ۔ جے ون ۵٦ ۔ کورنگی، کراچی)

جمالِ چہرہ ء شاداب، مولانا نیازی تھے

جلال روئے تاب و تاب مولانا نیازی تھے

فروزاں طرّہ ء دستار ہوتے، قد رعنا پر

نمایاں صورت مہتاب مولانا نیازی تھے

تھے ملت کے مجاہد بھی، جمعیت کے تھے غازی بھی

سراپا آہنی اعصاب مولانا نیازی تھے

وطن میں جب چلی تحریک کوئی، دین کی خاطر

شہادت کیلئے بیتاب مولانا نیازی تھے

تھے بیشک ضیغمِ اسلام بھی، مرد قلندر بھی

مبارک لائق القاب مولانا نیازی تھے

تھے پیکر عزم و ہمت کے، تھے قائد اہل سنت کے

خلیق و صاحب انساب مولانا نیازی تھے

انہیں محبوب رکھتے تھے، قائد اعظم

محبِّ ملت و ارباب مولانا نیازی تھے

جہاں میں ہے نہ ہوگا ان کا ثانی ایک مدت تک

یقیناً گوہرِ نایاب مولانا نیازی تھے

ہیں جن کے معتقد سب عالمِ اسلام میں صابرؔ

حقیقت میں وہ شیخ و شاب مولانا نیازی تھے

۲۳ ۔ دسمبر ۲۰۰۳ء

Marfat.com

آہ! مولانا عبدالستار نیازی!

(محسن فارانی نے یہ مرثیہ نما نظم مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت پر لکھی تھی مگر ہماری نظروں سے نہ گزر سکی۔ اب حضرت مجاہد ملت قدس سرہ العزیز کے دیرینہ عقیدتمند جناب رائے ظفر اللہ خاں آف نوتھیں ضلع حافظ آباد کے شکریہ کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔ (قصوری)

رخصت ہوا وہ مردِ جری بولتا ہوا — فکر و نظر کے موتیوں کو رولتا ہوا
اعمالِ اہلِ حکم و نظم تولتا ہوا — تدبیر سے درِ مشکلوں کے کھولتا ہوا

تحریکِ پاکستان کا وہ ایک نقیب تھا
قائد کا پیروکار اور سب کا حبیب تھا

وہ بالا قد تھا قامتِ رعنا لئے ہوئے — پگڑی کا اعتزاز نمایاں کئے ہوئے
وحدت کا جام روزِ ازل سے پئے ہوئے — حُبِ نبیؐ کے تاروں کو دل میں سیئے ہوئے

ختم الرسلؐ کے نام پہ وہ سرفروش تھا
اسلامیوں کے واسطے خانہ بدوش تھا

پیری میں بھی جوانوں کا سا ولولہ لئے — فرد و بشر کو عزمِ نو اور حوصلہ دیئے
تقریر و صوت ہر گھڑی باطل شکن کئے — مانندِ مردِ حریت وہ عمر بھر جئے

تھا اہلِ حق سے اور صداقت شعار تھا
عزم و عمل کا ایک وہ اونچا پہاڑ تھا

ہاں مولانا نیازی تھے بے مثل رہنما — من موہنی اور دلستان تھی ان کی ہر ادا
وہ قوم کا وقار تھے اور پیکرِ صفا — ملت کے واسطے قدم ان کا ہر اک اٹھا

امت کا درد دل میں لئے جاں بحق ہوئے
وعدے کئے تھے قوم سے جو سارے حق ہوئے

(محسن فارانی)

Marfat.com

منقبت

مجاہد ملت علامہ عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ

☆

(از مولانا محمد منشا تابش قصوری جامعہ نظامیہ لاہور)

ملتِ اسلامیہ کی جان تھے عبدالستار
اہلِ سنت کی یقیناً شان تھے عبدالستار

وہ سیاست کے فلک پر آفتاب مستیز
عاملِ حدیث والقرآن تھے عبدالستار

چاردانگِ عالم میں ان کے علم کا شہرہ ہوا
علمائے عصر کے سلطان تھے عبدالستار

ان کی علمی اور تحقیقی کتابیں آج بھی
شاہد و ناطق ہیں ہاک برہان تھے عبدالستار

اقبالؒ کے مردِ مجاہد، عاشقِ مختارِ کل ﷺ
سرزمینِ پاک کی پہچان تھے عبدالستار

عارفِ حق، خادمِ دینِ نبیؐ، مخدومِ ما
ساقیءِ میخانہءِ عرفان تھے عبدالستار

اس طرح تابشؔ زمانہ اب بھی ہے رطب اللساں
ترجمانِ مذہبِ نعمانؒ[۱] تھے عبدالستار

(بشکریہ ماہنامہ ''نورالحبیب'' بصیر پور ضلع اوکاڑہ
بابت ماہ جون ۲۰۰۴ء ص ۱۲)

(۱) امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مولانا عبدالستار خاں نیازی

محترم صادق صاحب!

سلام مسنون۔آپ سے تو میں واقف نہیں لیکن جن کے متعلق آپ نے منقبت طلب کی ہے ان سے میری یاد اللہ تھی۔"تحریکِ ختم نبوت" کے مارشل لاء (1953ء) میں چھپ چھپا کر مسجد وزیر خاں تک گلیوں گلیوں اوائل عمری میں مولانا (مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی) کو سننے پہنچ جاتا تھا پھر ایک موقعہ ایسا بھی آیا کہ میں سٹیج پر پڑھتا تھا اور وہ سنتے تھے اور مجھے دعا سے نوازتے تھے تحریک (تحریک ختم نبوت) میں مولانا مرحوم کو سزائے موت ہوئی تھی لیکن وہ طبعی موت سے اللہ کے حضور پہنچے۔ میں کیا میرا قلم کیا۔بہرکیف چند اشعار مولانا کی نذر کئے ہیں جو حاضر ہیں۔

احقر مظفر وارثی

297/A3، جوہر ٹاؤن

لاہور۔فون 5165249

25 اگست 2004ء

اک مردِ طرحدار تھا ستار نیازی

انسان نما تلوار تھا ستار نیازی
لہجے میں ارادوں میں قیامت کی سکت تھی
سچائی کا اظہار تھا ستار نیازی
ہر سانس کے پیروں میں تھی اسلام کی زنجیر
آزاد گرفتار تھا ستار نیازی
جان اس کی نظر آتی ہے میزانِ نبیؐ میں
اللہ کا پرستار تھا ستار نیازی
پہلو کوئی خالی نہ تھا ایمان سے اس کا
گفتار تھا کردار تھا ستار نیازی

Marfat.com

دروازہ سمجھتے تھے جو ایوان کا اپنے
ان کیلئے دیوار تھا ستار نیازی

وہ ہم میں نہیں ہم تو مگر اس میں ہیں زندہ
ہر عہد کو درکار تھا ستار نیازی

کہنے کو وہ سر پر رہا دستار کی صورت
اور طرّہ دستار تھا ستار نیازی

سوتے میں بھی دل جاگتا رہتا تھا مظفرؔ
اک دیدہء بیدار تھا ستار نیازی

Marfat.com

سرمایۂ ملّت

تحریر:۔ پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی لاہور

مولانا عبدالستار خاں نیازی کی سیاسی حیثیت واہمیت اس لئے مانی ہوئی ہے کہ انہوں نے زمانۂ طالب علمی میں ایک زندہ قوم کے فرد کی حیثیت سے اس ادارے کے ساتھ اپنے آپ کو منسلک کیا اور ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کی بنیاد ڈالنے والوں میں سے ہوئے۔آل انڈیا مسلم لیگ اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن ہی برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو تحفظ دینے والی سیاسی تنظیم تھی جس کی قیادت جناب قائداعظم محمد علی جناح کررہے تھے اوراس مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل شہید ملت لیاقت علی خاں تھے اور دیگر زعماءِ مسلم لیگ نے اپنے فکر وعمل سے مسلمانوں کی آزادی کیلئے ساری راہیں ہموار کر کے ـــــــ ایک اقلیتی فرقے کو قوم کا درجہ دیا اور مسلمانوں کی نسل درنسل کے لئے وہ کام کیا جو کسی تہذیب یادنیا کے کسی بھی ملک میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔نوجوان جوشیلے مردمجاہد عبدالستار خاں نیازی نے اس میں شرکت کی،اپنا خون پسینہ صرف کیا،قربانیاں دیں۔حکومت کی سختیوں،صعوبتوں کو جھیلا اور بڑے عزم کے ساتھ صحیح عمل میں تحریک پاکستان میں شریک رہے۔

مولانا عبدالستار نیازی،قائداعظم محمد علی جناح کی غیر معمولی صلاحیتوں سے بڑے متاثر تھے اور برٹش راج کے وہ بہت زیادہ خلاف تھے۔انہوں نے اپنے دوستوں حمید نظامی،ڈاکٹر عبدالسلام خورشید ،جسٹس انوارالحق ،میاں محمد شفیع (م ش) ودیگر احباب اور اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کے طلباء کے ساتھ مسلم لیگ کے پیغام کو قبول کیا اور لوگوں تک پہنچایا۔یہ لوگ پنجاب اور فرنٹیئر کے کونے کونے میں پہنچ گئے تاکہ پاکستان کی راہ ہموار ہوسکے۔

عبدالستار خان نیازی نے آزاد پاکستان حاصل کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔وہ بڑے اچھے مقرر تھے،اچھی سوچ رکھتے تھے۔جذبہ تھا،وفا تھی،محنت سے بھرپور تھے۔وسعت تھی اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کو مستحکم کرنے میں نئی راہ ڈھونڈی،اس پر کام کیا اور اس کے مشن کو آگے بڑھایا۔

میں نے مجاہد ملت کو مختلف تقریبات میں سنا۔طالب علمی کے زمانے کے بعد وہ سیاست کی وادی میں آگئے اور جب میانوالی سے ممبر پنجاب اسمبلی ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۶ء منتخب ہوکر آئے تو اس وقت راقم ڈینٹل کالج لاہور میں ۱۹۵۲ء تا ۱۹۵۶ء طالب علم تھا اور تھرڈ ائیر ۱۹۵۴ء تا ۱۹۵۵ء جنرل سیکرٹری ڈینٹل سٹوڈنٹس منتخب ہوا۔۱۹۵۵ء تا ۱۹۵۶ء صدر اور ساتھ ہی ساتھ سیکرٹری جنرل مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن تھا۔

Marfat.com

اس کے علاوہ پنجاب مسلم لیگ اور نیشنل گارڈز کا سیکرٹری تھا۔ بدیں وجہ مولانا سے ملاقات رہی۔ ان کی بیباکی، صاف گوئی اور جرأت بہت بھاتی تھی۔ ان کا لباس صاف ستھرا، سر پر لنگی کلاہ خاص قسم کا طرۂ امتیاز تھا۔ چہرے پر دبدبہ، سرخ و سفید رنگ، آنکھوں میں چمک، قد کاٹھ حسن کا مرقع اور سارا کردار سرفروشانہ تھا۔ اتفاق سے زمانہ طالب علمی میں میری رہائش موچی گیٹ لاہور کے قریب تھی۔ مولانا نے ''تحریک ختم نبوت'' میں بڑے مجاہدانہ اور جوشیلے انداز میں حصہ لیا۔ ان کی سوچ، مذہب سے لگاؤ، حضرت نبی کریم ﷺ سے محبت اور جھوٹے نبی کے خلاف تقریر ایسی ہوتی تھی کہ بہتا ہوا دریا بھی رک جاتا تھا کہ وہ بھی ان کا خطاب سن سکے۔ وہ دریا کی موج کی طرح تقریر کرتے تھے۔ اس میں جوش و خروش اور ہوش بھی ہوتا تھا اور قابلیت بھی ٹپکتی تھی۔ ان کی تقاریر عالمانہ، محققانہ اور قلندرانہ ہوتی تھیں۔ ۱۹۵۳ء کی ''تحریک ختم نبوت'' میں ان کی اس جرأت و بیباکی کی وجہ سے مقدمہ چلا اور سزائے موت کے مرتکب ٹھہرے۔ بعد ازاں وہ سزائے موت عمر قید میں تبدیل ہو گئی۔ ۱۹۵۵ء میں مقدمہ ختم ہو گیا اور وہ باعزت طور پر بری ہو گئے۔ ان دنوں ہم لاہور میں ہی تھے۔ یہ تمام باتیں ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتی رہیں۔ وہ بڑے جوشیلے سیاسی ورکر تھے، وہ بڑے عالی گفتار تھے اور ان کے اقوال و افکار بھی سچے تھے۔ وہ کسی کے سامنے جھکتے نہیں تھے وہ ''سرمایہ ملت'' تھے۔

۱۹۵۶ء میں ڈینٹل سرجری کا امتحان پاس کرنے کے بعد حکومت مغربی پاکستان نے مجھے بلوچستان کا پہلا ڈینٹل سرجن مقرر کیا اور اس طرح میں ۱۹۶۱ء تک لاہور سے دور رہا۔ اگست ۱۹۶۱ء میں میو ہسپتال لاہور میں ٹرانسفر ہو گئی تو مولانا نیازی سے پھر ملاقاتیں ہونے لگیں۔ فروری ۱۹۶۲ء میں حمید نظامی کا سانحہ ارتحال ہوا جس کی وجہ سے مولانا بہت ملول ہوئے اور رنجیدہ رہنے لگے کہ ان کا ایک بھائی ان سے جدا ہو گیا ہے۔

مولانا کا مورال بہت بلند تھا۔ ہر کسی تقریب میں ان کی بیباکی ان کی موجودگی کی مظہر ہوتی تھی۔ حکیم محمد سعید دہلوی مرحوم و مغفور بھی ہمارے دوست تھے۔ غالباً انہوں نے ۱۹۵۸ء سے ''شام ہمدرد'' کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ پھر اس کی تقریبات پارک ہوٹل (موجودہ آواری ہوٹل) میں ہونے لگیں۔ ایک ایسی ہی تقریب میں جب حکیم صاحب نے تقریر ختم کی تو مولانا نے ایک سوال کیا۔ حکیم صاحب کا جواب ان کو مطمئن نہ کر سکا۔ مولانا نے اپنا تاریخی ڈنڈا ہال کے چوبی فرش پر کھٹکھٹایا اور ایک گرج دار آواز سے گویا ہوئے تو سارے ہال پر سکتہ طاری ہو گیا۔ مرد حق کی حق گوئی و بیباکی کا جب اظہار ہوا تو حکیم صاحب مسکرائے۔ وہ بڑے ٹھنڈے دماغ کے مالک تھے۔ مولانا نیازی کے اختلاف رائے کو قبول کیا اور پھر

Marfat.com

بڑے احسن انداز سے تفصیل وتشریح بیان کی۔

مولانا کی انکساری کمال کی تھی۔لباس میں خاص شائستگی تھی۔کبھی کبھی ان کے شگفتہ چہرے کی زیارت ہوتی۔ہماری ہراس شخص سے محبت رہی اوراس کوارفع واعلیٰ جانا،جس نے ہمارے قائداعظم محمد علی جناحؒ کا ساتھ دیا اور مسلم لیگ کے سبز ہلالی پرچم کے نیچے رہ کر قیام پاکستان کیلئے جدوجہد کی۔مگر مولانا نیازی نے تو مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے جو خدمات انجام دیں وہ ہماری ملی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہیں۔ہمارے بڑے شفیق بھائی تھے۔اپنے مسلک میں بڑے مضبوط تھے۔''اتحاد بین المسلمین'' کے بڑے زبردست حامی تھے۔انہوں نے ضمیر فروشی کبھی نہیں کی،سچے رہے اور ہمیشہ سچ کا ساتھ دیا اور اپنے اعلیٰ اصولوں کے ساتھ پرعزم رہے کہ وہ ''مردِحق'' تھے

اللہ سبحان وتعالیٰ انکو غریق رحمت کرے،اب دوستوں کو چاہئے کہ ان کے مشن کو جاری وساری رکھیں۔

Marfat.com

ادھوری خواہش

تحریر: ڈاکٹر محمد صالح طاہر

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تحریک پاکستان کے پر جوش کارکنوں اور سرکردہ رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ آپ بابائے قوم محمد علی جناحؒ سے انتہائی متاثر تھے۔ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر ۱۹۴۶ء میں میانوالی سے صوبائی اسمبلی کا الیکشن جیتا اور اسمبلی میں سب سے فعال ممبر قرار پائے تحریک ختم نبوت میں بڑی جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور سزائے موت کے حقدار ٹھہرے۔

قیام پاکستان کے بعد بھی ۱۹۵۱ء میں صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ دو دفعہ قومی اسمبلی کا الیکشن جیت کر اسمبلی میں نفاذ شریعت کیلئے تادمِ آخر کوشاں رہے۔ آپ کو جمعیت علماء پاکستان کے صدر اور سیکرٹری دونوں عہدوں پر کام کرنے کا موقعہ ملا۔

عوام جیسے بابائے جمہوریت نصر اللہ خاں کو ان کی ترکی ٹوپی کی وجہ سے جانتے ہیں۔ اسی طرح لوگ دراز قد، سرخ و سفید چہرے والے مولانا نیازی کو ان کی طرہ دار پگڑی کی وجہ سے پہچانتے ہیں۔ جلسے جلوسوں میں آپ کی گرجدار آواز میں دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ الثناء کے الفاظ سامعین کو بے خود کئے بغیر نہ رہتے تھے۔

بیباک، خوددار، سچے اور کھرے مولانا نیازی کی تقاریر تو میں نے بارہا سنی تھیں لیکن ان سے تفصیلی ملاقات کا شرف کبھی حاصل نہ ہوا تھا، ان سے ملنے کا مجھے از حد اشتیاق تھا۔ وجہ یہ تھی کہ میں مصورِ پاکستان مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکشؒ پر تحقیقی کام کر رہا تھا جس سے بھی ملتا وہ آپ سے ملنے کا مشورہ ضرور دیتا۔ مجھے یاد تھا کہ انجمن طلباء اسلام (A.T.I) کے پرانے دوست جناب وقار احمد سابق صدر گورنمنٹ کالج شکر گڑھ کا نکاح آپ نے پڑھایا تھا۔ ایک دفعہ جب وہ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے مولانا سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے فون کر کے مولانا سے میرا تعارف کرایا لیکن مولانا نیازی نے علالت کی بناء پر ملاقات سے معذرت چاہی۔ کچھ عرصہ بعد میں نے انہیں مندرجہ ذیل خط لکھ بھیجا۔

مکرمی و محترمی جناب نیازی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

Marfat.com

آپ کو سن کر یقیناً مسرت ہوگی کہ میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے اپنے عہد کے ممتاز صحافی اور ادیب جناب مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکشؔ پر پی ایچ ڈی کر رہا ہوں۔ معتبر ذرائع سے علم ہوا ہے کہ آپ کے پاس ان کے بارے میں بہت سی معلومات محفوظ ہیں۔ اگر ایسا ہے تو براہ کرم وہ مجھے درج ذیل پتہ پر پارسل بھجوا کر مشکور فرمائیں یا انٹرویو کیلئے کسی بھی اتوار کا کوئی سا وقت مجھے عطا فرمائیں، میں جناب کے در دولت پر حاضری کو سعادت سمجھوں گا۔

امید واثق ہے کہ آپ اس ضمن میں مجھے مایوس نہیں فرمائیں گے۔

احقر العباد

محمد صالح طاہر

انڈر سیکرٹری جنرل، گورنر ہاؤس لاہور

فون نمبر 9200092

12۔اپریل 1997ء

مولانا کو خط ملا تو انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور بتایا کہ وہ ہنوز صاحب فراش ہیں اور لکھ کر کچھ بھجوانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ میں نے A.T.I کے حوالے سے اپنا تعارف کروایا تو بڑے خوش ہوئے اور صحت یابی پر ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا نیز فرمایا کہ

"آپ اس شخصیت پر کام کر رہے ہو جس پر آج سے بہت عرصہ پہلے کام ہونا چاہیے تھا۔ میں نے کافی سال پہلے مولانا میکشؔ کی برسی پر لاہور پریس کلب میں ایک صدارتی تقریر کی تھی اگر اس کی کسی طرح سے کیسٹ حاصل کر سکو تو آپ کے بڑے کام آئے گی"۔

میں نے گزارش کی کہ اگر آپ مجھے صحت یاب ہونے کے بعد ملاقات کا وقت عطا فرمادیں گے تو میں خود حاضر ہو کر جناب مرتضیٰ احمد میکشؔ کے بارے میں آپ کے خیالات نوٹ کرلوں گا۔

Marfat.com

"اچھا دُعا کریں خدا مجھے صحت دے"

کہہ کر آپ نے مجھ سے رخصت چاہی۔ اس گفتگو کے چند ماہ بعد جناب عبدالرزاق ساجد سابق صدر انجمن طلباء اسلام، پاکستان میرے ہاں تشریف لائے اور نیازی صاحب کے پاس جانے کیلئے ٹیلی فون پر ہماری ملاقات طے ہوگئی لیکن میں اپنی سرکاری مصروفیات کی بناء پر مجاہد ملت کے انٹرویو کیلئے نہ جاسکا، جس کا تازیست مجھے افسوس رہے گا۔

Marfat.com

نابغۂ روزگار ہستی

(ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی ڈائریکٹر عجائب گھر، لاہور)

میانوالی کا جل تھل، یہ ریگزاروں کی جولانگاہ، غازیوں، شہیدوں، دردمندوں اور غیرت مندوں کا یہ شہر کئی نابغہ روزگار ہستیوں کو جنم دے چکا ہے۔ کئی صحرانشین، بوریانشیں اور خاک نشین مردانِ درویش اس دھرتی کی کوکھ سے پیدا ہوئے۔ ان ہستیوں میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

آپ کی تاریخ پیدائش یکم۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء ہے۔ چار سال کی عمر تھی کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ تیسری جماعت کے طالب علم تھے تو والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ آپ کا کوئی بھائی نہ تھا، زندگی کا یہ سفر آپ نے تنہا شروع کیا۔ پرائمری سے میٹرک تک آپ نے ہمیشہ امتیازی پوزیشن حاصل کی۔ بچپن ہی سے تہجد گزار تھے۔ آپ نے عربی اور فارسی میں ایم اے کے امتحانات پاس کئے۔ کالج میں تشریف لائے تو ایم ایس ایف کے بنیادی کارکنوں اور پھر لیڈروں کی صف میں شمولیت فرمائی۔ آپ نے ''ماہر تبلیغ'' کی سند علامہ اقبالؒ کے دست مبارک سے حاصل کی۔ قائداعظمؒ نے آپ کو'' آل پاکستان رورل پروپیگنڈا کمیٹی'' کا کنوینر بنوایا۔ اس کمیٹی کے سربراہ قائداعظم تھے۔

۱۹۴۱ء میں آپ سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب کے نامزد کردہ امیدوار میاں امیرالدین کے خلاف الیکشن میں کھڑے ہو گئے اور پنجاب میں جاگیرداروں کی سیاست کو الٹ کر رکھ دیا۔

آپ نے ساری زندگی شادی نہیں کی کہ بقول ان کے: ''میری شادی قوم سے ہو چکی ہے'' اور حوالۂ امام بخاریؒ اور سید جمال الدین افغانیؒ کا ذکر کرتے۔ اسلام، نفاذ شریعت اور قوم کے نام زندگی وقف کرنے کا عملی اظہار ان کی قائم کردہ ''انجمن اصلاح المسلمین'' میانوالی سے ہوتا ہے۔ اس مدرسے میں جو تعلیم دی جاتی اس کے بنیادی نکات میں ملاوٹ سے گریز، بڑوں کا احترام، احترام والدین، پردہ، خواتین، حقوق العباد اور ہمسایوں کے حقوق بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ مذکورہ انجمن کا بنیادی مقصد ''مقامی سطح پر نفاذ شریعت و اسلام کا اہتمام'' تھا۔ بعد ازاں اس تنظیم کو مسلم لیگ میں ضم کر دیا گیا اور مولانا کی زندگی بھی مسلم لیگ کے نام وقف ہوئی۔ سر سکندر حیات خان سے اختلافات کا نتیجہ آپ کی بار بار گرفتاری کی کوشش کی صورت میں نکلا! جس کے محرک یا آلہ کار اصغر خاں تھے۔ نواب آف کالاباغ کے زمانے میں اسی سلسلے کا ایک حملہ آپ پر اس وقت ہوا جب آپ میکلوڈ روڈ سے گزر رہے تھے۔ بھٹو دور میں بھی آپ پر قاتلانہ حملہ

۱۹۱۲۷۵

Marfat.com

ہوا۔ رکن صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینیٹر بھی رہے اور سب سے کم عمر رکن اسمبلی ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ ۱۹۴۶ء میں ایم پی اے ہوئے تو عمر ۳۱ سال تھی۔ علامہ اقبال، سید جمال الدین افغانی، ابن خلدون اور مولانا محمد علی جوہر آپ کی آئیڈیل شخصیات تھیں۔ اسلام میں عورت کے حقوق کی حمایت کی مگر عورت کی حکمرانی کے مخالف تھے۔ کشمیر کے حل کیلئے جہاد کے قائل تھے۔ آپ کے نزدیک مقبوضہ کشمیر اور فلسطین، لبنان سے بھی زیادہ سنگین مسئلے ہیں۔

میانوالی میں جب مسلم لیگ کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا تو جا بجا مسلم لیگ کے جلسے ہونے لگے۔ یہاں یہ تحریک مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی مساعی جمیلہ کی مرہون احسان تھی۔ پیر شاہ عالم شاہ اور خان محمد اکبر خان خنکی خیل اس تحریک کے متحرک کارکن بن گئے۔ محمد امیر خان سنبل ضلعی جنرل سیکرٹری اور مولانا حکیم محمد امیر علی شاہ سیکرٹری نشر و اشاعت مقرر ہوئے۔ بعد میں حکیم محمد عظیم خان خنکی خیل بھی ان صفوں میں شامل ہو گئے۔ جلسوں میں سردار خان یارو خیل سرائیکی نظموں سے گرمی پیدا کرنے لگے۔ انہی جلسوں میں سٹوڈنٹ لیڈر کی حیثیت سے حبیب اللہ خاں (مرحوم) آف دھلہ عظمت متعارف ہوئے اور مولانا نیازی کے بعد پرجوش اور شستہ تقریروں کے باعث معروف ہو گئے۔ امان اللہ خان نیازی شیر مان خیل بھی سٹوڈنٹ لیڈر تھے اور مسلم لیگ کے جلسوں میں اپنا کردار ادا کر رہے تھے۔ اب مسلم لیگ کی آواز ہر گھر میں پہنچ گئی اور گلی کوچوں میں بچوں تک "پاکستان زندہ باد" کے نعرے لگنے لگے۔ میانوالی میں جامعہ اکبریہ میں بہت بڑا جلسہ ہوا۔ امیر عبداللہ خاں روکھڑی اور محمد عظیم خان خنکی خیل نے سول نافرمانی کے آغاز کا علم بلند کیا اور ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے ضلع کچہری پہنچے۔ امیر عبداللہ خاں روکھڑی نے ڈی سی آفس پر چڑھ کر برطانوی جھنڈا پھاڑ کر پھینک دیا اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ آخر عوامی احتجاج سے مجبور ہو کر خضر حیات ٹوانہ نے مارچ ۱۹۴۷ء میں استعفیٰ دے دیا۔ پھر بے دست و پا ہو کر انگریز نے ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی کا اعلان کر دیا اور پاکستان وجود میں آ گیا۔

قائداعظم کے بعد مسلم لیگ میں مدوٹ دولتانہ جنگ چھڑ گئی۔ مسلم لیگ کے ارکان دو دھڑوں میں بٹ کر تتر بتر ہو گئے۔ میانوالی کے سیاسی زعماء ملک امیر محمد خاں اور امیر عبداللہ خان روکھڑی اپنی روپہلی مصلحتوں کی بناء پر اس وقت کی مسلم لیگ سے وابستہ رہے مگر مولانا نیازی قائداعظم کے اصولوں کی باغی مسلم لیگ کو چھوڑ گئے۔ بعد میں ملک امیر محمد خان اور امیر عبداللہ روکھڑی ری پبلکن پارٹی میں پہنچ گئے۔ یوں میانوالی کی صف اول کی قیادت مسلم لیگ سے الگ ہو گئی۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے قائداعظم کو ایک دستاویز بھی پیش کی جو "نظام خلافت"

Marfat.com

پر تھی۔ اس کی ضخامت ۴۸ صفحات ہے۔ آپ نے جب یہ دستاویز قائداعظمؒ کو دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

" The Document is very Hot".................

''اس دستاویز میں کافی حرارت اور گرمی ہے''

اس پر مولانا نیازی نے کہا:

"Because It Has Come From A Boiling Heart"...

''کیونکہ یہ سلگتے ہوئے دل کی آواز ہے۔''

۱۹۵۳ء میں ''تحریکِ ختم نبوت شروع ہوئی تو مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی لاہور میں اس کی قیادت کر رہے تھے۔ میانوالی میں مولانا محمد رمضان کی موتی مسجد اس تحریک کا مرکز خاص تھی۔ بہت سے لوگ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہوئے، مولانا میاں اصغر علی میانہ بھی یہاں اسکے سرگرم قائد تھے۔ انہوں نے بڑی پر جوش تقریریں کیں اور گرفتار ہوئے۔ یہاں سے بیسیوں کارکنوں نے اس تحریک میں گرفتاری دی۔ اس تحریک میں مارشل لاء کی عدالت نے مولانا نیازی کو سزائے موت سنائی جسے عمر قید میں بدلا گیا اور پھر اسے بھی ختم کر دیا گیا۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: سید نصیر شاہ، ''میانوالی اور سیاست'' (مضمون) ''تاریخ میانوالی تاریخ و تہذیب'' مرتبہ ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور صفحات ۲۰۶۔۲۰۷)

بقول صہیب مرغوب!

''مولانا ستار نیازی مرحوم نے اسلام آباد میں ''ختم نبوت کانفرنس'' میں شرکت کی تھی، جس میں مولانا شاہ احمد نورانی بھی شریک تھے۔ اس کے بعد آپ ڈھانگری (آزاد کشمیر) میں ''تاجدارِ بریلی کانفرنس'' میں شریک ہوئے۔ یہ کانفرنس آپکی آخری کانفرنس ثابت ہوئی۔ اس جلسے میں آپ نے مقبوضہ کشمیر کی آزادی کو آگے بڑھانے کی تلقین کی تھی۔

آپ کے قریبی رشتے دار غلام سرور نیازی نے آخری دنوں میں اپنا الگ گروپ بنالیا تھا، جس پر آپ کافی افسردہ تھے''

(معروف عالم دین، مصنف اور دانشور مولانا عبدالستار خاں نیازی مرحوم (مضمون) روزنامہ جنگ' لاہور ۴ مئی ۲۰۰۱ء صفحات ۵، ۷)

Marfat.com

مولانا نے مجھے اپنی وفات سے قریباً ایک ماہ قبل ''نظام خلافت'' پر اپنی دستاویز دی جس میں اسلامی ممالک کے حق خوداختیاری کے بارے میں تجاویز درج ہیں۔ یہ دستاویز دیتے وقت مولانا مجھ سے فرمانے لگے:

''لیاقت! اس دستاویز کو اچھی طرح پڑھنا اور اس مشن کو آگے بڑھانا۔ اس دستاویز پر خوب مضامین تحریر کرنا۔''

بقول صہیب مرغوب:

''ان کا طُرہ اور عصا ان کی پہچان تھے، ایک مرتبہ لندن میں ایک غیر ملکی بچی نے ان کا طرہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ کھڑا کیسے ہے؟ جس پر آپ نے جواب دیا کہ یہ اپنے بل بوتے پر کھڑا ہے۔ اسے کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے اس انگریز بچی کو اپنے جواب میں یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ مسلمانوں کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔'' (مضمون روزنامہ جنگ'' لاہور، مندرجہ بالا)

جب آپ بطور وفاقی وزیر وزارتِ مذہبی امور فرائض سرانجام دے رہے تھے تو مجھے بھی آپ کے زیرسایہ کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک دفعہ ملک شام سے ایک پیر صاحب تشرف لائے، وہ سرکاری مہمان تھے۔ ان کے اعزاز میں ایک تقریب اسلام آباد میں ہوئی تو مولانا نے انتہائی فصیح و بلیغ انداز میں عربی میں تقریر فرمائی۔ اس سے مجھے آپ کی علمیت کا اندازہ ہوا۔ انہی دنوں آپ نے مصر کا بھی سرکاری دورہ کیا اور اتحاد بین المسلمین کیلئے کام کیا۔

ہمارے لئے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ ''آکسفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف دی ماڈرن اسلامک ورلڈ'' (THE OXFORD ENCYCLOPEDIA OF THEMODERN ISLAMIC WORLD) نے بھی مولانا کی اسلام کے سلسلے میں کاوشوں کو سراہا۔

نہ صرف میانوالی کا ہر شہری بلکہ پاکستان اور دیگر ممالک میں مولانا نیازی کے لاکھوں عقیدت مند مولانا کیلئے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

آپ فخرِ میانوالی تھے، مجاہد ملت تھے، ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کے عظیم پاسبان اور اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔

Marfat.com

کتھے مولانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کتھے مجھ جیسا

(شاکر کنڈان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔استقلال آباد، سرگودھا)

۱۹۸۴ء کی بات ہے، میرے بڑے بھائی ان دنوں عالمگیر پارک (نواں کوٹ) لاہور میں رہائش پذیر تھے۔ میں نوشہرہ صوبہ سرحد سے انہیں ملنے کیلئے گیا۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ نزدیک ہی ''مدرسہ معین القرآن'' کی مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے جب پہنچا تو ایک سفید ریش، سرخ و سپید اور نورانی چہرہ، چوڑی پیشانی، باوقار اور وجیہہ قد و قامت، سر پر کلف لگی ہوئی دستار جس کا طرہ نمایاں تھا، ہاتھ میں کھونڈی یعنی عصا، تن پر سفید شیروانی اور سفید ہی شلوار قمیض میں ملبوس ایک نوجوان بزرگ تقریر کر رہے تھے۔ ان کی گرجدار آواز، لفظوں کی خوبصورتی اور روانی، اندازِ تخاطب اس پر مستزاد، ان کی شخصیت دلوں پر اثر چھوڑتی جا رہی تھی۔ ان کا خوبصورت طرزِ بیان مسحور کر رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی ولی اللہ ذائریکٹ اللہ تعالیٰ سے ہدایت لے کر ہمارے دلوں میں اتار رہے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی قربت کا اس لمحے جو احساس ہوا وہ بالکل نئے رنگ اور روپ میں تھا۔ میرے دل کی کیفیت کچھ عجیب سی ہو رہی تھی۔ میری آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔ جنہوں نے میری حالت غیر کر دی۔ میں کیف و کم کے اسی عالم میں تھا کہ تقریر ختم ہو گئی اور امام صاحب نے سنتوں کی ادائیگی کا اعلان کر دیا۔

اس واعظ کی رعب دار شخصیت جو کہ آج تک میرے دل و دماغ پر ثبت ہے اور میں جسے اتنی طویل مدت گزرنے کے باوجود نہیں بھلا پایا، وہ تھے جناب مولانا عبدالستار خان نیازی۔

مولانا عبدالستار خان نیازی تحریک پاکستان کے وہ نامور مجاہد تھے جن میں سے قائداعظم محمد علی جناحؒ کی جرأت و ہمت کا عکس جھلکتا تھا۔ قائد کی طرح وہ ٹوٹ تو سکتے تھے، جھک نہیں سکتے تھے۔ آپ نے ساری زندگی ایک مقصد کے حصول کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ جوانی سے بڑھاپے۔۔۔نہیں نہیں بلکہ بچپن سے جوانی تک وہ پاکستان کیلئے کام کرتے رہے، آزادی سے پہلے ان کا مطمع نظر مسلمانوں کیلئے علیحدہ ملک کا حصول تھا۔ اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد اس آزاد مملکت اور ریاست میں اسلامی نظام کے رواج دینے اور اسے فروغ دینے کیلئے آپ تگ و دو کرتے رہے۔

میں نے مولانا صاحب کیلئے چند سطور قبل ''بچپن سے جوانی تک'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا عبدالستار خان نیازی بوڑھے ہوئے ہی نہیں بلکہ جوانی تک بھی نہیں پہنچ پائے اور نوجوانی پر ہی آ کر رک گئے۔ جب انہوں نے شعور کی آنکھ کھولی تو آزادی ہند کی تحریک کو دیکھا۔

Marfat.com

وہ لڑکپن میں آئے تو خود کو تحریک کا حصہ بنالیا۔۔۔۔جی ہاں! وہ ان کا لڑکپن ہی تھا۔۔۔۔پاکستان کے حصول کیلئے چونکہ اس وقت کام ہورہا تھا سو آپ بھی دل و جان سے اس میں جت گئے۔ پاکستان معرض وجود میں آیا تو اسلام کے نفاذ کی تحریک میں خود کو مصروف کرلیا۔ یوں آپ نے زندگی بھی داؤ پر لگادی اور یہ سارا وقت ایسے کٹا جیسے آپ نے وقت کی لگا میں کھینچ لی ہوں۔اور دوڑتا وقت آپ کی مٹھی میں آ گیا ہو۔گو آپ کے ظاہر پر بڑھتی عمر کے اثرات مرتب ہوتے رہے لیکن آپ کے جذبے، کام کرنے کی لگن اور عمل بالکل وہی رہے۔ یوں نوجوانی کا یہ عالم جو آپ کے جذبات اور احساسات پر آیا تھا گزرنے ہی نہیں پایا۔ کیونکہ انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ جب تک اسلام کے نام پر حاصل کی گئی اس مملکت میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہوگا وہ نوجوانی سے جوانی میں بھی داخل نہیں ہوں گے۔اور پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ سفید ریش اسی نوجوانی کی حالت میں ہی اس دنیا کو چھوڑ کر چلا گیا۔ ان کی نوجوانی کی اس کیفیت پر مخالفین نے اور نا سمجھ لوگوں نے نجانے کیا کیا کہا؟ ان کے سفید کردار پر گندگی پھینکنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے اس کی بالکل پرواہ نہ کی اور اپنے مقصد کے حصول میں مگن رہے۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

ایک دن راقم جناب سید مسعود زاہدی (ایڈووکیٹ سرگودھا) کے پاس بیٹھا تھا۔۔۔۔ تحریک پاکستان، آزادی کے بعد کے حالات اور سیاسی قائدین کے بارے میں بات چیت ہورہی تھی۔ دراصل میں تحریک کے حوالے سے زاہدی صاحب کی خدمات، قائداعظمؒ سے ان کی ملاقاتوں اور سیاسی احباب کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ دورانِ گفتگو مولانا عبدالستار خاں نیازی کا ذکر بھی چل پڑا۔ جناب زاہدی فرمانے لگے کہ:

''مولانا عبدالستار خان نیازی نے تحریکِ پاکستان میں وہ کردار ادا کیا جو سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ان کی شخصیت پر قائد اعظم کا بڑا گہرا اثر تھا۔اپنے اصولوں پر ڈٹے رہنا۔حق بات کیلئے اڑ جانا اور صحیح سمت کا تعین ان کی سرشت میں شامل تھا۔

وہ ایک پکے مسلمان اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات اقدس اور آپؐ کی شان و عظمت پر جان نثار کرنے والے امتی تھے۔وہ بڑے سید ھے سادھے اور مخلص انسان تھے۔۔۔گو کہ میں پیپلز

Marfat.com

پارٹی میں تھا اور وہ جمعیت علمائے پاکستان میں۔ لیکن جب بھی آپ سرگودھا تشریف لاتے تو مجھ سے ملاقات ضرور کرتے۔ ہم سیاست کے میدان میں ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہوئے بھی دوستی اور محبت میں کبھی علیحدہ نہیں ہوئے۔ سیاسی نظریات کو ہم نے ذاتی تعلقات پر فوقیت نہیں دی اور یہ مولانا عبدالستار خان نیازی کی عظمت تھی۔ وہ دوستوں کے دوست تھے لیکن ان کے اندر کا نیازی بھی بیدار تھا۔ ان کے اندازِ بیان میں ظرافت کا عنصر بھی شامل تھا لیکن وہ ہمیشہ نپی تلی بات کرتے تھے"۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی قائداعظمؒ اور پاکستان سے انتہا کی محبت کرتے تھے اور وہ اس میں مخلص تھے۔ قائد سے اُن کی محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ ان کے خلاف کوئی غلط بات برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

بیدار ملک مرحوم ۱۹۳۶ء کا ایک واقعہ لکھتے ہیں جو پنجاب یونیورسٹی ہال لاہور میں غلط فہمی کی بنا پر اگرچہ ہوا اور کسی نے استفہامیہ کہا، "محمد علی جناح غدار ہیں"۔

جب یہ آواز عبدالستار خان نیازی کے کانوں میں پڑی تو وہ یہ الفاظ برداشت نہ کر سکے اور آگ بگولا ہو گئے۔ کہنے لگے!

"تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟ کس عدالت نے یہ فیصلہ کیا؟ کس ماں کے لال میں یہ جرأت ہے کہ ہمارے محبوب قائد کے بارے میں اس قسم کی بات کرے اور زندہ بچ کر چلا جائے۔۔۔"۔

یہ تھا قائد کے محافظ دستے کا وہ چاک و چوبند سپاہی جو قائد پر اپنی جان نچھاور کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتا تھا۔

میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ میں نے اقبالؒ کے اس مردِ مومن، قائداعظمؒ کے رفیقِ کار، ایک محبِ وطن اور آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی محبت و عقیدت پر جان، مال اور سب کچھ قربان کر دینے والے ایک سچے مسلمان کو اتنے قریب سے دیکھا۔ انہیں سنا اور چند لمحوں کیلئے ہی سہی ان کے فکر و خیال سے فیض یاب ہوا۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے ان کے عہد میں زندگی کے لمحات گزارے۔

انہیں بچھڑے ہوئے گو وقت گزر گیا ہے لیکن اُن کی یادیں، اُن کے کارہائے نمایاں، اُن کی عظمت، اُن کی محبت، اُن کے اخلاق اور اُن کے جذبے کی صداقت کو زمانہ نہیں بھلا سکے گا۔ وہ آنے

Marfat.com

والے زمانوں کے آکاش پر صدیوں بلکہ قیامت تک کیلئے ایک روشن ستارے کی مانند جگمگاتے رہیں گے اور آئندہ نسلوں کے ذہنوں پر ثبت رہیں گے۔

آپ کی شخصیت پر آپ کی زندگی پر آپ کے معتقدین، رفقاء، احباب اور پاکستان کے حوالے سے بلکہ آپ کے مخالفین نے بھی بہت کچھ لکھا لکھا جا رہا ہے اور (خدا کرے کہ پاکستان قیامت تک دنیا کے نقشے پر زندہ و جاوید رہے) قیامت تک آپ پر لکھا جاتا رہے گا۔ یوں آپ تا ابد زندہ رہیں گے۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں رکھے۔۔۔آمین

Marfat.com

مولانا عبدالستار خان نیازی

تحریر: چوہدری نوراحمد مقبول، لاہور

مولانا عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ سے کالج کے زمانہ سے تعارف ہے۔ انہوں نے بی اے اسلامیہ کالج لاہور سے ۱۹۳۸ء میں کیا جبکہ اس بندہ ناچیز نے ۱۹۳۸ء میں۔ تعلیمی فراغت کے بعد میں نے محکمہ پوسٹ آفس میں ملازمت اختیار کی، مزید تعلیم حاصل نہ کر سکا۔ ۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۵ء کیمبل پور (اٹک) ڈویژن کا سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات تھا تو ضلع میانوالی کی تحصیل میانوالی اور عیسیٰ خیل کے ڈاکخانے میرے زیر انتظام تھے۔ عیسیٰ خیل کے ڈاک خانہ کے معائنہ کیلئے پہنچا تو نیازی صاحب کے گاؤں بھی گیا، برساتی نالہ عبور کرنا پڑا۔

نیازی صاحب کے خطابات اکثر سنا کرتا تھا۔ ایک دفعہ نیازی صاحب سواگ شریف نزد کروڑ لعل عیسن ضلع مظفر گڑھ خواجہ غلام حسن رحمتہ اللہ علیہ کے عرس پر تشریف لے گئے تھے۔ بے پناہ خلقت تھی۔ غالباً ۱۹۶۴ء کی بات ہے۔ آپ نے مؤثر تقریر فرمائی اور اولیاء اللہ کے نورانی کردار پر روشنی ڈالی۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے یہ اشعار بھی اپنی تقریر میں پڑھے تھے:

مسلمان آں فقیرے کج کلاہے ‏ ‏ رمید از سینہ او سوز و آہے

دلش نالد چرا نالد نہ داند ‏ ‏ نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

آپ نے اپنے خطاب میں زیادہ تر "مسلمان" اور "نگاہے" پر خیالات مرکوز رکھے۔ مجمع نعرہ تکبیر ورسالت سے گونجتا رہا۔

مولانا نیازی مسلم لیگ کے سرگرم رکن اور جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی صدر رہے۔ ایک مرتبہ مسلم لیگی اقتدار میں مذہبی امور کے وفاقی وزیر بھی رہے۔ تحریک ختم نبوت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ جنرل اعظم خاں پنجاب کے فوجی گورنر تھے۔ فوجی عدالت سے نیازی صاحب کو پھانسی کی سزا ہوئی جو بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوئی اور پھر باعزت طور پر رہائی ملی۔

Marfat.com

میرا درویش قائد

(ماسٹر محمد شیر پپلاں ضلع میانوالی)

دستِ اجل نے تاک کے توڑا ہے ایسا پھول
خوشبو تھی جس کی دہر میں چمن کی آبرو

مجاہد ملت بطل حریت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی خدائے واحد کی ذات پر کامل یقین اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی محبت سے سرشار تھی۔ وہ اپنی شخصیت اور کردار کے لحاظ سے مردِ حُر اور باعمل انسان تھے۔ مہد سے لے کر لحد تک ان کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی۔ وہ حق گو، بیباک اور نڈر انسان تھے۔ ان کی حیاتِ مبارکہ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمانِ اقدس کی آئینہ دار تھی۔

''کہو! میں ایمان لایا اللہ پر، پھر ڈٹ جا''۔

انہوں نے اپنے قول و فعل سے اس بات کو سچ کر دکھایا۔ ان کی زندگی کا واضح مقصد یہی تھا کہ ملت اسلامیہ کی عظمتِ رفتہ اور شوکتِ گزشتہ بحال ہو اور سرزمینِ پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا عمل جاری و ساری ہو۔ بقول شاعر۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

حضرت مولانا نیازی قدس سرہ العزیز کو میں نے پہلی بار اس وقت دیکھا جب میں مڈل کلاس میں پڑھتا تھا۔ ان دنوں صدر جنرل ایوب خاں کے مقابلہ میں مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کیلئے دیگر اکابرین کے ساتھ یہاں پپلاں میں تقریر کرنے آئے تھے۔ سرخ و سفید، تنومند، قد کاٹھ کا سرو قامت انسان، سر پر دستار کے طرہ کے ساتھ گویا ستاروں کے جھرمٹ میں چاند اتر آیا تھا۔ ان کی تقریر کے بعد لوگوں کا ایک جم غفیر تھا جو ان کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے ٹوٹ پڑا تھا۔ گو اس وقت ان کی باتیں کم عمری کی وجہ سے میری سمجھ میں نہ آسکیں مگر ان کی پہلی ہی جھلک دل میں گھر کر گئی۔

اس کے کافی عرصہ بعد ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں آپ پیر سیال لجپال حضرت خواجہ قمرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں اپنی انتخابی مہم کے سلسلہ میں یہاں آئے تو لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر استقبال کو موجود تھا۔ ہر طرف سے ''پیر سیال لجپال'' اور ''مردِ مومن مردِ غازی، خان نیازی خان

Marfat.com

نیازی'' کے نعرے گونجتے سنائی دیتے تھے۔اگرچہ اس وقت آپ اپنے مدمقابل نوابزادہ ملک مظفر خاں آف کالاباغ سے ہار (بلکہ ہرائے) گئے تھے مگر ہمت نہ ہاری اور میانوالی کے پسماندہ اور بےنوا عوام کو ظلم و ستم اور جبر و تشدد کے سامنے عزم بالجزم کے ساتھ کھڑا ہونے کا حوصلہ دیا۔آپ میانوالی کے بے کس، مجبور اور بےنوا عوام کی آواز تھے اور آپ کی آواز کی گھن گرج تادیر وقت کے ایوانوں میں گونجتی سنائی دیتی رہے گی۔

۱۹۷۷ء کے عام انتخابات اور بھٹو حکومت کے خلاف نظام مصطفیٰ ﷺ کی تحریک کے دوران بھی اپنی حق گوئی اور بیباکی کا نعرہ مستانہ بلند رکھا۔قید و بند کی صعوبتوں اور سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا مگر باطل کے سامنے نہ جھکے۔آپ اپنی انتخابی تقریر کے دوران سادہ لوح عوام کو ووٹ کی اہمیت، سادہ مگر دلنشیں انداز میں اس طرح بتاتے:

''بھولا مسلمان ایں، ووٹ نہیں بیعت اے، بیعت اے، دیکھ بھال کے کسے دے ہتھ وچ ہتھ دیویں''۔

آپ اپنی تقریر میں بڑی گھن گرج کے ساتھ وقت کے حکمرانوں کو یوں للکارتے۔

''عوام کے حاکم نہ بنو خادم بنو اور آئے دن عوام پر یہ سختی اور ظلم و ستم کیوں ہے؟ اسے بند کرو۔ ہمت ہے تو نیازی کی آواز بند کرو اور اپنے سینہ پر مکا مار کر یہ شعر گنگناتے ؂

ستم گر ادھر آ ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

مولانا نیازی مرحوم و مغفور کے سامنے مال و دولت اور دنیاوی جاہ و حشمت کی کوئی وقعت نہ تھی۔انہوں نے اپنی پوری زندگی سادہ اور پروقار انداز میں گزار کر یہ ثابت کر دکھایا۔

؂ ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

حضرت مولانا نیازی عزم و ہمت کا اک کوہِ گراں تھے۔جس کو موت کے سوا کوئی ہلا نہ سکا۔ آپ کی زندگی حضور نبی کریم ﷺ کے عشق و محبت میں رنگی ہوئی تھی۔حضور سید عالم علیہ الصلوۃ والسلام کا نام نامی اسمِ گرامی سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے تھے۔بقول شاعر ؂

گو رشتہ مرا خدا کی خدائی سے ٹوٹ جائے
چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامانِ مصطفیٰ ﷺ

آخر میں یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اس مردِ باخدا کی قیامت کے دن جب خدا کے حضور پیشی ہوگی تو وہاں بھی اس کی آوازیں گونجتی سنائی دے گی۔

Marfat.com

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

قطعات

(۱)

الیکشن ۱۹۹۷ء کے موقعہ پر

قائد ہے اپنا خان نیازی مردِ مومن، مردِ غازی
دین کی جس نے جوت جگا دی زندگی اس کی گزری سادی

خلافت کی تفسیر

(۲)

بعد از وفات

وہ مجاہد ملت بطل حریت پروانہ شمع ختم نبوت
زندگی تھی تفسیر خلافت چلا گیا ہے وہ سفر پہ آخرت
چھوڑ کر عصا کلاہ کی جاگیر

Marfat.com

لاثانی رہنما

تحریر: عبدالرؤف۔ لاہور

(جناب عبدالرؤف، مسلم لیگ رائٹرز اکیڈمی لاہور کے ناظم ہیں۔ دردمند، محب وطن اور نہایت ہی مخلص پاکستانی ہیں۔ ان کے ادارہ کا مقصد تحریک پاکستان کی مقتدر شخصیات کی سوانح حیات اور خدماتِ جلیلہ کو منظر عام پر لانا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ اب تک کافی کام کر چکے ہیں۔

ذیل کا مضمون انہوں نے میری درخواست پر لکھا ہے۔ جس کیلئے وہ دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ حضرت مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ان کا یہ جامع مضمون بڑا معلومات افزاء ہے۔ امید ہے کہ قارئین پسند فرمائیں گے اور ان کے حق میں دعا گو بھی ہوں گے۔ (قصوری)

1962ء کے آخر یا 1963ء کے شروع کی بات ہے، جب میری مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ سے باقاعدہ پہلی اور شاید آخری ملاقات ہوئی۔ اس وقت میرے منہ پر داڑھی مونچھ پھوٹ رہی تھی اور میں پاکستان کے ممتاز صحافی میاں محمد شفیع المعروف م ش (مرحوم) کے ہفت روزہ ''اقدام'' میں خوش نویس تھا۔ یہ دفتر لاہور کے مشہور چوک لکشمی میں رتن سینما کے بالمقابل ایشر داس بلڈنگ کے نیچے ایک بڑے ہال کمرہ میں تھا۔ اس دفتر کا صدر دروازہ تو چھوٹا تھا اور دروازہ میں داخل ہو کر برآمدے سے گزر کر مین ہال تھا اور چند میزوں، کرسیوں، الماریوں اور کپڑے کے خوبصورت پردوں سے پارٹیشن کر کے اس کو ''اقدام'' کے دفتر کا نام دیا گیا تھا۔ عملے میں میرے علاوہ ایک مینجر، چپراسی اور اسسٹنٹ ایڈیٹر حافظ سلیم تابانی ہوتے تھے۔ جو بعد ازاں وفات تک روزنامہ ''نوائے وقت'' کے ملی ایڈیشن کے انچارج رہے۔ اس دفتر میں کوریڈور کے اوپر ایک بڑی گیلری بنی ہوئی تھی جس میں میں تخت پوش پر بیٹھا کتابت کرتا تھا۔

میاں محمد شفیع مرحوم جتنے بڑے صحافی تھے، اتنے ہی بڑے لوگوں کا ان کے پاس آنا جانا تھا۔ جنرل اکبر خاں، ممتاز کشمیری رہنما چوہدری غلام عباسؒ، اس وقت کے وزراء، ادیب اور شعراء وہاں آتے جاتے تھے۔ عبدالحمید عدم، ظہیر کاشمیری، حبیب جالب، خیال امروہوی، ساغر صدیقی وغیرہ کو تو میں خوب جانتا ہوں مگر عمر کے اس حصے میں مجھے ان شخصیات میں دلچسپی نہیں تھی۔ حضرت مولانا بھی انہی شخصیات میں سے تھے جو میاں صاحب سے ملنے آتے تھیں۔ ویسے بھی مولانا نیازی، مدیر ''نوائے وقت'' حمید نظامی مرحوم اور عبداللہ بٹ صاحب جنہیں پنجاب کے دانشوروں نے کافی ہاؤس کی پھلجھڑی کے خطاب سے

Marfat.com

نوازا تھا، یہ سب کے سب اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں ہم سبق تھے اور اس حوالے سے بھی ان کی دوستی غیر فانی تھی۔ اگرچہ اس دور میں جلسے جلوسوں کی قطعاً آزادی نہ تھی مگر چونکہ میں سیاست کا شوق رکھتا تھا اور اپنے ہم عمر ساتھیوں سے مل کر ہم میٹنگز کرتے اور پاکستان کی بہتری اور اسے مضبوط بنانے کے منصوبے سوچتے اور اس بات پر کڑھتے جلتے کہ ہمارے موجودہ حکمرانوں کی سمت درست نہیں، انہیں تبدیل ہونا چاہئے کہ کوئی بہتر حکمران آئیں اور وہ اچھے کاموں سے ملک کو ترقی دلائیں تاکہ پاکستانی دنیا میں ایک باوقار قوم کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آئیں۔ افسوس کہ ایسا نہ ہوا بلکہ پاکستان آدھا ہو گیا اور آج بقیہ پاکستان کے باسی بھی پاکستان کے بجائے ایک بیگار کیمپ کے مکین بنے ہوئے ہیں۔

اوہ! خیالات کدھر سے کدھر نکل گئے ہیں، اصل بات تو مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی علیہ الرحمہ کی ہو رہی تھی۔ انہی دنوں ایک روز مولانا ''اقدام'' کے دفتر تشریف لائے تو دفتر میں کسی کو نہ پا کر واپس مڑنے والے ہی تھے کہ میں نے گیلری کی بالکونی سے انہیں آواز دی: ''حضرت مولانا!'' مولانا نے اس آواز پر ادھر اُدھر دیکھا تو پلک جھپکنے میں میں سیڑھیوں سے اتر کر مولانا کے سامنے تھا۔ لانبا قد، چوڑی چھاتی، مضبوط جسم، سفید شلوار قمیص پر شیروانی پہن رکھی تھی۔ پاؤں میں پشاوری چپل، ہاتھ میں ایک گول رولی (چمکدار چھڑی) کاندھے پر بڑا رومال، سر پر گول کلاہ اور اوپر سیدھا کھڑا شملہ (طرہ) تھا۔ آنکھوں پر چشمہ، چہرے کی مناسبت سے خوبصورت داڑھی، کمال قسم کی مردانہ وجاہت والا بارعب چہرہ تھا۔ میں نے مولانا کو ادب سے سلام کیا اور کہا:

''آپ میاں صاحب سے ملنے اور غالباً اپنا شائع شدہ مضمون دیکھنے آئے ہیں؟'' ''ہاں، برخوردار'' ''تشریف رکھیے، میں آپ کو ''اقدام'' کی فائل دیتا ہوں۔'' میں نے انہیں میاں شفیع صاحب والی جگہ بٹھایا اور چند ثانیوں میں تازہ فائل ان کے ہاتھ میں تھی۔ وہ اس کی ورق گردانی کرنے لگے، میں ان کی میز کے سامنے والی کرسی پر براجمان ہو گیا۔

اس زمانے میں سیاست پر کڑی پابندی تھی مگر لوگ مختلف تقاریب میں حیلے بہانے بات کرتے تھے۔ میرے خیال میں اس سکوت میں سب سے پہلا پتھر جسٹس ایم آر کیانی نے ایک فنکشن میں یہ کہہ کر پھینکا:

> ''گزشتہ حکومتیں تو ہمیں سبز باغ ہی دکھایا کرتی تھیں مگر موجودہ حکومت نے ہمیں ''کالا باغ'' دکھایا ہے۔''

یاد رہے کہ نواب کالا باغ (امیر محمد خان) اس وقت مغربی پاکستان کے گورنر تھے اور انتظامیہ

Marfat.com

کو کنٹرول میں رکھنے میں لاثانی تھے۔

کافی دیر بعد جب حضرت مولانا کاغذ اتھل پتھل کر کے کچھ اکتا گئے تو میں نے سوال کیا:

''مولانا! آج کل حکومت کیسے چل رہی ہے؟ آپ راہنما ہیں، ہمیں بتایئے''۔

پہلے تو مولانا نے چشمے کے اندر کی موٹی موٹی آنکھوں سے مجھے گھورا۔ پھر فرمایا!

''برخوردار پہلے یہ بتاؤ کہ تم کس پارٹی سے تعلق رکھتے ہو؟''

(میں مسلم لیگ کے سربراہ خان عبدالقیوم خان کا بہت معتقد تھا۔ اکتوبر 1958ء سے قبل خان اعظم کے جلسے سنتا اور جہاں تک ممکن ہوتا، ان کے لئے قلمی معاونت بھی کرتا۔ انہی دنوں میں نے خان صاحب سے متعلق ایک مضمون لکھا تھا، ''سیاسیات کا فیلڈ مارشل'' اور یہ مضمون گوجرانوالہ کے ہفت روزہ ''قومی دلیر'' میں چھپا بھی تھا)۔

''میں کسی بھی سیاسی پارٹی کا ورکر نہیں ہوں البتہ خان عبدالقیوم خان کو صحیح راہنما تسلیم کرتا ہوں''۔

میں نے صرف یہی جملہ ادا کیا تھا کہ مولانا غصّے میں آگئے، فوراً بولے:۔

''وہ خان قیوم جسے قائداعظم نے کوئٹہ سے مسلم لیگ کا ٹکٹ نہیں دیا تھا، وہ خان قیوم جسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے، وہ خان قیوم جو جیل سے ایوب خان کو 32 میل لمبا معافی نامہ لکھتا ہے۔۔۔۔''

(یاد رہے کہ 1958ء کے ایوبی مارشل لاء سے ایک روز قبل ہی خان عبدالقیوم خان کا پاکستانی تاریخ میں پہلی بار جی ٹی روڈ پر 32 میل لمبا جلوس نکلا تھا اور ٹھیک اگلے ہی روز ایوب خان نے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا اور خان قیوم صاحب کو جیل یاترا کرنی پڑی)۔

میں تو سر بگریباں ہو کر رہ گیا، تاہم اگلے ہی لمحے میں نے حضرت مولانا سے پوچھا:

''تو ہماری موجودہ حکومت اپنے عوام کیلئے بہتر کام کر رہی ہے؟''

مولانا نے کہا:۔

''کچھ بھی کام ٹھیک نہیں ہے، یہ جو مُچھل (گورنر مغربی پاکستان نواب ملک امیر محمد خان آف کالاباغ) ہے نا، یہ بہت ظالم ہے''۔

''مولانا! وہ کیا ظلم کرتا ہے؟'' میں نے پھر سوال کیا تو مولانا بولے:۔

''وہ اپنے علاقے میں کسی کو کھانسنے بھی نہیں دیتا اور نوجوان لڑکوں کو جوان ہونے سے پہلے ہی ٹریکٹروں کے نیچے کچلوا دیتا ہے، صرف اسی جرم پر کہ وہ اس کے علاقے میں سر اٹھا کر نہ چلیں''۔

Marfat.com

میں اس بات سے خوفزدہ ہوگیا اور بولا، ''مولانا! پھر تو یہ مارا جائے گا''۔

مولانا قدرے توقف کے بعد بولے:۔

''ہاں! مارا جائے گا ____ ایک دن تم بھی مارا جائے گا ، ہم بھی مارا جائے گا، سب مارا جائے گا، وہ بھی مارا جائے گا''۔ پھر مولانا خاموش ہوگئے اور اٹھ کر واپس جانے لگے۔ میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوگیا اور دروازے تک جانے لگا تو انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر جھک کر میرے کان میں کہا:۔

''وہ ضرور مارا جائے گا اور جب بھی مارا جائے گا، اپنے بیٹے سے مارا جائے گا''

اور چلے گئے۔ میں ششدر ہی رہ گیا اور چند برس بعد 1967ء میں جب میں کراچی، ہفت روزہ ''اخبار جہاں'' میں ملازم تھا تو وہاں اخبار میں خبر پڑھی کہ نواب امیر محمد خان آف کالا باغ ناشتے کی میز پر ہی اپنے بیٹے کی گولی کا نشانہ بن گئے۔۔۔۔

نواب صاحب میں بعض خوبیاں بھی تھیں اور ان کے یوں ضائع ہونے کا دکھ ہوا۔ مگر حضرت مولانا سے اس کو نہ جانے کیا پرخاش تھی کہ نواب صاحب نے ان پر چار تا تلانہ حملے کروائے اور ان سب جان لیوا حملوں میں اللہ تعالیٰ نے مولانا کو نئی زندگی عطا کی۔

مولانا نیازی رحمتہ اللہ علیہ ایک دینی اور سیاسی رہنما تھے۔ نواب صاحب کی طرف سے اتنے وار ہوئے لیکن ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور صاف نظر آتا تھا کہ مولانا ان پر جو الزامات لگاتے تھے وہ حقیقت پر مبنی تھے۔ مولانا نے بتایا تھا کہ میں نے اس کا نام ''مُچھل'' رکھ دیا ہے۔ نواب صاحب کی مونچھیں بہت بڑی تھیں اور ان کا یہ نام ''مُچھل'' پاکستان میں مشہور ہوگیا تھا۔ آہ! اب حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی جیسا بیباک، نڈر، شعلہ بیانی میں لاثانی راہنما اور سچا عاشق رسول ﷺ ہمیں دیکھنے کو کب ملے گا۔

ہفت روزہ ''اقدام'' تو 1963ء میں بند ہوگیا تھا اور میری بدقسمتی کہ میں دوبارہ مولانا سے نہیں مل سکا تاہم میرے دل میں ان کا جو مقام ہے وہ ایک عاشق ہی جان سکتا ہے۔ مجھے ان کے کئی جلسے سننے کا اتفاق ہوا بلکہ میں بعض جگہوں پر ان کا نام پڑھ کر جلسے میں صرف انہیں سننے کیلئے گیا ہوں۔ مجھے مولانا کا ایک انتہائی یادگار جلسہ اچھی طرح یاد ہے۔ 1964ء کے صدارتی انتخابات میں متحدہ اپوزیشن کی طرف سے مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح امیدوار تھیں اور دوسری جانب صدر ایوب خاں آئندہ صدارت

Marfat.com

کیلئے امیدوار تھے۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلا اور آخری موقعہ تھا کہ تمام اپوزیشن متحد ہو کر فاطمہ جناح کی معیت میں فوجی صدر کو ہٹانے کیلئے سرگرم عمل ہوئی۔ جس روز فاطمہ جناح لاہور آئیں تو تمام لاہور سڑکوں پر ان کے استقبال کیلئے امڈ آیا تھا۔ بخدا اتنا ہجوم کسی بھی موقعہ پر آج تک دیکھنے میں نہ آیا۔ ایئر پورٹ سے لے کر ناصر باغ (گول باغ) تک مال روڈ پر تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ جس طرف نگاہ اٹھتی عوام کا سمندر ہی دیکھنے کو ملتا۔ لوگ سارے پنجاب سے اپنی محبوب لیڈر کا استقبال کرنے آئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاکھوں لوگوں کا یہ ہجوم نجوم ہی اصل "ریفرنڈم" تھا، جس نے فوجی ڈکٹیٹر کے خلاف اپنی پسند کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا۔۔۔۔

خیر شام 4 بجے باغ بیرون موچی دروازہ میں جلسے کا اعلان تھا۔ میں بھی جلسہ گاہ کی جانب چلا اور بڑی مشکل سے لوگوں کے درمیان سے جگہ بناتا، لڑتا بھڑتا اسٹیج کے پاس (قریباً پچاس گز) کے فاصلے پر پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ موچی دروازہ کا تو نام ہی تھا، دراصل یہ سٹیج اس باغ کے سامنے والے کونے یعنی سرکلر روڈ پر کراؤن بس اڈہ والے چوک میں بنایا گیا تھا تاکہ تاحدِ نگاہ لوگوں کو اونچے سٹیج پر بیٹھے رہنما نظر آسکیں۔ سٹیج پر مولانا مودودی، محمد علی بوگرہ، چوہدری محمد علی، خواجہ ناظم الدین اور حضرت مولانا نیازی کے علاوہ بہت سے قائدین تشریف فرما تھے۔ محترمہ فاطمہ جناح وہاں پہنچنے ہی والی تھیں۔ سٹیج کے آس پاس کے تمام بازار لوگوں سے بھرے پڑے تھے، بلا سے قائدین نظر آسکیں یا نہ آسکیں، وہ علاقہ عوامی سیلاب کا منظر پیش کر رہا تھا۔ دوسری طرف وہاں دو موریہ پل اور ریلوے اسٹیشن تک اور ادھر پورے سرکلر روڈ پر لوہاری دروازے تک ہجوم ہی ہجوم تھا۔ محترمہ فاطمہ جناح تشریف لائیں تو زندہ باد کا بہت غوغا بلند ہوا اور وہ قائدین کے درمیان تشریف فرما ہوئیں۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض میاں محمود علی قصوری انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے اناؤنسمنٹ کی کہ پہلے پنجابی کے مشہور شاعر استاد دامن اپنا کلام سنائیں گے۔

استاد دامن مائیک پر آئے اور مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے یہ قطعہ پڑھا۔

پتہ لگے گا ساریاں پُتراں دا بول بولیاں دا کیہڑا بھاء پاؤندا
کون چٹے جھاٹے دی لاج رکھدا اے کون ماں دے سر سواہ پاؤندا
کل نوں ایہہ نہ کہن جہان والے پُتر ایہہ کاہدے اپنی ماں کھا گئے
ایہناں کولوں بچالو بچیاں نوں ککڑ کھان والے سارے کاں کھا گئے

پھر انہوں نے مادرِ ملت کے چاندی ایسے بالوں کے قریب ہاتھ لے جا کر کہا:۔

چاندنی بیٹھ کھلو گئے آں۔ نہ دھپ ول آں، نہ چھاں ول آں
اپنی ماں ول آں

Marfat.com

دامنؔ کی یہ لمبی نظم تھی ۔بس مجھے یہی ایک بند یاد ہے۔اس پر اسقدر تحسین اور داد دی گئی کہ یہ عالم وہی محسوس کرسکتا ہے جو یہ منظر دیکھ رہا ہو۔ان کے فوراً بعد مائیک سے اناؤنسمنٹ ہوئی کہ اب آپ کے سامنے مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح خطاب فرمائیں گی۔وہ مائیک پر آئیں اور انگریزی میں تقریر شروع کردی۔اس بات سے لوگوں میں سخت بے چینی پیدا ہوگئی کیونکہ اس وقت تو صرف دو فیصد لوگ ہی انگریزی سے آشنا تھے۔میاں محمود علی قصوری نے لوگوں کی بے چینی کو بھانپ لیا اور مادر ملت کی تقریر ختم ہوتے ہی اس کا اردو ترجمہ سنانا شروع کردیا۔سارے لوگ جلسے کا اختتام سمجھ کر اٹھ کھڑے ہوئے (دراصل منتظمین سے یہ بہت بڑی غلط سرزد ہوئی کہ دیگر قائدین کو اپنے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیئے بغیر مادر ملت کو پہلے ہی مائیک پر لایا گیا) اور بار بار کی درخواستوں کے باوجود بھی ہجوم مزید کچھ سننے پر راضی نہ ہوا۔اب منتظمین نے مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی سے درخواست کی کہ وہ مجمع پر قابو پائیں۔پھر مولانا نے جس جوش وخروش اور شعلے اگلنے والے انداز میں حکومت پر جو تنقید کی وہ ریکارڈ کا حصہ بن گئی۔ہر شخص جس انداز میں بھی کھڑا تھا یا بیٹھا تھا یا بیٹھ کر اٹھنے کی پوزیشن میں تھا، وہ وہیں ساکت ہوگیا۔انہوں نے حکومت کی پالیسوں پر سخت تنقید کی۔خاص طور پر نواب ملک امیر محمد خاں آف کالاباغ کو ہدف بنایا۔اس کو یزید وشداد اور بہت کچھ کہا اور جب تک مولانا بولتے رہے تب تک لوگوں نے سانسیں تک روک لیں کہ ان کی آواز صحیح طور پر سن سکیں۔یہ پہلا جلسہ تھا کہ اس جلسہ کے سپیکر میلوں دور تک پھیلے ہوئے تھے تاکہ لوگوں کو آواز سننے میں آسانی ہو۔ان کی تقریر کے بعد منتظمین جلسہ نے بہت چاہا کہ لوگ دیگر قائدین کو بھی سنیں مگر ایسا نہ ہوسکا۔لوگ چل پڑے تو بالآخر جلسے کے اختتام کا اعلان کردیا گیا ۔واپس آتے ہی لوگوں کے اصرار پر سرکلر روڈ پر برکت علی ہال کے چبوترے پر چڑھ کر مولانا پھر حکومت کے خلاف شروع ہوگئے۔میں نے انہیں غصے کے عالم میں بولتے دیکھا ہے۔

1960ء کی دہائی میں مولانا نیازی لکشمی چوک میکلوڈ روڈ ہی کے ایک فلیٹ میں رہائش پذیر تھے۔مجرد ہی رہے۔ان کے بہت سے فنکشنوں کے کارڈ میرے پاس کتابت کیلئے آتے تھے۔آخری کارڈ جو میں نے ان کے کسی فنکشن کا لکھا وہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے ان کی تنظیم کے عہدیدار چوہدری ذوالفقار احمد ارائیں آف مندراں والہ لے کر آئے تھے۔ان کے ہمراہ سابق وفاقی وزیر اور اس وقت جمعیت علماء پاکستان (نیازی گروپ) کے سیکرٹری جنرل حاجی محمد حنیف طیب بھی تھے۔

میں مولانا کو ہفت روزہ ''اقدام'' کے دور سے جانتا ہوں مگر آخر عمر میں، میں ان سے ملاقات نہ کرسکا لیکن اخبارات میں ان سے متعلق چھپنے والی تمام خبریں پڑھتا تھا۔

Marfat.com

مولانا نیازی کو 1953ء کی ''تحریکِ ختم نبوت'' میں ملٹری کورٹ نے سزائے موت سنائی تھی مگر بعد میں پوری دنیا میں ہلچل مچنے کی وجہ سے اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ یہ کام اللہ کے ہیں کہ وہ کس کو عزت دیتا ہے اور ذلت کس کے نصیب میں آتی ہے۔ مولانا اپنی آخری سانسوں تک اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ وہ اسلام کے سپاہی اور سچے عاشقِ نبی کریم ﷺ تھے۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

اس بات کا بہت دکھ ہے کہ مولانا نیازی رحمتہ اللہ علیہ اپنی ساری زندگی پاکستان میں جس اسلامی نظام کیلئے کوشاں رہے وہ نافذ نہ ہو سکا۔ اور وہ یہ حسرت اور قلق دل ہی میں لے گئے اور اب آئندہ تو اس بات کا تصور بھی عبث ہے کیونکہ اب حالات اور بھی تبدیل ہو چکے ہیں۔

۲۱ جولائی ۲۰۰۴ء

Marfat.com

مردِ قلندر

''رائے ظفر اللہ خاں کے قلم سے''

(رائے ظفر اللہ خاں خلف الرشید رائے سدا د خاں موضع نوتھیں نزد سکھیکی منڈی تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد کے رہنے والے ہیں۔ جمعیت علماء پاکستان کے بہت پرانے خادم، عہدیدار اور جانثار ہیں۔ حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشقِ صادق، سچے اور پکے ساتھی اور وفادار کارکن ہیں۔ میری درخواست پر انہوں نے حضرت مجاہد ملت قدس سرہ العزیز کی یادوں کے دیپ جلائے ہیں جو خاصے کی چیز ہیں۔ رائے صاحب اس وقت (اگست ۲۰۰۴ء میں) ۷۵ برس کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ اللہ کریم انہیں صحت و عافیت سے رکھے۔ (قصوری)

(۱)

آپ نے مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یاداشتوں کو احاطہ تحریر میں لانے کو کہا ہے۔ بھلا مجھ جیسے بے علم اور ہیچمدان کی کیا مجال ہے کہ ایک قلندر کی شان کے متعلق کچھ صفحہ قرطاس پر بکھیرنے کی جسارت کرے، ان کے بارے میں تو حکیم الامتؒ بہت پہلے لکھ گئے ہیں

نے تاج و تخت نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ بے شک دارائی و سکندری تو حاصل نہ کر سکے لیکن بفضل خدا انہوں نے مقامِ قلندری ضرور حاصل کیا۔ حکیم الامتؒ کا ارشاد ہے۔

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اُولی
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی

میرا ان سے غائبانہ تعارف 51ء کی دہائی میں اس وقت ہوا جب ان کی کنیا پر اس وقت کا وزیر اعظم خان لیاقت علی خان مرحوم پہنچا اور استدعا کی مسلم لیگ کا ٹکٹ لے لیں۔ آپ کو بلا مقابلہ سیٹ اسمبلی، ایک جیپ اور دو لاکھ روپیہ کی خطیر رقم کی پیش کش کی گئی۔ آپ نے حقارت سے یہ پیش کش مسترد کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ کہہ دیا ہے کہ قائداعظم کی رحلت کے بعد مسلم لیگ، مسلم لیگ نہیں رہی بلکہ مجرم لیگ بن چکی ہے، نیازی اس کا ٹکٹ کیسے قبول کرے۔ تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے سرکاری امیدوار امیر عبداللہ روکھڑی اور اس کے معاون نواب کالاباغ کو زبردست شکست دی۔

Marfat.com

1953ء کی ''تحریک ختم نبوت'' میں آپ نے تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ جب گرفتار کر کے ملٹری کورٹ کے سامنے پیش کیا گیا تو کرنل نے آپ کی فائل دیکھ کر کہا:۔

''مولانا صاحب! فائل یہ ثابت کرتی ہے کہ پاکستان بننے سے پہلے بھی آپ خطرناک تحریکیں چلانے کے ماہر تھے''۔

آپ نے برجستہ جواب دیا:

''اگر نیازی یہ خطرناک تحریکیں نہ چلاتا تو آپ آج یہ کف سے کڑکتی ہوئی وردی اور چمکتے دمکتے سٹار لگا کر یہاں کیسے بیٹھے ہوتے''۔

جب ملٹری کورٹ نے موت کی سزا کا حکم سنایا تو آپ نے عدالت سے پوچھا کہ:۔

''مجھے یہ سزا دی گئی ہے یا انعام؟''

آفیسر نے حیرانگی کے ساتھ آپ کے چہرے مبارک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:۔

''خان صاحب! آپ میں کتنی ہمت ہے جو سزائے موت کا بھی تمسخر اڑا رہے ہو''۔

اس پر آپ نے ارشاد کیا:۔

''تم نیازی کی ہمت کا اندازہ نہیں کر سکتے یہ تو کوہ ہمالیہ سے بھی زیادہ بلند ہے''۔

بعدازاں جب آپ نے پھانسی کی سزا کے خلاف اپیل نہ کی تو آپ کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ پاکستان تو پاکستان آپ پوری دنیائے اسلام کے ہیرو بن گئے۔

1958ء میں ایوب خان کا مارشل لاء لگا تو لوگوں میں اس قدر خوف و ہراس پھیلا کہ پورے ملک میں ہُو کا عالم طاری ہو گیا اور قبرستان کی سی خاموشی چھا گئی۔ اس خوفناک سناٹے میں ایک شیر کی دھاڑ بار بار جنگل کے بادشاہوں کی نیند خراب کر رہی تھی، اس شیر ببر، اس مردِ مجاہد کا نام تھا: ''مردِ مومن، مردِ غازی، خان عبدالستار خاں نیازی''، جو ہر جگہ اور ہر مقام پر ان لوگوں کو بری طرح للکار رہا تھا۔ اس صورت حال سے تنگ آ کر ایوب خان نے اس وقت کے پنجاب زون کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل واجد علی برکی کو حکم دیا کہ اس نوجوان کو یا تو خریدا جائے یا پھر جھکایا اور دبایا جائے۔ چنانچہ جنرل برکی نے آپ کو اپنے دفتر میں طلب کیا۔ آپ بڑی شانِ بے نیازی کے ساتھ دفتر میں داخل ہوئے۔ جنرل موصوف نے بڑے تحکمانہ انداز سے سوال کیا کہ خان صاحب! ہماری حکومت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے کہا،

''جنرل صاحب! فقط اسی بات کے لئے آپ نے مجھے اپنے دفتر میں طلب کیا ہے؟ اس

Marfat.com

بات کا جواب تو میرے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ منصور کو تیرہ سو سال پہلے دے چکے ہیں۔''

جنرل واجد علی برکی نے اپنا دبدبہ قائم رکھتے ہوئے کہا کہ ذرا سنائیں تو سہی کہ وہ کیا جواب تھا، میں بھی سن لوں۔

آپ نے فرمایا کہ!

''حضرت نعمان بن ثابت امامِ ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے منصور سے فرمایا تھا کہ جو لوگوں کی تائید سے آئے وہ صدیقؓ ہے اور جو لوگوں کی تائید کے بغیر آئے وہ یزید ہے لہذا آپ کی حکومت کو بھی لوگوں کی تائید حاصل نہیں ہے اور آپ غاصب ہیں۔ نیازی آپ کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتا''۔

اتنا سخت اور کڑوا جواب سننے کی جنرل برکی کو امید نہ تھی، اس کی آنکھوں سے چنگاریاں اور منہ سے جھاگ نکلنے لگی۔ اس نے کڑک دار آواز میں اپنے سیکرٹری کو بلایا اور کہا:

''ابن حسن! اس پٹھان کو بتاؤ کہ ملک میں مارشل لاء نافذ ہے''۔

جتنی زیادہ کڑک دار آواز سے جنرل بولا، اس سے زیادہ حقارت کے ساتھ خانِ اعظم مولانا نیازی نے جنرل کی طرف دیکھا۔ اس وقت کے قومی اخبارات نے لکھا کہ جنرل کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا اور زمین کریدنے لگا۔ خان نیازی فوراً کرسی سے اٹھے اور بغیر اجازت کے جس دھمک اور شان سے اندر داخل ہوئے تھے اس سے دگنی دھمک اور شان کے ساتھ باہر نکل گئے۔

آپ کے سب سے بڑے دشمن ذوالفقار علی بھٹو نے ان پر قاتلانہ حملے کروانے اور 90 مقدمات قائم کرنے کے بعد برملا اعتراف کیا تھا کہ:

''نیازی ایک ایسا رہنما ہے جو نہ خریدا جا سکتا ہے اور نہ ہی جھکایا جا سکتا ہے''۔

کچھ اہل ستم کچھ اہل حشم میخانہ گرانے آئے تھے
دہلیز چوم کر چھوڑ گئے سمجھے، یہ پتھر بھاری ہے

یہ تو اخباری بیانات و واقعات تھے جو میں نے اب تک پیش کیے ان کو تو دنیائے اسلام کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ لیکن میرا باقاعدہ ملاقاتوں کا سلسلہ 1970ء کی دہائی میں شروع ہوا جب میں جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہوا۔

سید عارف حسین شاہ مرحوم (سابق ایم پی اے و نیازی گروپ کے عہدیدار) جو میرے قریبی گاؤں دوہتہ عظمت کے رہنے والے تھے۔ عید کے روز میں ان کو ساتھ لے کر حضرت مولانا نیازی

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کو سلام کرنے کیلئے لاہور میں ان کے درِ دولت پر حاضر ہوا۔ میرا بیٹا زرار احمد اور بھتیجا طارق مسعود بھی ہمراہ تھے۔ ان دنوں ملک میں ضیاء حکومت کی طرف سے غیر جماعتی انتخابات ہونے کا اعلان تو ابھی نہیں ہوا تھا لیکن اخبارات لکھ رہے تھے کہ انتخابات ہونے والے ہیں۔ میں بھی چونکہ انتخابات میں حصہ لینے کا خواہش مند تھا۔ سید عارف حسین شاہ اسوقت جمعیت علماء پاکستان تحصیل حافظ آباد کے صدر تھے۔ حافظ آباد اس وقت ضلع نہیں بنا تھا۔ سید صاحب مرحوم نے میری سفارش کی کہ مجھے انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے۔ ان کے علاوہ شیخ لطیف احمد چشتی آف کاموکے نے بھی میری پرزور سفارش کی لیکن حضرت مولانا نیازی صاحب نے مجھے سختی کے ساتھ منع کر دیا کہ خبردار الیکشن میں حصہ نہیں لینا۔

حضرت مولانا نے اس وقت ایک واقعہ بیان کیا کہ آج سے تین دن پہلے میرے پاس تین جنرل آئے کہ ہم کو جنرل ضیاء الحق نے بھیجا ہے، وہ آپ کو گورنر پنجاب بنانا چاہتا ہے۔ آپ یہ منصب قبول کر لیں۔ میں نے جواب دیا کہ صدر سے جا کر کہہ دو:۔

''میں ابنِ زیاد کا کردار ادا نہیں کر سکتا۔ میں تو انسان کی دی ہوئی جنت بھی لینے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ وہ مجھے گورنری دیتا ہے''۔

جب تینوں جنرل ناامید ہو کر باہر نکل گئے تو جنرل فیض علی چشتی اکیلا دوبارہ اندر آیا اور کہنے لگا کہ ایک بات صدر صاحب نے علیحدگی میں کرنے کو کہا تھا۔ اگر آپ اجازت دیں تو عرض کروں۔ میں نے کہا، ہاں بات کرو، میں سن رہا ہوں۔ جنرل چشتی نے کہا کہ جناب صدر نے کہا ہے کہ آپ جب، جس وقت، اور جیسا بھی کام ہو مجھے براہ راست ٹیلیفون کر دیں۔ کام صیغہ راز میں رہے گا اور انشاء اللہ ہو گا بھی۔ میں نے کہا کہ جا کر اپنے باس سے کہہ دینا کہ ایک دفعہ سکندر اعظم اپنے دور کے ایک درویش دیو جانس کلبی کی جھونپڑی پر گیا اور اس سے پوچھا کہ بتا تیری کوئی خواہش ہے۔ درویش نے کہا کہ میرے آگے سے ہٹ جایئے اور میری دھوپ مجھے واپس کر دیجئے جو تم نے آ کر روک لی ہے۔ اس درویش کو تو دھوپ کی ضرورت تھی، مجھے تو اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سن کر جنرل چشتی خاموشی سے باہر نکل گیا۔

ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں حضرت مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کو گرمی کے موسم میں ایک ایسی کوٹھڑی میں بند کیا گیا جس کی چھت بھی نہیں تھی۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اس کوٹھڑی کی چھت پر کمبل ڈال دوں؟ حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا کہ:۔

''نیازی! اتنا خود غرض نہیں ہے کہ اپنے آرام کی خاطر کسی اپنے

Marfat.com

بہی خواہ کی ملازمت خطرے میں ڈال دے۔ اسے اسی طرح ہی رہنے دو، دیکھتے ہیں کہ دھوپ میرا کیا بگاڑتی ہے''۔

یہ واقعہ سننے کے بعد میں تڑپ اٹھا اور بے ساختہ میری زبان پر یہ شعر جاری ہو گیا ۔

لوگ کیا کیا بک گئے تو نے نہ بیچے اُصول

تیرے دامن کو کافی رہی دولتِ عشقِ رسول ﷺ

ایک دفعہ میں نے سید عارف حسین شاہ مرحوم سے کہا ، یار !تو میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتا ؟ حقیقت میں تو نورانی گروپ کا ہے۔ جب میں نیازی گروپ میں آیا تو تمہارا کوئی حق نہیں ہے کہ میرے پیچھے آؤ۔ اس پر مرحوم نے کہا، رائے صاحب !اگر آپ مجبور کرتے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں:۔

''میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے خانہ کعبہ میں استخارہ کیا کہ خداوندا ! مجھے ابدالِ وقت کی زیارت کا شرف بخش۔ چنانچہ مجھے جس ابدالِ وقت کی زیارت کرائی گئی وہ تھے بطلِ حریت مجاہد ملت مردِ حق مردِ غازی حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی''۔

آج کی تحریر اسی پر ختم کرتا ہوں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی دوسری نشست میں کچھ اور بھی لکھوں گا لیکن آخر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جمعیت علماء پاکستان میں شامل رہنے کی وجہ سے میرا سجادہ نشینوں اور علماء دین سے رابطہ و تعلق رہا ہے لیکن میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ جو چمک میں نے حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں دیکھی ہے وہ کسی اور کی آنکھوں میں نہیں دیکھی ۔

اٹھتی نہیں ہے آنکھ میری اور کی طرف

پابند کر گئی ہے کسی کی نظر مجھے

اس بات کا افسوس تازیست رہے گا کہ ان کی آخری علالت میں ان کے دوستوں نے جو تیراندازی کی اور ان کے عزیزوں نے آخری ایام میں جو ناروا سلوک کیا وہ ایک دلخراش اور جگر پاش داستان ہے۔ یہ دکھ، یہ درد اور یہ صدمہ مجھے کبھی نہیں بھولے گا اور میں اور میرے ساتھی ان لوگوں کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔

۲۲۔ جولائی ۲۰۰۲ء

(۲)

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی

ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

Marfat.com

ذوالفقار علی بھٹو وزیراعظم پاکستان نے تالپور برادران (میر علی احمد تالپور اور میر رسول بخش تالپور) کی ڈیوٹی لگائی کہ مولانا نیازی کو بڑی سے بڑی قیمت پر بھی خرید ا جائے، لیکن یہ آخری کوشش بھی ناکام ہوگئی تو بھٹو صاحب نے ہاتھ کھڑے کردیئے اور آپ کے حضور کچھ اس طرح خراج تحسین پیش کیا کہ:۔

''مولانا عبدالستار خان نیازی ایک ایسا رہنما ہے جو نہ تو خریدا جاسکتا ہے اور نہ ہی جھکایا جاسکتا ہے''۔

ایک دلچسپ واقعہ جنرل (ر) کے ایم اظہر کی زبانی ملاحظہ ہو کہ جنرل ضیاء الحق نے انہیں کہا کہ آپ مولانا نیازی کی میرے ساتھ ایک دفعہ ملاقات ضرور کرائیں۔ چنانچہ ملاقات کا ایجنڈا طے ہوا۔ حضرت مجاہد ملت مع مولانا شاہ احمد نورانی اور جنرل کے ایم اظہر وقتِ مقررہ پر ایوان صدر پہنچے۔ جنرل ضیاء الحق نے خود دوڑ کر آپ کی گاڑی کا دروازہ کھولا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں ڈرائینگ روم میں بٹھایا۔

گفتگو کا سلسلہ چلا تو جنرل ضیاء الحق نے حضرت مجاہد ملتؒ سے عرض کیا کہ میں نے جو اسلامی شقیں نافذ کی ہیں، آپ کا ان کے متعلق کیا خیال ہے؟ حضرت والا مرتبت نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جنرل صاحب! اس بات کو چھوڑو اور ایجنڈے پر بات کرو۔ چند منٹ ٹھہر کر صدر ضیاء الحق نے پھر وہی سوال دہرایا تو حضرت مجاہد ملتؒ جلال میں آگئے اور فرمایا کہ:

''اچھا، اگر آپ سننا چاہتے ہیں تو سن لیں۔ قرآن پاک میں ہے۔

بشر المنافقین بان لهم عذاباً الیما (اے پیغمبر ﷺ) منافقوں (یعنی دورخے لوگوں) کو بشارت سنادو کہ ان کیلئے دردناک عذاب تیار ہے) ۔ (سورہ النساء: ۱۳۸)

یہ آیتِ مبارکہ پڑھ کر آپ نے جنرل صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا فرمایا:۔

''اس کا ترجمہ تو بھی جانتا ہے اور میں بھی''۔

اس پر ضیاء الحق نے پریشان ہو کر جنرل کے ایم اظہر کی طرف دیکھا۔ جنرل اظہر نے ہاتھ کے اشارے سے صدر صاحب کو خاموش رہنے کو کہا۔

رخصت ہوا وہ مرد جری بولتا ہوا
فکر و نظر کے موتیوں کو رولتا ہوا

۲۔ مئی ۲۰۰۳ء کو جب میں حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دینے

Marfat.com

گیا ہوا تھا تو آپ کے ایک عزیز محمد افضل خاں نیازی نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس بھکر میں ہمارے ہاں مہمان تھے تو چیف سیکرٹری پنجاب، صدر ضیاء الحق کا حکمنامہ لے کر آیا جس میں تحریر تھا کہ حضرت مجاہد ملت جس علاقے میں چاہیں پچاس مربع اراضی الاٹ کر دی جائے گی۔ آپ نے وہ چٹھی پڑھنے کے بعد چیف سیکرٹری کو واپس کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آپ سے پہلے بھی بڑے بڑے تاجر میرا سودا کرنے کیلئے میرے گھر آئے تھے۔ آپ تاریخ کے اوراق کھول کر دیکھ لیں کہ نہ وہ خرید سکے اور نہ آپ خرید سکیں گے"۔

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے ہو غرور آ کر کرے شکار مجھے

جب بے نظیر بھٹو کی حکومت آئی تو لیبیا کے صدر کرنل قذافی، جس کے بھٹو خاندان کے ساتھ نہایت گہرے مراسم تھے، نے حضرت مجاہد ملت کی خدمت میں اپنا ایلچی بھیج کر استدعا کی کہ اگر آپ اپنا ووٹ بے نظیر بھٹو کو دے دیں تو آپ کو ملک کا صدر بنا دیا جائے گا جس کی ضمانت میں دیتا ہوں۔ آپ نے جو جواب دیا، اسے پڑھیئے اور قلب و جگر میں جگہ دیجئے:۔

"قذافی صاحب! عورت کی حکمرانی شریعتِ محمدی ﷺ کے خلاف ہے۔ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس کی سربراہ عورت ہو۔ یہ تو ایک ملک کی صدارت ہے۔ اگر ساری دنیا کا تاج بھی میرے سر پر رکھنے کو تیار ہو تب بھی نیازی اسے قبول نہیں کرے گا"۔

بے نظیر بھٹو کی وزارتِ عظمیٰ کے دور میں اسمبلی ہال کے کمرہ نمبر 1 میں اپوزیشن کا اجلاس ہو رہا تھا۔ جبکہ حکومتی پارٹی کمرہ نمبر 2 میں اجلاس کر رہی تھی جس کی صدارت وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کر رہی تھیں تو حضرت مجاہد ملت سہواً کمرہ نمبر 2 میں داخل ہو گئے۔ حکومتی پارٹی نے ڈیسک بجا کر آپ کا استقبال کیا۔ آپ آدابِ محفل کے پیش نظر ایک کرسی پر جلوہ افروز ہو گئے اور بے نظیر بھٹو سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد کیا کہ محترمہ! میں نے تو کمرہ نمبر 1 میں جانا تھا جہاں ہماری میٹنگ ہو رہی ہے، غلطی سے آپ کے کمرہ میں آ گیا۔ یہ کہہ کر آپ چل پڑے۔ محترمہ نے پیچھے سے آواز دی کہ مولانا! ایک وزارت آپ کیلئے خالی رکھی ہوئی ہے۔ جب جی چاہے لے لیں۔ آپ نے فرمایا محترمہ! چند منٹ انتظار کریں، آپ کو اس کا جواب مل جائے گا۔ پارٹی میٹنگ سے فارغ ہو کر آپ نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد کیا:۔

Marfat.com

"محترمہ! آپ تو مجھے وزارت کی پیشکش کرتی ہیں، میری قومی اسمبلی کی سیٹ بھی جاتی ہے تو جائے لیکن زنانہ حکومت مجھے ایک دن کیلئے بھی منظور نہیں ہے۔ کوئی میرا ساتھ دیتا ہے تو دے ورنہ یہ پٹھان اکیلا ہی کافی ہے"۔

تختہ زمین دا الٹ کے رکھ دیوے
نکلے بول جے کسے زبان وچوں

چنانچہ اس پریس کانفرنس کے تقریباً ایک ماہ بعد بے نظیر بھٹو کی حکومت اپنے منطقی انجام کو پہنچی۔ اس دور کے ایک کالم نگار نے بڑا دلچسپ کالم لکھا کہ محترمہ تو اسماء الرجال سے اتنی نابلد ہے کہ اس نے مولانا نیازی جیسے جری انسان کو وزارت کی دعوت دی جس کے دروازے پر پچاس سال سے وزارت دست بستہ کھڑی ہے لیکن اس نے نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ اگر تاریخ سے محترمہ ناواقف تھیں تو اپنے حافظہ سے کام لیتیں کہ جب صدارت کی پیش کش کی تھی تو مردِ مومن مردِ حق کی طرف سے کیا جواب ملا تھا۔

نواز شریف دور میں جب عراق کا بحران پیدا ہوا تو حضرت مولانا مجاہد ملت وزیر اعظم کے ساتھ سعودی عرب کے دورہ پر گئے۔ وہاں ایک کانفرنس میں مختلف ممالک کے سربراہوں کی موجودگی میں حضرت والا مرتبتؒ نے شاہ فہد کو نہایت سخت الفاظ میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"فہد! تو مسلمان کے بیت المال کا انچارج ہے۔ بیت المال تین کاموں پر صرف ہو رہا ہے، ایک شراب، دوسرا خنزیر کا گوشت اور تیسرا بدکاری پر"۔

اس کانفرنس میں آپ نے امریکہ کی عراق کے بارے پالیسی کی ڈٹ کر مخالفت کی جس سے وزیر اعظم میاں نواز شریف نے بڑی سبکی محسوس کی۔ وائس آف امریکہ اور بی بی سی لندن نے اس پر بڑے لمبے چوڑے تبصرے بعنوان "پاکستان کا بیباک وزیر" کئے۔ چنانچہ نواز شریف نے پاکستان واپس آ کر اپنی کابینہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت میں کچھ ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو حکومت کی پالیسیوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ یا تو وہ حکومت کے ساتھ متفق ہوں یا پھر حکومت سے علیحدہ ہو جائیں۔ اس پر خان نیازی فوراً کھڑے ہو گئے اور کہا:۔

"ان میں سے ایک تو میں ہوں جسے حکومت کی پالیسیوں سے اتفاق نہیں ہے۔ یہاں زبانی کہہ رہا ہوں کہ میرا استعفیٰ، استعفیٰ، استعفیٰ۔ گھر جا کر تحریری طور پر بھیج دوں گا"۔

Marfat.com

یہ کہہ کر آپ میٹنگ روم سے باہر آ گئے اور استعفیٰ لکھ کر بھیج دیا۔ اس سلسلہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے جو تاریخی جملہ کہا وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پاکستان کی کابینہ کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جا چکا ہے:۔

"بھلا ہوا میری گاگر ٹوٹی
میں پانی بھرنے سے چھوٹی"

روایت ہے کہ وزارت سے مستعفی ہونے کے بعد آپ نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔

کیا حسن نے سمجھا کیا عشق نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

آپ نے اپنی رحلت سے چند روز پیشتر اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا کہ:۔

"میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ مسلمان متحد ہو کر سامراجی، استحصالی اور استعماری قوتوں کا مقابلہ کریں۔ تمام مسلم ممالک متحد ہو کر اسلامی بلاک بنائیں اور اپنے مسائل خود حل کریں۔

اقوام متحدہ امریکہ کی لونڈی بنی ہوئی ہے اور مغربی قوتوں اور اسلام دشمنوں کے مفادات کی نگرانی کرتی ہے۔ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے، اسے اسلامی بلاک بنانے کیلئے پہل کرنی چاہیے۔ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت مسلمانوں کا استحصال کیا جا رہا ہے۔ کشمیر، فلسطین، بوسنیا اور افغانستان سمیت ہر جگہ مسلمانوں پر ستم کی انتہا ہے۔ مسلمانوں پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔ مگر اقوام متحدہ خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔

پاکستان کی تمام دینی و مذہبی جماعتوں کے گروپوں اور ہم خیال تنظیموں کو متحد ہو کر ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر نفاذِ نظامِ شریعت کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ ملک میں کوئی مذہبی دہشت گردی نہیں یہ سب کچھ ملک دشمن عناصر کا پروپیگنڈا اور کھیل ہے جو پاکستان کو خوشحال، ترقی پذیر اور پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتے۔

میں عمر کے نازک موڑ پر پہنچ چکا ہوں اور تھک چکا ہوں۔ مگر جب نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی بات ہوتی ہے تو میں اپنے آپ کو بیس سالہ جوان سمجھتا ہوں۔ جمعیت کے کارکن میرے بیٹے، میری جائیداد اور میرا اثاثہ ہیں۔ یہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے آج تک خود کو بھی کارکن ہی سمجھا ہے۔ ہر وہ شخص جو خلوص دل سے نفاذِ شریعت کی تحریک میں شامل ہونا چاہتا ہے، اس کے لئے ہمارے دروازے کھلے ہیں۔"

Marfat.com

ان کی حیاتِ مقدسہ کے آخری ایام بڑے تکلیف دہ تھے۔ ان کے اپنوں نے ان پر جو تیراندازی کی، ذہنی اذیت دی اور آن کی زندگی بھر کے مشن کو کھوٹا کرنے کی جو سعی نا مشکور کی وہ ایک نا قابل بیان داستان ہے۔ جن لوگوں نے ان کو ستایا، پریشان کیا اور اپنے دنیاوی مفادات کی خاطر ان سے بیوفائی کی آج وہ خاسر و نامراد اور پریشان پھر رہے ہیں۔ ان کی نہ تو کوئی قدر و قیمت ہے اور نہ ہی کوئی حیثیت۔

پھرتے ہیں تیرے میخوار حشر میں یوں خراب
تو جو پوچھتا نہیں تو کوئی بھی پوچھتا نہیں

مضمون کے آخر میں شمع ء نیازی کے پروانوں، کارکنوں اور عقیدتمندوں سے اپیل کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اے میرے پیارے ساتھیو! اپنے قائد کے آخری الفاظ پر غور کرو، جن میں انہوں نے آپ کو اپنے بیٹے اور سرمایہ کہا ہے۔ اب ہمیں بھی چاہئے کہ ان کے بیٹے اور سرمایہ ہونے کا عملی ثبوت مہیا کریں۔ جناب محمد صادق قصوری نے قائد کی یاد میں ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' قائم کر کے ان کے افکار و نظریات اور خدمات و تعلیمات کو منظر عام پر لانے کا اہتمام کیا ہوا ہے۔ اب تک وہ اس سلسلہ میں کئی کتابیں چھاپ کر بلا قیمت تقسیم کر چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ خوب ذوق و شوق سے جاری و ساری ہے۔ جناب قصوری صاحب عمر رسیدہ، وسائل کی معدومی اور خرابیء صحت کے باوجود یہ فریضہ بڑی محبت و عقیدت اور فرض شناسی سے نبھا رہے ہیں۔ ہم جو قائد کے بیٹے، اثاثہ اور ان کا سرمایہ ہیں ہمارا بھی فرض ہے کہ ان کے ساتھ بھرپور مالی تعاون کریں تاکہ یہ سلسلہء قرطاس و قلم چلتا رہے اور ہمارے قائد کی تعلیمات کی خوشبو نہ صرف پاکستان بلکہ دوسرے ممالک میں بھی پھیلے۔ اگر ہماری آمدنی ایک سو روپیہ بھی روزانہ ہو تو اس سے کم از کم پانچ روپے یومیہ اس مد کیلئے بچالیں یا نکال لیں تو یہ رقم لاکھوں میں ہو جائے گی۔ اگر ہم سب مل کر ہر ماہ کی یہ بچت ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' برج کلاں ضلع قصور کو بھیج دیں تو ہمارے قائد کی حیات و خدمات اور تعلیمات و ارشادات کی روشنی پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ امید ہے کہ جانثارانِ نیازی میری اس درد بھری اپیل پر ضرور غور کریں گے۔

میری امید پہ نازاں میرا ارماں ہوگا
آپ تعاون جو فرمائیں گے تو احساں ہوگا

۱۱۔ اگست۔ ۲۰۰۴ء

Marfat.com

باتیں اُن کی یاد رہیں گی

رانا محمد صادق ادیب آف اٹک مجاہد ملت ؒ کی یادوں کے چراغ روشن کرتے ہیں۔ (قصوری)

نفسِ مطمئنہ، کتابوں میں پڑھا تھا کہ بعض بزرگوں کو حاصل ہو جاتا ہے، آنکھوں سے مثال مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی ؒ کی زندگی میں دیکھی۔

تحریکِ پاکستان سے لے کر اب تک ان جیسا حق گو اور بے بیباک عالم دین اور سیاستدان آفتاب کی کرنوں نے روئے زمین پر نہیں دیکھا کہ مصلحت کا لفظ ان کی لغت ہی میں نہ تھا۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ان کی مذہبی، ملی اور سیاسی خدمات تاریخ کا ایک روشن باب ہے، ان کا کردار قرونِ اولی کے مسلمانوں کی تصویر ہے اور دورِ اسلاف کی تفسیر۔ حضرت قائداعظم ؒ آپ کی بڑی قدر و منزلت فرماتے تھے اور اکثر ''نباضِ قوم'' (Doctor of Nation) کے نام سے یاد کرتے تھے۔

تحریکِ پاکستان کے دوران ہی حضرت مجاہد ملت ؒ سے میرے گہرے مراسم ہو گئے تھے۔ فی الواقع وہ خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ اگرچہ آپ حضرت فقیر قادر بخش رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشیں میل شریف ضلع بھکر کے خاص مریدین میں سے تھے مگر سچ تو یہ ہے کہ آپ جمالی سے زیادہ جلالی بزرگ تھے۔

ہو حلقہء یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

☆

بڑے بڑے گدی نشینان آپ کے سامنے دم نہیں مار سکتے تھے۔ متعدد واقعات کا میں چشم دید گواہ ہوں۔ نقشبندی مشرب کا گڑھ چورہ شریف بھی ضلع اٹک میں ہے۔ جہاں حضرت خواجہ نور محمد تیراہی علیہ الرحمہ آسودہء خاک ہیں۔ پیر محمد ایوب شاہ مرحوم و مغفور سجادہ نشین چورہ شریف، ضلع اٹک کے دورے کے دوران اکثر و بیشتر حضرت مجاہد ملت ؒ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ ایک بار انہوں نے بے ساختہ فرمایا کہ:۔

''کاش! میری عمر بھی حضرت نیازی کو لگ جائے''۔

ایک اور موقع پر انہوں نے حضرت مجاہد ملت ؒ سے درخواست کی کہ تفسیر قرآن پاک لکھنا

Marfat.com

چاہتا ہوں، آپ معاونت فرمائیں، مگر وہ ۱۹۸۶ء میں اپنی بقیہ عمر حضرت مجاہد ملتؒ کو پیش کر کے راہی عالم بقا ہو گئے۔

☆

چورہ شریف ہی سے امیر ملتؒ والدین حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے فیض حاصل کیا اور تحریک پاکستان کے دوران حضرت مجاہد ملتؒ ان کے قدموں میں بیٹھ کر ایک ہی سٹیج سے خطاب فرماتے رہے۔ حضرت امیر ملتؒ خوش ہو کر اپنی زیرِ استعمال شدہ اشیاء تک مرحمت فرما دیتے تھے۔ چنانچہ مجاہد ملتؒ کو بھی تبرکات سے نوازا۔ حضرت مجاہد ملتؒ نے بھی ایک ایسے ہی موقع پر مجھے اپنا عصا مبارک عنایت فرمایا جو اس وقت بھی میرے پاس تبرکاً موجود ہے۔ یہ مشن جاری رکھنے کا عندیہ ہے۔

☆

جناب میاں محمد صادق قصوری نے بڑی محنت اور تگ و تاز کی ہے۔ حضرت مجاہد ملتؒ کی جانشینی کے صحیح حقدار ہیں۔ ہم قصوری صاحب کے ''خلیفہ مجاہد ملتؒ '' ہونے پر فخر کرتے ہیں اور خواہش مند ہیں کہ وہ اس سلسلہ کو نہایت سرعت اور تیزی سے پھیلائیں۔

☆

مولوی عبدالغفور صاحب اعوان (1976-1896) دریا شریف تھانہ حضرو ضلع اٹک (علاقہ چھچھ) بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ خواجہ غلام حسنؒ سواگ شریف ضلع مظفر گڑھ اور خواجہ غلام محی الدین گولڑویؒ کے خلیفہ خاص تھے۔ مولوی غلام اللہ خاں دیو بندی آف راولپنڈی اکثران سے مقدمہ بازی کرتا رہتا تھا، جس پر مولوی صاحب نے بددعا دی تھی کہ:۔

''غلام اللہ! تجھے گاؤں کی مٹی بھی نصیب نہ ہوگی''۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

☆

انہی مولوی عبدالغفور صاحب کے حضرت مجاہد ملتؒ سے گہرے مراسم تھے۔ حضرت مجاہد ملتؒ اکثران کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔ جنرل ایوب خاں کے خلاف سب سے پہلی تقریر حضرت مجاہد ملتؒ نے ایبٹ آباد میں کی تو ایوب خان نے حضرت بابو جی پیر غلام محی الدین گولڑویؒ سے درخواست کی کہ وہ مجاہد ملتؒ کو منع کریں۔ پیر صاحب نے جواب دیا کہ میری جرأت نہیں پڑتی کہ وہ مجاہد ملتؒ کو

Marfat.com

منع کریں۔ مگر ایوب خاں نے اصرار کیا تو پیر صاحب نے مجبوراً مولوی عبدالغفور دریا شریف سے کہا کہ وہ مجاہد ملت ؒ سے بات کریں۔ جب مولوی صاحب نے مجاہد ملت سے عرض کیا، تو مجاہد ملت ؒ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:۔

''مولوی صاحب! آپ بھی گوشہ نشینی ترک کر کے باہر نکلو۔ خود ہی کو زہد و عبادت سے جنت میں نہ پہنچاؤ، بلکہ برسرِ عام لوگوں کی رہنمائی کرو، حضرت مجدد الف ثانیؒ کی سنت پر عمل کرو۔ عالم کا درجہ زاہد سے کہیں بلند ہے''۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہی ہے فقط اندوہ و دلگیری

مولوی صاحب بالکل خاموش رہے۔ اس کے بعد جب بھی کوئی مرید حاضر ہوتا تو دریافت فرماتے کہ:۔

''مولانا نیازی کو جانتے ہو؟ بہت بڑے مجاہد ہیں''۔

☆

ایک دن باتوں باتوں میں حضرت مجاہد ملت ؒ نے فرمایا:۔

''آج کل گدی نشینان کی حالت یہ ہے کہ اگر خالوں پر خارش ہو تو کھر کنے کی خاطر ہاتھ اوپر اٹھایا جائے تو یہ سمجھتے ہیں کہ جیب سے کچھ نذر نیاز نکال کر دینے لگا ہے، اس قدر لالچی ہو گئے ہیں''۔

☆

ایک بار لکشمی بلڈنگ لاہور والی رہائش گاہ پر اکیلے جلوہ افروز تھے۔ میں نے عرض کیا کہ پاکستان کے تمام سجادہ نشین آپ کی نظروں میں ہیں۔ کونسا اس قابل ہے کہ اسے مرشد پکڑا جائے؟ ارشاد کیا کہ:۔

''سبھی نیک ہیں، نماز پڑھتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں''۔

مقصد یہ تھا کہ روحانیت پر تصرف نہیں رکھتے۔

میں نے اشاروں کنایوں میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی بڑی کوشش کی مگر وہ اس طرف آتے ہی نہیں تھے۔ ایک دفعہ بچوں کے لیئے تعویز لکھنے کی درخواست کی تو جواب میں فرمایا کہ مجھے اذن نہیں، البتہ آپ کی خاطر نورانی صاحب کو ضرور کہوں گا وہ اس کا اذن رکھتے ہیں۔ ذرا احتیاط کا اندازہ کیجئے۔

☆

Marfat.com

موہڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے ایک عرس پر حضرت مجاہد ملت "مہمان خصوصی" تھے۔ خطاب کے بعد جب آپ رخصت ہونے لگے تو اس وقت کے سجادہ نشین نے عجلت میں نذر و نیاز کے نوٹوں کے ڈھیر سے مٹھی بھر کر پیش کی۔ آپ نے زور سے ہاتھ مار کر بے نیازی کا ثبوت دیا تو وہ نوٹ ہر طرف بکھر گئے۔ بعض مریدین نے اسے اپنے پیر کی توہین اور ہتک گردانا اور بندوقیں تان لیں۔ مگر ضیغم اسلام کے سامنے بھلا کون ٹھہر سکتا تھا۔

☆

مئی 2003ء میں آپ کی دوسری برسی کے موقعہ پر مولانا شاہ احمد نورانی کو یہ کہنا پڑا کہ:۔

"نیازی سے زیادہ بڑا پیر کوئی نہیں جو ساری زندگی حق سچ کی بات کرتا رہا"۔

مولوی غلام اللہ خاں کو اکثر لوگ محمد بن عبدالوہاب کا پیروکار سمجھتے ہیں کیونکہ وہ وسیلہ کے خلاف تھا، میرے نزدیک وہ معتزلہ کے زیادہ قریب تھا جیسا کہ اس کی تفسیر "جواہر القرآن" سے ظاہر ہوتا ہے۔ معتزلہ مسلمان ہونے سے پہلے یہودی تھے اور یہودیوں کی فطرت میں یہ چیز داخل ہے کہ وہ بال سے کھال نکالتے ہیں۔ اس نے بھی تمام مفسرین سے ہٹ کر "یاجوج ماجوج" سے انگریز لوگ مراد لئے ہیں۔ ایسی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ یہ مولوی حسین علی آف واں بھچراں ضلع میانوالی کا شاگرد تھا۔ جب ملک مظفر خاں رئیس واں بھچراں کو شک گزرا کہ حسین علی کے عقیدے میں کچھ فرق ہے تو وہ اپنے پیر و مرشد حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور حسین علی کے عقیدے کی حقیقت جاننے کیلئے حضرت والا مرتبت کو واں بھچراں تشریف لانے کی دعوت دی۔ حضرت اقدس تشریف لائے، دن کا وقت تھا۔ مولوی حسین علی مسجد میں نہ تھا، گھر سے بلوا بھیجا۔ آپ کی آمد و تشریف آوری کا سن کر اس نے مرعوب کرنے کی خاطر دل میں کوئی کلام پڑھنا شروع کر دی جو رستے میں ختم نہ ہوئی اور وہ اسی تسلسل میں کمرے میں داخل ہو گیا جہاں پر پیر صاحب گولڑہ شریف جلوہ افروز تھے، اس کے ہونٹ ابھی ہل رہے تھے، خوف و ہراس میں سلام کرنا بھی بھول گیا۔ حضرت گولڑویؒ نے فرمایا:۔

"یہ جو کچھ دل میں پڑھ رہے ہو، ہم سے ہی نکلا ہے، سلام دینا تو سنت تھا۔"

حضرت والا صفات رحمۃ اللہ علیہ کا اتنا فرمانا تھا کہ اس پر کپکپی طاری ہوگئی اور وہ کھڑے کھڑے انہی قدموں سے واپس باہر نکل گیا، اس کے ہوش و حواس قائم نہ رہے اور ملک مظفر خاں نے اسے مسجد سے فارغ کر دیا۔

☆

Marfat.com

حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا:۔

ڈھاکہ (تب مشرقی پاکستان) میں ایک جلسہ تھا جس میں منتظمین نے مجھے بھی مدعو کیا تھا اور ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھیجا تھا۔ ائرپورٹ پر میرا اور غلام اللہ خاں کا آمنا سامنا ہو گیا تو پتہ چلا کہ یہ بھی وہیں جا رہا ہے۔ ہم جہاز پر سوار ہو گئے۔ میدان جلسہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ جلسہ کسی وجہ سے ملتوی ہو گیا ہے۔ ابھی وہیں کھڑے تھے کہ غلام اللہ خاں اور منتظمین کا جھگڑا شروع ہو گیا۔ میں حقیقت حال معلوم کرنے کیلئے آگے بڑھا تو معلوم ہوا کہ غلام اللہ خاں نے تقریر کے پانچ سو روپے طے کر رکھے تھے، انتظامیہ نے دینے سے انکار کر دیا کہ جلسہ تو ملتوی ہو گیا ہے۔ صورت حال کو دیکھتے ہوئے میں نے انتظامیہ سے کہا کہ تمہارا جلسہ نہیں ہوا تو کیا ہوا، یہ تو آ گیا ہے، یہ تمہاری جان نہیں چھوڑے گا کیونکہ بہت لالچی ہے۔ اسے طے شدہ رقم دے دو۔ چنانچہ انہوں نے پانچ صد روپے فوراً دے دیئے۔

اس پر میں نے غلام اللہ خاں سے کہا:۔

"غلام اللہ! یہاں تمہارا وسیلہ میں بنا ہوں، خدا نہیں بنا"۔

اس پر اس نے کان تک نہ ہلایا اور چپکے سے کھسک گیا۔

حدیث بادہ و مینا و جام آتی نہیں مجھ کو
نہ کر خاراشگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا

Marfat.com

مجاہد ملّت کا طُرّہ شریف

تحریر: رانا محمد صادق ادیب، اٹک

حضرت قائداعظمؒ کے اس "ڈاکٹر آف نیشن" کو 1973ء میں پہلا حج بہ امر مجبوری بذریعہ بس ادا کرنا پڑا۔ ذوالفقار علی بھٹو کا دورِ حکومت تھا، انتظامیہ نے طرح طرح کے روڑے اٹکائے اور حج کرنے سے بھی منع کر دیا۔ آپ نے اپنی انا اور خودداری کو ہر صورت قائم رکھا اور آزاد کشمیر کی سیٹ سے روانہ ہوئے۔ آپ سالارِ قافلہ تھے۔ سفر کے دوران آپ کا ڈیڑھ فٹ بلند طرّہ ایک امتیازی نشان بن گیا بلکہ شان پاکستان کی علامت، آپ کا قد و قامت اس پر مستزاد۔ طرّہ کی زیبائی پر ہر جگہ مجمع اکٹھا ہو جاتا تھا، گویا کوئی عجوبہ ہے۔ آپ بھی اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے اور کہیں بھی وعظ اور پند و نصیحت کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اتحاد بین المسلمین کی تلقین فرماتے، جمال الدین افغانی کا رول ادا کرتے۔

روداد سفر بیان کرتے ہوئے آپ نے مجھے بتایا تھا کہ سارے راستے میں اہل کارواں میرے اس طرّے کی حفاظت میں مستعد رہے کہ کہیں اس میں کجی نہ آ جائے۔ جب آپ کا قافلہ ایران پہنچا تو وہاں ایک جم غفیر آپ کے رعب دار اور پرکشش طرّے کو دیکھ کر اکٹھا ہو گیا۔ آپ نے وہیں کھڑے کھڑے فصیح و بلیغ فارسی میں تقریر فرمائی۔ مجمع کی ایک جانب سے آواز آئی "آغا! زبان شما سعدی شیرازی است"۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، آقا! زبان شما حافظ شیرازی است"۔ تقریر کے بعد اس آدمی نے متعدد سوالات کئے۔ آپ نے شافی جوابات مرحمت فرمائے مگر اس نے میں نہ مانوں کی رٹ لگائے رکھی۔ آخر کار مجاہد ملتؒ اسے اپنی ملت، ملت ابراہیمی تسلیم کرنے پر چپ کرا دیا۔

طرّے سے مرعوب ہو کر ایک سامع نے دریافت کیا کہ "شما رئیس پاکستان ہستید"؟ آپ نے جواب دیا، "من خادم علمائے پاکستان ہستم"۔ اس نے پھر پوچھا کہ "ایں طرّہ، امتیاز است"۔ آپ نے فرمایا کہ "ایں شعار قبیلہ ما است"۔

ایران سے روانہ ہوئے تو ہر پڑاؤ پر آپ کا یہی معمول رہا۔ کویت پہنچے تو بہت بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا۔ جس میں یونیورسٹی کے طلباء بھی شامل تھے۔ آپ نے وہاں کیپٹلزم، امپیریل ازم، کمیونزم اور سوشلزم پر بڑی فصیح و بلیغ تقریر فرمائی۔ طلباء حیران و ششدر رہ گئے اور کہنے لگے کہ ہمیں تو یہ باتیں آج تک کسی نے نہیں بتائیں اور درخواست کی کہ یونیورسٹی میں تشریف لا کر ہمیں اس پر تفصیلی لیکچر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت شہر کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے، پھر کبھی موقع ملا تو ضرور آئیں گے۔

Marfat.com

ایام حج سے پیشتر ہی آپ کا قافلہ مکہ شریف پہنچ گیا۔ آپ خانہ کعبہ میں نماز پنجگانہ کی ادائیگی عین سعادت اور خوش بختی سمجھتے تھے۔ مگر جلد ہی محسوس کر لیا کہ یہاں اوقات نماز صحیح مقرر نہیں ہیں ۔آپ نے فوراً امام کعبہ سے اس موضوع پر بات کی کہ جب تم عصر کی اقامت کراتے ہو تو ابھی ظہر کے پندرہ منٹ باقی ہوتے ہیں۔ اسی طرح نماز فجر بھی آپ ''غلس'' میں کرادیتے ہو، حالانکہ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ ''اسفار'' ہو رہا ہو تو نماز ادا کیا کرو۔ اس لیئے پندرہ منٹ کی تاخیر بھی سنت نبوی علیہ التحیہ والثناء ہے۔

امام کعبہ نے جواب دیا کہ میں مجبور ہوں، یہ اوقات میرے مقرر کردہ نہیں، خادم الحرمین شاہ فیصل نے مقرر کر رکھے ہیں۔ جن میں ردوبدل کرنے کا میں ہرگز مجاز نہیں ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اس سلسلہ میں شاہ فیصل سے ملاقات کی مگر دوران گفتگو اس وقت بدمزگی پیدا ہوگئی جب شاہ فیصل نے آپ پر ذاتی اٹیک کیا کہ نیازی صاحب! آپ باتیں تو بڑی انکسار کی کرتے ہیں مگر آپ کا ''طُرّہ'' متکبرانہ ہے۔ مجاہد ملت اس پر غصے کی حالت میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا:۔

''ارے نا سمجھ! آپ دیکھو گے کہ جب میں روضہ رسول ﷺ کی جالی مبارک کے سامنے جاؤں گا تو یہ طُرّہ خود بخود جھک جائے گا''۔

اور پھر وہی ہوا، جب آپ روضہ منورہ کے سامنے آئے تو آپ کا یہ طُرّہ فوراً سرنگوں ہو گیا۔ ہزاروں حاجیوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی۔ اگلے دن انہی حاجیوں میں سے کچھ آپس میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے کہ یہ شخص کس ملک کا ہے اور اس کا لمبا طرۃ (شملہ) کس چیز کے سہارے ایستادہ ہے۔ جب ان کی آواز آپ کے کانوں میں پڑی تو ارشاد فرمایا۔

''یہ قائم بالذات ہے، کسی سریش یا پنوں وغیرہ کا مرہون منت نہیں۔''

پھر جالی مبارک کی طرف بڑھے تو ایک شرطے نے روکنا چاہا۔ اس وقت وہاں راولپنڈی کے علماء بھی موجود تھے، ان کا بیان ہے کہ ہم انگشت بدنداں تھے اور بڑے فکر مند کہ اب کیا ظہور پذیر ہوگا، نیازی صاحب اس امتحان سے کیونکر سرخرو ہوں گے۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ مجاہد ملت نے شرطے کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اوپر اٹھایا، اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر اس کو ایک طرف رکھ دیا اور خود درود و سلام کا ورد کرتے ہوئے جالی کی طرف بڑھے اور شدت جذبات میں روضہ اقدس کو بوسہ دینے کا شرف و سعادت حاصل کی اور پھر درود و سلام بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا۔ دریں اثناء وہ شرطہ بھی آپ کے ساتھ شامل ہو گیا۔

پہلے آپ نے مولانا عبدالرحمن جامی علیہ رحمہ کی مشہور و معروف فارسی نعت

Marfat.com

تنم فرسودہ جاں پارہ زہجراں یارسول اللہ ﷺ

دلم پژمردہ آوارہ زہجراں یارسول اللہ ﷺ

پڑھی اور مواجہہ شریف میں کھڑے ہوکر روتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ!

''میں اپنے مشن میں ناکام ہوگیا ہوں۔زندگی کا ایک بڑا حصہ اس پر صرف کردیا ہے مگر کوشش و سعی بسیار کے باوجود تیرا نظام مصطفیٰ ﷺ پاکستان میں نافذ کرانے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔اب زندگی سے بیزار ہوگیا ہوں، واپس نہیں جانا چاہتا، مجھے اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمادیجئے''۔

اس دوران آپ پر غنودگی طاری ہوگئی۔اسی عالم میں حضور سید عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوگئی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

''جب تم اس مشن کو صحیح سمجھتے ہو تو پھر باقی ماندہ زندگی بھی اس پر لگادو، تم اس کے نفاذ کے ٹھیکیدار نہیں ہو، خود خدا اس کی حفاظت اور پاسداری فرمائے گا۔واپس جاکر پاکستانیوں کو میرا پیغام دو کہ وہ منافقت ترک کردیں، اسی میں ہی ان کی کامیابی ہے''۔

Marfat.com

مجاہد ملتؒ اور امیر ملتؒ

محمد صادق قصوری کے قلم سے

یوں تو عبقری عصر مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ (۲۰۰۱ء۔ ۱۹۱۵ء) کو جملہ سلاسل طریقت کے صوفیاء و عرفاء سے عقیدت، محبت اور تعلق خاطر تھا مگر ان کا اپنا سلسلہ چونکہ ''نقشبندیہ مجددیہ'' تھا لہٰذا اس سلسلہ کے بزرگوں سے انہیں خصوصی ارادت تھی۔ انہوں نے بچپن ہی میں حضرت فقیر قادر بخشؒ (۱۹۵۵ء۔ ۱۸۸۵ء) نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ میبل شریف ضلع بھکر کے دست حق پر بیعت کر لی تھی۔ پیرو مرشد نے ایسی تربیت کی کہ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فرد فرید بن گئے اور پھر یہ نسبت ترقی کرتے کرتے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی تک جا پہنچی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

''میرے پیر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ان کے کارنامے میرے لیئے طوطیائے چشم ہیں''۔

حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کا عالم شباب تھا کہ برصغیر میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک نامور شیخ طریقت کے روحانی تصرفات و فیوضات کی دھوم مچی ہوئی تھی اور لاکھوں مسلمان ان کے دامن عقیدت سے وابستہ ہو کر اپنی عاقبت سنوار رہے تھے۔ وہ شیخ طریقت امیر ملت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری (۱۹۵۱ء۔ ۱۸۴۱ء) رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کی ذات ستودہ صفات جلوت پسند اور جن کی زندگی ''حرکی'' (DYNAMIC) تھی، سکونی (STITIC) نہ تھی۔ ان کی حیات مبارکہ مذہبی، ملی، روحانی اور سیاسی خدمات سے عبارت تھی لہٰذا حضرت مجاہد ملت ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہی کی طرز حیات پر اپنی زندگی مذہب و ملت اور ملک و قوم کے لیے وقف کر دی۔ اور تحریک پاکستان میں ان کے ایک سرفروش مجاہد کی حیثیت گرانقدر خدمات انجام دیں۔

۱۹۴۵ء کے مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں مسلم لیگ کی نمایاں کامیابی اور مقبولیت سے بوکھلا کر انگریز حکومت نے ایک قانون جاری کیا جس کی رو سے مذہب اور اللہ کے نام پر ووٹ مانگنا جرم قرار دے دیا گیا اور اس جرم کی سزا تین سال قید اور جرمانہ مقرر کی گئی۔ اس پر لاہور کے ایک جیالے مسلم لیگی چوہدری عبدالکریم (ف ۱۹۸۱ء) آف تاجہ گوجر سنگھ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کی تائید و حمایت سے جمعیت علماء اسلام پنجاب کی ایک تاریخ ساز کانفرنس ۹۔ ۱۰۔ ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو اسلامیہ

Marfat.com

کالج ریلوے روڈ لاہور کی گراؤنڈ میں بلائی۔ صدارت کی سہرا بھی حضرت امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ کے سر مبارک پر ہی بندھا۔ اس کانفرنس میں دنیائے اہلسنت کے آفتاب و ماہتاب، شمس وقمر اور مہر و ماہ شریک ہوئے اور اپنے نورانی، وجدانی اور روحانی خطبات سے تحریک پاکستان کو اک ولولہ تازہ بخشا۔ آسمان شریعت وطریقت کے یہ درخشندہ و تابندہ ستارے مخدوم سید محمد رضا شاہ گیلانی ملتانی (ف ۱۹۴۹ء)، پیر صاحب مانکی شریف (ف ۱۹۶۰ء) مولانا ابوالحسنات قادری لاہوری (ف ۱۹۶۱ء)، مولانا عبدالحامد بدایونی (ف ۱۹۷۰ء)، مولانا عبدالغفور ہزاروی ثم وزیرآبادی (ف ۱۹۷۰ء) خواجہ غلام محی الدین گولڑوی (ف ۱۹۷۴ء) پیر سید محمد عباس شاہ کرمانی شیر گڑھی (ف ۲۰۰۰ء) مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازیؒ (۱۹۱۵ء-۲۰۰۱ء) سید مقصود علی گیلانیؒ (ف ۲۰۰۲ء) سجادہ نشین حضرت میاں میرؒ لاہور اور مولانا جمال میاں فرنگی محلی تھے۔

اس اجلاس کا حاصل دو خطبات تھے۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی کی تقریر دلپذیر جس سے باطل کے قلعے میں شگاف پڑ گئے اور امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ کا صدارتی خطبہ کہ جس نے انگریز، ہندو اور یونینسٹ پارٹی کے اوسان خطا کر دیئے۔ مجاہد ملت مولانا نیازی کی تقریر احقاق حق اور ابطال باطل کی شاہکار تھی جس کو سن کر سب مہمانان گرامی اور عوام جھوم جھوم گئے۔ اور حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز نے اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے حضرت مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کو تھپکی دی۔

غالباً اس کانفرنس میں ہی پہلی بار حضرت مجاہد ملتؒ کو حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کے ساتھ براہ راست نشست و برخاست، گفت و شنید اور ان کے ملفوظات و ارشادات کی سماعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت امیر ملتؒ نے تمام علماء و مشائخ کو ہدایت فرمائی کہ اس کانفرنس کے بعد تحریک پاکستان کی کامیابی و کامرانی کے لیئے سردھڑ کی بازی لگا دیں۔ چنانچہ حضرت مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ نے ایک نئے عزم، حوصلے اور استقامت کے ساتھ اپنی مساعی تیز تر کر دیں اور پھر اگست ۱۹۴۷ء کو ہمیں سورج سے بھی روشن منزل پیارے پاکستان کی صورت میں مل گئی۔

قیام پاکستان کے بعد جلد ہی حضرت قائداعظمؒ بستر علالت پر دراز ہو گئے اور مسلم لیگ کی حکومت اسلامی نظام کے نفاذ کے اپنے وعدہ سے منحرف ہو گئی تو حضرت امیر ملتؒ نے "تحریک نفاذ شریعت" چلائی، جس میں پیر صاحب مانکی شریف اور مجاہد ملت مولانا نیازی نے ڈٹ کر آپ کا ساتھ دیا۔ شہر شہر جلسے کر کے لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیئے ہمارا ساتھ دیں اور حکومت کو نفاذ اسلام کے لیے مجبور کر دیں۔ چنانچہ حضرت امیر ملتؒ اپنے خلیفہ خاص حاجی قاری

Marfat.com

چوہدری محمد شہاب الدین (۱۹۶۳ء -- ۱۸۷۳ء) آف حیدرآباد دکن کو اپنے گرامی نامہ محررہ ۸۔ مئی ۱۹۴۸ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''پاکستان تو بن گیا مگر ارکان سلطنت اسلامی قانون جاری نہیں کرتے بلکہ اسلام کے مخالف قانون کو ترقی دے رہے ہیں۔ چنانچہ شراب خانہ اور بازاری عورتوں کی گرم بازاری ہے۔ بے پردگی، رشوت، سودخوری پہلے کی نسبت کئی گنا ترقی کر گئی ہے۔ ہم تو پردہ کی حمایت میں ہی کہہ رہے تھے انہوں نے بے پردگی سے بھی آگے بڑھ کر عورتوں کی فوج بنالی ہے۔ جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کبھی نہیں دیکھی سنی گئی۔

اب میں، پیر صاحب مانکی شریف اور مولوی عبدالستار خاں صاحب نیازی تینوں شہر بہ شہر جلسے کر کے عام لوگوں کو خبردار کر رہے ہیں اور ان سے قسمیں اور عہد لے رہے ہیں کہ اسلامی قانون کا اجراء چاہئیں نہ کہ موجودہ شیطانی قانون کا۔ چنانچہ سب لوگ باتفاق رائے اقرار کرتے ہیں کہ ہم سب اسلامی قانون چاہتے ہیں۔ فقیر نے کہہ دیا ہے کہ جہاں سب سے پہلا موافق و مددگار یہ فقیر تھا وہاں بصورت دیگر پہلا مخالف بھی یہی ہوگا۔''

مئی ۱۹۴۸ء میں علی پور شریف کے سالانہ عرس مبارک میں پیر صاحب مانکی شریف '' اور حضرت مجاہد ملت '' خصوصی طور پر شریک تھے۔ جیسا کہ ۳۰ مئی ۱۹۴۸ء کو اپنے ایک دوسرے خلیفہ پروفیسر حامد حسن قادری '' (۱۹۶۴ء۔ ۱۸۸۷ء) مصنف ''داستان اردو'' و صدر شعبہ اردو و فارسی سینٹ جانسن کالج آگرہ (بھارت) کے نام اپنے مکتوب گرامی میں حضرت امیر ملت '' قدس سرۃ العزیز قمطراز ہیں:۔

''الحمد للہ عرس شریف بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ سال گذشتہ کی نسبت بہت زیادہ رونق تھی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت الاتناہی تھی۔ مجمع بڑا کثیر تھا۔ باوجودیکہ دکن، آگرہ، احمد آباد، مراد آباد، بیکانیر، بریلی وغیرہم (حصہ ہندوستان) سے کوئی بھی شریک نہ ہوسکا۔ مولوی عبدالستار خاں نیازی ایم ایل اے مغربی پنجاب اور پیر صاحب مانکی شریف بھی تشریف لائے تھے اور تقریریں بھی کیں تھیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک''۔

۱۹۴۹ء میں دوسری بار حضرت مجاہد ملت '' علی پور سیداں حضرت امیر ملت قدس سرۃ العزیز

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شدید گرمی کا موسم تھا۔ حضرت قبلۂ عالم امیر ملت" "مسجد نور" کے ساتھ والے تہہ خانے میں آرام فرماتے تھے۔ کبرسنی، نقاہت اور علالت کا غلبہ تھا۔ مجاہد ملت کو وہیں تہہ خانے میں ہی بلا لیا۔ جب مجاہد ملت حاضر ہوئے تو خدام سے فرمایا:۔

"مجھے اٹھاؤ! میں نیازی کا استقبال کروں، اسکی بڑی خدمات ہیں"۔

(اب کون ہے جو مجاہد ملت کی اس پذیرائی پر رشک نہ کرے)۔

صحیح کہا ہے کسی نے کہ "ولی را ولی می شناسد"۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا دیا، اور لینے والے نے کیا لیا، وہ دینے والا جانے یا لینے والا۔ حاضرین کا کہنا ہے حضرت امیر ملت کی مبارک نگاہیں مجاہد ملت کے چہرے پر گڑی تھیں اور مجاہد ملت تھے کہ ان کے خاموش آنسو نہ تھمتے تھے۔ بس نگاہوں ہی نگاہوں میں شراب معرفت کے جام پلا دیئے۔

جو طیبہ سے منگائی جاتی ہے اور سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے پیالوں سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے

اس کے بعد خلوت میں کچھ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اور پھر بوقت رخصت مجاہد ملت کو ایک تسبیح، ایک رومال اور ایک مسواک بطور تبرک عطا فرما کر خصوصی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

بے طلب دیں تو مزا اس میں سوا ملتا ہے
وہ گدا جس کو نہ ہو خوئے سوال اچھا ہے

اب صاحب دل، صاحب ادراک اور صاحب چشم ہی جانیں کہ ان تبرکات میں کیا راز پنہاں تھا اور کیا پیغام تھا۔

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

دراصل یہ اشارہ تھا کہ اس کے بعد ملاقات نہ ہو سکے گی، اپنا حصہ ابھی لیتے جاؤ۔ چنانچہ آپ دست بوسی کر کے عازم لاہور ہوئے تو بچشم نم اور دل پر غم زبان پر یہ شعر جاری تھا۔

علاج تلخیٔ غمہائے دوراں لے کے آیا ہوں
دل صد چاک و خوں گشتہ کا درماں لے کے آیا ہوں

۳۰ اگست ۱۹۵۱ء کو حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کا وصال ہوا تو مجاہد ملت کے دل کی دنیا اجڑ گئی۔ سخت صدمے سے دوچار ہوئے۔ نماز جنازہ میں شرکت کی اور پھر غم محبوب کو سینے میں سمیٹے

Marfat.com

ہوئے واپس آ گئے۔ تازیست اپنے محسن و مربی کے اوصاف حمیدہ اور نوازشات کثیرہ کا ذکر بڑی محبت، عقیدت اور احترام سے کرتے رہے۔

۱۹۵۳ء میں "تحریک ختم نبوت" چلی تو مجاہد ملت نے سراج ملت پیر سید محمد حسین شاہؒ خلف اکبر و سجادہ نشین حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا کہ وہ اس تحریک کی کامیابی و کامرانی کیلئے ساتھ دیں۔ چنانچہ حضرت سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلف اکبر جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہؒ (۱۹۸۰ء۔۱۹۱۱ء) کو "تحریک ختم نبوت" کیلئے وقف کر دیا جنہوں نے والد گرامی کی بجا طور پر نمائندگی کرتے ہوئے سردھڑ کی بازی لگا دی۔ چنانچہ آستانہ عالیہ علی پور شریف کی ان خدمات جلیلہ کا ذکر حکومت پنجاب کی شائع کردہ کتاب "رپورٹ عدالتی تحقیقات ۱۹۵۳ء" میں موجود ہے۔

یاد رہے کہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ مرزائیت کی سرکوبی کے لیئے جو کارنامے سرانجام دیئے وہ برصغیر کی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء کی "تحریک ختم نبوت" میں امیر ملتؒ کی اولاد امجاد نے بھی بے مثال قربانیاں دیں۔

اس کے بعد علی پور شریف کے سالانہ عرس مبارک پر اکثر و بیشتر حضرت مجاہد ملت شمولیت کرتے رہے اور اپنی ایمان افروز اور باطل سوز تقاریر سے رونق کو دوبالا کرتے رہے۔ اور یاد امیر ملت سے اپنے دل کی دنیا کو آباد کرتے رہے۔ چنانچہ ۸۔ جون ۱۹۷۵ء کو لاہور میں احقر انکی خدمت میں حاضر ہوا تو دوران گفتگو ذکر چھڑا جب امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا تو بڑے محبت بھرے انداز میں فرمانے لگے:

> "حق گوئی و بیباکی ان کا طرۂ امتیاز تھا اور ان پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا روحانی اثر تھا۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ جہاد کہنا انہوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت مقدسہ سے سیکھا تھا"۔

ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور نے اپنی اشاعت مئی جون ۱۹۷۵ء کو حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کی یاد میں "محدث علی پوری نمبر" سے مخصوص کیا تو اس تاریخی، تحقیقی اور روحانی خصوصی ایڈیشن کے لیے ایک جامع، پرمغز اور پرمحبت پیغام حضرت مجاہد ملتؒ کی طرف سے صفحہ 9 اور 10 پر شامل ہوا، جو درج ذیل ہے۔ اور جس کے ایک ایک لفظ میں گلاب و سمن اور سنبل و ریحان کی خوشبو سی ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

> "مجھے یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی کہ آپ حضرات، قبلہ محدث اعظم علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ایک خصوصی نمبر نکال رہے ہیں۔ یہ ملت اسلامیہ پاکستان کا اجتماعی فریضہ تھا کہ مرحوم و مغفور

Marfat.com

کی ملکی وملی خدمات کا اعتراف کرتے۔آپ حضرات نے ایک ملی فریضہ سے سبکدوش ہونے کا اہتمام کیا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کے عزائم میں برکت دے اور آپ کی مساعی کو مشکور فرمائے۔

قبلہ محدث اعظم علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے ہمیشہ مسلمانوں کے مخصوص مفادات کی پاسبانی کی ہے۔تحریک مسجد شہید گنج سے پہلے ان کی ذات اپنے مریدین ومتوسلین کے لیئے مرکز اور مینارۂ نور تھی۔پہلی بار وہ اس تحریک میں اسلامیان ہند کی عقیدت کا مرکز بنے اور نہایت ہی جرأت اور اولوالعزمی کے ساتھ انہوں نے مسجد کی واگزاری کے لیے جدوجہد کا آغاز کیا یہی وقت تھا جب کہ ساری ملت نے انہیں ''امیر ملت'' کا خطاب دیا۔اس کے بعد وہ ہمیشہ اسی نام سے پکارے جاتے رہے۔

دوسرا مرحلہ تحریک پاکستان کو منزل مراد تک پہنچانے کا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر سواد اعظم اہلسنت اس تحریک میں قائداعظم کا ہمنوا نہ بنتا تو ہم کبھی بھی بنیا، برہمن اور فرنگی کے گٹھ جوڑ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔بنارس کی سنّی کانفرنس میں حضرت محدث اعظم علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے نمایاں پارٹ ادا کیا۔نہ صرف کانفرنس کو کامیاب بنایا بلکہ پنجاب واپس آکر حضرت نے تحریک پاکستان کو گاؤں گاؤں قریہ قریہ اور کوچہ کوچہ مئوثر بنادیا۔اپنے تمام متعلقین، متوسلین اور مریدین کو حکم دیا کہ وہ اپنی تمام تر قوتیں تحریک پاکستان کے لیئے وقف کردیں۔آپ نے نظریۂ پاکستان کی مخالفت کرنے والوں کو گمراہ قرار دیا بلکہ اس میں اتنی شدت برتی کہ جو شخص مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کے نظریئے سے انحراف کرتا ہے وہ اسلام کے کامل دین ہونے کا منکر ہے۔ایسے لوگ اعدائے اسلام شمار ہو کر اس سلوک کے مستحق ہیں جو ملحدین اور مشرکین کے ساتھ کیا جاسکتا ہے، نہ ان کا جنازہ پڑھا جائے نہ انہیں مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے۔

اس پرجوش تائید وحمایت کا یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمان اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔یونینسٹ پارٹی کو شکست فاش ہوئی اور بالآخر خضر وزارت

Marfat.com

کو استعفیٰ دینا پڑا۔ آپ کی جدوجہد کا آخری مرحلہ قیام پاکستان کے بعد نفاذ شریعت بطور تحریک کے جاری کرنے کا ہے۔ انہوں نے پاکستان میں ہر اس تحریک کی مدد کی جو کفر والحاد کے خاتمہ کے لیے اٹھی اور پاکستان کے حکمرانوں کو شریعت کے نفاذ پر مجبور کیا۔ قرارداد مقاصد جو ۱۹۴۹ء کانسٹیٹیوٹ اسمبلی (مجلس آئین ساز) کے ذریعے آئین کا دیباچہ (PREMBLE) بنی، پاس کرانے میں حضرت کی جدوجہد کا خاصا دخل ہے۔ اس زمانے میں ہم نے ''تحریک خلافت پاکستان'' کے ذریعے اسلامی شریعت کے نفاذ کے لیئے ملک بھر میں دورے کیے اور اسمبلی میں آئین سازی کے ذریعے اسلامی احکام کے اجراء کے لئے کوشش کی۔ خاص طور پر ''پردہ بل'' میں اسلامی تہذیب و معاشرت کے تحفظ اور دینی اقدار حیات کے نفاذ کے لیئے کوشش کی۔ حضرت نے ہماری ان مساعی کو نہ صرف بنظر استحسان دیکھا بلکہ بھرپور تائید کی۔ اسی زمانے میں علی پور شریف میں آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ اسمبلی کی کاروائی ریڈیو سے سنتے تھے اور اخبارات بھی پڑھتے تھے۔ نہایت ہی محبت اور شفقت کے ساتھ انہوں نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ میرے ساتھ محمد امین الحسنات پیر آف مانکی شریف بھی علی پور تشریف لے گئے تھے۔ چونکہ پیر صاحب بھی شرعی خلافت کے قیام کے لیئے ہمارے مدد و معاون تھے، اس لیئے حضرت قبلہ علی پوری نے انہیں بھی اپنی تائید و حمایت کا یقین دلایا۔

آپ آخر دم تک پاکستان کو حقیقی معنوں میں ''دارلسلام'' بنانے کے لیئے کوشاں رہے اور ہر اس شخص کی تائید کی جو اس سلسلہ میں کوئی مثبت تعمیری کام کر رہا ہو۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی روح آج ہمارے اندر اسلامی شریعت کے نفاذ کے لیئے سرگرم عمل ہے۔ اور ہمارے قافلے کے لیے ہر قسم کی مدد اور نصرت کا سامان فراہم کر رہی ہے۔''

۳۱۔ اپریل ۱۹۸۹ء کو لاہور میں یوم اقبال ؒ کی تقریب کے موقع پر روزنامہ '' نوائے وقت'' لاہور کے مدیر شہیر مجید نظامی سے دوران گفتگو حضرت مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ نے قائد اعظم ؒ سے

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہ العزیز کے پرخلوص تعلقات کا ذکر کیا تو مدیر موصوف بہت متاثر ہوئے اور خواہش ظاہر کی کہ حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہ، کے مکاتیب بنام قائد اعظمؒ مجھے مرحمت کیئے جائیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ نے مئی ۱۹۸۹ء میں مدیر "نوائے وقت" کو تفصیلی گرامی نامہ تحریر فرمایا جو "نوائے وقت میگزین" مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۸۹ء کے صفحہ ۵ پر شائع ہوا۔ ملاحظہ ہو:۔

۲۲۔اونکار روڈ، اسلام پورہ، لاہور

مورخہ مئی ۱۹۸۹ء

عزیزم محترم نظامی صاحب زاد لطفکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ،

مورخہ ۲۱۔اپریل بتقریب "یوم اقبالؒ" میں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہؒ اور قائد اعظمؒ کے باہمی اخلاص مندانہ تعلقات کے سلسلہ میں ایک دو خطوط آپ کو دکھائے تھے آپ نے ان کی نقول حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

میں پچھلے دنوں اس قدر مصروف رہا کہ نہ تو ان خطوط کی فوٹو اسٹیٹ نکلوا کر ارسال کر سکا اور نہ ہی خود ان کی نقل کر سکا۔ آج بوجہ علالت طبع گھر پر صاحب فراش ہوں اور یوں ملاقاتیوں اور حاجت مندوں کے نرغے سے آزاد ہوں۔ اس فرصت کو غنیمت جان کر اپنے ہاتھ سے نقل تیار کر کے بھیج رہا ہوں، اگرچہ ایفائے عہد میں دیر ہو گئی ہے تاہم اب بذریعہ ہذا اس کی تلافی کر رہا ہوں۔

قائد اعظمؒ کا مکتوب بنام امیر ملتؒ

"جب آپ جیسے بزرگوں کی دعا میرے شامل حال ہے تو میں اپنے مقصد میں ابھی سے کامیاب ہوں اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری راہ میں کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ آئیں، میں اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ آپ نے "قرآن شریف" اس لیئے عنایت فرمایا ہے کہ میں مسلمانوں کا لیڈر ہوں، جب تک "قرآن شریف" اور دین کا علم نہ ہو، کیا لیڈری کر سکتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ "قرآن شریف پڑھوں گا۔ انگریزی ترجمے میں نے منگوا لیئے ہیں، ایسے عالم کی تلاش میں ہوں جو مجھے انگریزی میں قرآن شریف کی تعلیم دے سکے۔ "جانماز" آپ نے اس لیئے عطا کی ہے کہ جب میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانتا تو مخلوق میرے حکم کو کیوں مانے گی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں گا۔ "تسبیح" آپ نے اس لیئے ارسال کی ہے کہ میں اس پر "درود شریف" پڑھا کروں۔ جو شخص اپنے پیغمبر ﷺ پر اللہ کی رحمت

Marfat.com

طلب نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کیسے نازل ہو سکتی ہے۔ میں اس اشارے کی بھی تعمیل کروں گا۔" (۱۱۔ اگست ۱۹۴۳ء)

جب قائداعظمؒ کا مکتوب حضرت امیر ملتؒ کو پڑھ کر سنایا گیا تو آپ بے حد خوش ہوئے اور فرمایا:۔

"میں حیدرآباد دکن میں بیٹھا ہوں اور جناح صاحب بمبئی میں ہیں۔ بے شک جناح صاحب "ولی اللہ" ہیں کہ انہوں نے میرے دل کی بات جان لی"۔

۱۱۔ اگست ۱۹۴۳ء کو نواب بہادر یار جنگ کے جواب میں (قائداعظمؒ نے) انہیں یہ خط لکھا:۔

ڈیئر نواب بہادر یار جنگ!

مجھے پیر صاحب کا خط ملا اور میں بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے "قرآن شریف" کا ایک نسخہ، "مدینے کی جانماز" اور "زمزم" اپنے پیغام بر خان بہادر بخشی مصطفیٰ علی خاں کے ہاتھ ارسال کیا۔ میں امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب کے نام اپنے خط کو منسلک کر رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ اس خط کو ان کے صحیح پتے پر ارسال کر دیں گے۔ میں طبیعت کی ناسازی کی بنا پر ان کے پیغامبر کو خوش آمدید نہ کہہ سکا۔ البتہ مس جناح نے ان کا استقبال کیا اور تحائف وصول کیئے۔ میں تیزی سے صحت یاب ہو رہا ہوں، تشویش کی ضرورت نہیں ہے۔ بہت جلد صحت یاب ہو جاؤں گا۔ مس جناح کا اور میرا سلام قبول فرمایئے۔

آپ کا پرخلوص

ایم اے جناح

۲۶۔ جولائی ۱۹۴۳ء کو پیر سید جماعت علی شاہؒ نے رفیق صابر مزنگوی کے قاتلانہ حملے کے بعد قائداعظم کے حق میں دعا فرمائی اور دوسرے دن ۲۷۔ جولائی ۱۹۴۳ء کو بقلم خاص قائداعظمؒ کے نام ہمدردی اور مزاج پرسی کے طور پر ایک مکتوب تحریر فرمایا اور جب نواب بہادر یار جنگ دوبارہ حاضر ہوئے تو آپ نے اپنا مکتوب ان کو سنایا اور نواب صاحب کی تجویز پر اس کا انگریزی میں ترجمہ ٹائپ کرا کر اصل تحریر کو اس کے ساتھ منسلک کر دیا اور اس کے علاوہ نادر "قلمی نسخہ قرآن مجید" ایک "مخملی جائے نماز" اور ایک "تسبیح"، ایک "شال"، ایک زمزمی "آب زمزم" کی اور دیگر اشیاء بذریعہ بخشی مصطفیٰ علی خاں، حضرت قائداعظم کو روانہ فرمائیں۔

Marfat.com

مکتوب گرامی میں لکھا۔۔۔۔

قوم نے مجھے امیر ملت مقرر کیا ہے اور پاکستان کے لیئے جو کوششیں آپ کرر ہے ہیں وہ میرا کام ہے۔ لیکن میں سو سال سے زیادہ عمر کا ضعیف و ناتواں شخص ہوں، میرا بوجھ جو آپ پر پڑا ہے اس میں امداد کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں۔ آپ مطمئن رہیں، نمرود کی دشمنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی، فرعون کی دشمنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دین کی اور ابوجہل کی دشمنی ہمارے نبی اکرم ﷺ کے دین کی ترقی کا باعث ہوئی ہے۔ اب جو یہ حملہ آپ پر ہوا ہے۔ آپ کی کامیابی کے لیے فال نیک ہے۔ آپ کو میں مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ انشاء اللہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ آپکو حصول مقصد میں خواہ کتنی ہی دشواریوں کا سامنا ہو، آپ بالکل پرواہ نہ کریں اور نہ پیچھے ہٹیں۔ جس شخص کو اللہ کامیاب فرمانا چاہتا ہے اس کے دشمن پیدا کر دیتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرے۔ میں اور میرے تمام یاران طریقت انشاء اللہ آپ کے معاون و مددگار ہوں گے۔ آپ بھی عہد کریں کہ آپ اپنے مقصد سے ذرا بھی نہیں ہٹیں گے۔"

فقط والسّلام

محمد عبدالستار خاں نیازی

۱۹۸۰ء میں سجادہ نشین سوم جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ جماعتی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو حضرت مجاہد ملت قدس سرہٗ العزیز نے جو تعزیت نامہ ارسال فرمایا اس کے ایک ایک لفظ سے حضرت امیر ملتؒ اور ان کی اولاد و امجاد سے محبت، تعلق اور نسبت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں آپ وہ تعزیت نامہ اور تصدیق کریں میرے دعویٰ کی:۔

"اعلیٰ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث اعظم علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے سجادہ عالیہ کے مکین اور روحانی جانشین جناب سید اختر حسین شاہ کی وفات حسرت آیات آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے تمام متعلقین، متوسلین اور مریدوں کے لیئے درد و غم، رنج و الم اور قلق و منیبت کا

Marfat.com

باعث ہے بلکہ جمیع سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے لیئے حادثہ جانکاہ اور سانحہ عظیم ہے۔

مرحوم و مغفور کو اللہ تعالیٰ نے اخلاق عالیہ سے آراستہ فرمایا تھا۔ وہ بیحد متواضع، مہمان نواز اور پاکباز انسان تھے۔ وہ ایسے مرد مومن اور پیر روشن ضمیر تھے جنہوں نے اپنے ارادتمندوں کی قلبی تسکین اور روحانی طمانیت کا زبردست سامان فراہم کیا اور انہوں علی پور شریف کو زندہ و تابندہ مرکز رشد و ہدایت بنادیا۔ وہ صحیح معنوں میں مسند ارشاد پر محدث اعظم علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے ظل روحانی اور رحمت یزدانی تھے جہاں ہر پریشان حال قلب مضطر کو زبردست قلبی سکون اور آسودگی ملتی تھی۔ ارادتمندوں کے ہجوم بجوم میں وہ بدر کامل بن کر راحت و درخشندگی بکھیرتے رہے۔

بموجب ارشاد حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ "تسلسل حیات ملیہ از محکم گرفتن روایات مخصوصہ ملیہ می باشد"۔۔۔۔۔۔

سید اختر حسین شاہ نے اپنے خانوادے کی روایات کو ہمیشہ زندہ، تابندہ اور درخشندہ اور متوسلین کو ہر لحظہ ابدیت سے ہمکنار کرتے ہوئے مقصد ارادت سے وابستہ رکھا۔ فناء فی الشیخ، فناء فی الرسول ﷺ اور فناء فی اللہ کی غائت الغایات، روحانی سدرۃ المنتہیٰ اور عشق لازوال کا راستہ دکھایا بلکہ منزل مقصود تک پہنچا کر سجادگی کے اعلیٰ ترین لوازمات کو پورا کردیا۔

ما ز تخلیق مقاصد زندہ ایم — از شعاع آرزو تابندہ ایم

ان کی وفات حسرت آیات سے ایک ایسا زبردست خلا پیدا ہو چکا ہے جس کا پر ہونا از قبیل ناممکنات ہے۔ وہ محدث اعظم علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ سفر و حضر میں موجود رہے۔ وہ مبلغانہ زندگی اور عارفانہ منصب کے تمام نشیب و فراز کی تفاصیل سے آگاہ تھے۔ برصغیر میں جس قدر ملکی و ملی تحریکات اٹھیں، ان میں امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ کی شمولیت کے وقت رفاقت کی وجہ سے وہ زندہ و متحرک تاریخ تھے۔ تحریک خلافت، تحریک ہجرت، تحریک مسجد کانپور، تحریک تبلیغ، تحریک شہادت علم دین غازیؒ، تحریک شہید گنج،

Marfat.com

تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اوران کی وفات کے بعد چلنے والی تمام تحریکات بالخصوص تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں سیّد اختر حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا کردار بے حد موثر اور نتیجہ خیز تھا۔ ان کے وصال کے بعد حضرت امیر ملت کی زبردست تاریخ ساز جدوجہد، پیہم و مسلسل ربط اور سرگذشت بیان کرنے والا اب کوئی باقی نہیں رہا۔ ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے احساس خودی دھندلا رہا ہے۔

ضرورت ہے کہ ابھی سے مرحوم و مغفور کے احوال زندگانی بمعہ ملفوظات مرتب کیئے جائیں کیونکہ احساس خودی کی تولید اور تکمیل کے لیئے ان روایات کو ضبط تحریر میں لانا لازم و لابدی ہے۔ اسی ضرورت کی بابت حکیم الامت فرما گئے ہیں۔

؎ قوم روشن از سواد سرگزشت　　خودشناس آمد زیاد سرگزشت
سرگزشت او گراز یادش رود　　باز اندر نیستی گم می شود

اگر چہ مرحوم و مغفور بجسد عنصری ہم میں موجود نہیں تاہم ان کی روح پرفتوح ہر وقت ہم میں موجود ہے۔ انسانی وجود کا مرکز اس کی روح ہے جو ذات الہٰی کے پرتو سے لازوال ہے۔ اس لیئے موت عالم معنی کے سفر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

؎ مرگ چیست، ہجرت سوئے دوست　　ترک عالم، اختیار کوئے دوست

ہمارا ایمان ہے کہ مومنین کی ارواح کا رابطہ اپنے متوسلین سے قائم رہتا ہے، اس لئے حضرت سجادہ نشین مرحوم و مغفور ہمارے ساتھ ایک روحانی واسطہ سے منسلک ہیں۔ طالب صادق ہو تو اس عالم چون و چرا کا باسی، سراپا اخلاص ارادتمندان کے تصرفات کا مورد بن سکتا ہے۔ صلحاء امت رشد و ہدایت کے مراکز ہیں۔ یہ ہمیں تحریف، انحراف، اعتزال اور خودرائی کی دلدل سے نکال کر مرکز ملت اور اجماع امت کی نعمتوں سے مالا مال کر سکتے ہیں۔

حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کا ارشاد مقدس ''الفقر فخری الفقر منی''، ہمیں اسی حقیقت کبریٰ سے آشنا کر رہا ہے کہ

Marfat.com

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ

فقر ہے میروں کا میر فقر ہے شاہوں کا شاہ

اللہ تعالیٰ ہمارے ان روحانی مراکز کو آباد رکھے اور انکے فیوض و برکات کے ذریعے مادیت کی شب تار اور ضلالت کے بحر ظلمات کو دانش ایمانی کی شعلہ سامانیوں سے منور فرمائے اور فقر کے شکوہ و تجلیات کو عام کردے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں مقام بلند عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان، اعزہ و اقربا، احباب و متعلقین اور متوسلین کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

مخلص محمد عبدالستار خان نیازی

فقط والسلام

حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد بھی مجاہد ملت "آستانہ علی پور شریف بسلسلہ تقریبات سالانہ عرس مبارک اور جمعیت علماء پاکستان کے امور، آتے جاتے رہے۔ حضرت مہر الملت صاحبزادہ سید منور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم عالیہ سے آپ کا قلبی تعلق تھا۔ برطانیہ کے دوروں کے دوران جب بھی برمنگھم تشریف لے جاتے تو حضرت صاحبزادہ مہر الملت کے ہاں مذہبی تقریبات اور استقبالیوں میں خصوصی طور پر شرکت فرماتے۔ حضرت مہر الملت کو بھی آپ سے خصوصی محبت تھی اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "مجاہد ملت ہمارے بزرگ ہیں"۔

۲ مئی ۲۰۰۱ء کو جب مجاہد ملت کا سانحہ ارتحال پیش آیا تو جہاں پورا عالم اسلام رنج و غم، درد و الم اور اندوہ و قلق کی لپیٹ میں آ گیا وہاں صاحبزادہ سید منور حسین شاہ صاحب قبلہ کو بھی ایک ناقابل فراموش صدمہ پہنچا۔ انہوں نے برمنگھم میں تعزیتی جلسے منعقد کروائے اور چہلم شریف کے موقعہ پر ایک باوقار تقریب کا انعقاد کیا جس سے معروف علماء و مشائخ نے خطاب کیا اور ایصال ثواب کیا گیا۔

حضرت مہر ملت دامت برکاتہم عالیہ اب بھی حضرت مجاہد ملت قدس سرہ العزیز کو یاد کر کے سوز حاصل کرتے رہتے ہیں کیونکہ

عشق کچھ محبوب کے مرنے سے مر جاتا نہیں

غم بن کے روح میں چھا جاتا ہے جاتا نہیں

مرنے والوں کی جبیں چمکتی ہے اس ظلمات میں

جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں

Marfat.com

مجاہد ملت رح کی پنجاب اسمبلی میں شعروشاعری

تحقیق وکاوش: محمد صادق قصوری

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی قدس سرہ العزیز دینی، دنیاوی اور روحانی علوم میں مہارت نامہ رکھتے تھے آپ عربی اور فارسی میں ایم اے، حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ''اشاعت اسلام کالج لاہور'' سے ''ماہر تبلیغ'' کے سند یافتہ، اور حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی شاگرد ہونے کے امتیاز سے مشرف تھے۔ تصوف و روحانیت میں اپنے پیرومرشد فقیر قادر بخش سجادہ نشین میل شریف ضلع بھکر، شاہ ہدایت علی جے پوری اور امیر ملت پیر سید جماعت علیشاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے پروردہ، تربیت یافتہ اور منظور نظر تھے۔ ان کی روحانی نسبت کا یہ حال تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی سے سلاسل اربعہ میں مجاز بھی تھے۔

آپ بیک وقت مستند عالم دین، شیخ طریقت، ممتاز سیاستدان، جادو بیان مقرر، صاحب تصنیف، دانشور اور بین الاقوامی رہنما تھے۔ آپ نے ''تحریک پاکستان''، ''تحریک نفاذ شریعت''، ''تحریک بحالئ جمہوریت''، ''تحریک ختم نبوت''، ''تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ''، ''تحریک تحفظ ناموس رسالت'' اور دیگر تمام مسلم مفاد تحریکوں میں قائدانہ، قلندرانہ اور سرفروشانہ کردار ادا کیا۔ سیاست میں وہ حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور سردار عبدالرب نشتر نوراللہ مرقدہ، کے ساتھی تھے۔

اگرچہ آپ شاعر نہیں تھے مگر شعرشناس بلا کے تھے۔ کلام اقبالؒ کے تو حافظ تھے۔ علاوہ ازیں رومیؔ، جامیؔ، سعدیؔ، انوریؔ، حافظ شیرازیؔ، اکبرالہ آبادیؔ، غالبؔ وغیرہم کے ہزاروں اشعار انہیں ازبر تھے جو وقتاً فوقتاً گفتگو اور تحریر و تقریر میں استعمال کرتے تھے۔ دوران تقاریر جب اپنے مخصوص لہجہ میں اشعار پڑھتے تو مجمع مسحور ہو جاتا تھا۔

۱۹۴۶ء میں آپ پہلی دفعہ اور ۱۹۵۱ء میں دوسری دفعہ پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تو اپنی پراثر اور اشعار سے مزین تقاریر کی بدولت ہمیشہ ایوان میں چھائے رہے۔ ان کی تقاریر بڑی وزنی، دلائل و براہین سے آراستہ اور عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کے اشعار سے مزین ہوتی تھیں۔ ذیل میں ہم وہ اشعار نقل کررہے ہیں جو انہوں نے پنجاب اسمبلی میں اپنی معرکۃ الآرا تقاریر میں پڑھ کر نہ صرف ایوان میں ہلچل مچائے رکھی بلکہ داد و تحسین بھی حاصل کی۔ لیجئے آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

Marfat.com

۲۶۔مارچ ۱۹۴۶ء:

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

☆☆☆☆ اقبالؒ

۸۔جنوری ۱۹۴۸ء:

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

☆ اقبالؒ

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

☆ اقبالؒ

جن کو ڈوبنا ہو ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

☆☆☆ اقبالؒ

۱۲۔جنوری ۱۹۴۸ء:۔

بیاں میں نکتۂ توحید تو آ سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

☆ اقبالؒ

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مردہ ہے! مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس (اقبالؒ)

☆

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانِ حق و باطل نہ کر قبول!

☆ اقبالؒ

افرنگ زخود بے خبرت کرد و گرنہ
اے بندۂ مومن! تو بشیری تو نذیری اقبالؒ

Marfat.com

اے اسیر رنگ پاک از رنگ شو
مومن خود کافرِ افرنگ شو
اقبالؒ

☆

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
ایں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است
سعدیؒ

☆

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند
اقبالؒ

☆

ریگ عراق منتظر دشت حجاز تشنہ کام
خون حسینؓ باز دہ کوفہ و شام خویش را
اقبالؒ

☆

کارگہ حیات میں کیا کوئی غزنوی نہیں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر دیر و حرم کے سومنات
اقبالؒ

☆

ضعیف اگر نظر پڑے رسولؐ کا جمال بن
قوی اگر ہو سامنے تو قہر ذوالجلال بن
خدا کے آگے سر جھکا کہ سرکشوں کا سر جھکے
قضا ستمگروں کی ہو ستم زدوں کی ڈھال بن
مولانا ظفر علی خاںؒ

☆

ترے وعدے پہ جیئے ہم، تو یہ جان، جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے گر اعتبار ہوتا
غالبؒ

☆

یوں پھریں آشفتہ حال اہل کمال افسوس ہے
اے کمال افسوس ہے تجھ پر کمال افسوس ہے

☆☆☆☆

Marfat.com

۱۶۔جنوری ۱۹۴۸ء

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

☆ اقبالؒ

میں نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سن کے ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں

☆ غالبؒ

بے محابا دیو باطل ہے وہاں خنجر بدست
جس جگہ تعزیر کے قابل ہے مرد حق پرست

رات بے خوابی سے کٹتی ہے جہاں انسان کی
گل رہی ہیں ہڈیاں انصاف کی، ایمان کی
اس زمیں پر سانپ اور اژدھے برسنے چاہئیں
برق گرنی چاہیے، پتھر برسنے چاہئیں

☆ جوش ملیح آبادی

ضعیف اگر نظر پڑے رسولؐ کا جمال بن
قوی اگر ہو سامنے تو قہر ذوالجلال بن
خدا کے آگے سر جھکا کہ سرکشوں کا سر جھکے
قضا ستمگروں کی ہو ستم زدوں کی ڈھال بن

☆ مولانا ظفر علی خاںؒ

۲۹۔جنوری ۱۹۴۸ء

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

☆ سعدیؒ

Marfat.com

عجب آں نیست کہ اعجاز مسیحا داری
عجب ایں است کہ بیمار تو بیمار تر است

اقبالؒ ☆

صد جہاں باقیست در قرآں ہنوز
اندر آیاتش یکے خود را بسوز!!

اقبالؒ ☆

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

اقبالؒ ☆

تنگ بر ما رہگذارِ دین شدہ است
ہر لئیمے رازدارِ دین شدہ است

اقبالؒ ☆

ایں دو قوت حافظ یک دیگر اند
کائنات زندگی را محور اند

اقبالؒ ☆

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

اقبالؒ ☆

تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال
غارت گری جہاں میں اقوام کی معاش
ہر گرگ کو ہے برۂ معصوم کی تلاش

اقبالؒ ☆☆☆☆☆

۱۸۔ مارچ ۱۹۴۸ء

کھلتا نہیں کچھ اس کے سوا تیرے بیاں سے
اک مرغ ہے خوش لہجہ کہ کچھ بول رہا ہے

حالیؔ

Marfat.com

پس دخترِ یس بانیش تطہیر فکر
بعد ازیں آساں شود تعمیر فکر
اقبالؒ

☆

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
حافظ شیرازی

☆

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اقبالؒ

☆☆☆☆☆

۲۲۔ مارچ ۱۹۴۸ء

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
غالب

☆

ہے لڑکپن تو ضدیں بھی ہیں نرالی ان کی
اب یہ کہتے ہیں ہم خون جگر دیکھیں گے

☆

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا
حافظ شیرازیؒ

☆

سب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوالِ بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں
اقبالؒ

☆

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا
اقبالؒ

☆

Marfat.com

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں

حالی

☆

عجب آن نیست کہ اعجاز مسیحا داری

عجب ایں است کہ بیمار تو بیمار تر است

اقبالؒ

☆

خشتِ اول چوں نہد معمار کج

تا ثریا می رود دیوار کج

سعدیؒ

☆

چہ گویمت ز مسلمان نا مسلمانی

جز ایں کہ پور خلیل است و آزادی داند

اقبالؒ

☆

۲۴۔ مارچ ۱۹۴۸ء

رنما ۃ الشاۃ تحمی الذئب عنہا

فکیف اذ تکون الرنماۃ الذراب

☆

جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا

☆☆☆☆☆

یکم اپریل ۱۹۴۸ء

"شریکِ حکم غلاموں کو کر نہیں سکتے

خریدتے ہیں فقط ان کا جوہر ادراک"

اقبالؒ

☆

Marfat.com

از رُبا آخر چہ می زاید فتن

کس نداند لذتِ قرضِ حسن اقبالؔ

☆

ہر چہ از حاجت فزوں داری بدہ

اقبالؔ

☆

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف

منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں

اقبالؔ

☆

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند

در شہنشاہی فقیری کردہ اند اقبالؔ

☆

مومنے بالائے ہر بالاترے

غیرتِ اُو بر نتابد ہمسرے

اقبالؔ

☆

دستِ ہر نا اہل بیمارت کند

سُوئے مادر آ کہ تیمارت کند

اقبالؔ

☆

شیر مردوں سے ہوا بیشہ تحقیق تہی

رہ گئے صوفی و مُلا کے غلام اے ساقی

اقبالؔ

☆

Marfat.com

عبدِ مُسلم کمتر از احرار نیست
خونِ شہ رنگین تر از معمار نیست

☆ اقبالؒ

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دُشوار کرے

☆ اقبالؒ

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری اقبالؒ

☆

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

☆ حالی

۶۔اپریل ۱۹۴۸ء۔ نشیمن سینکڑوں میں نے بنا کر پھونک ڈالے ہیں

☆☆☆☆☆☆

عجب آں نیست کہ اعجاز مسیحا داری
عجب ایں است کہ بیمارِ تو بیمار تر است

☆ اقبالؒ

من درونِ شیشہ ہائے عصرِ حاضر دیدہ ام
آں چناں زہرے کہ از وے مارہا در پیچ و تاب

اقبالؒ

☆☆☆☆☆☆☆

۸۔اپریل ۱۹۴۸ء۔۔

انقلاب اے انقلاب اے انقلاب
یورپ اگر گپ زند مسلم باشد

Marfat.com

☆

نُہ د پریشاں خواب ما از کثرتِ تعبیر ہا — اقبالؒ

☆

کونسل میں بہت سیّد مسجد میں فقط جمن

☆ — اقبالؒ

۱۴۔دسمبر۔۱۹۵۱۔

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شرکتِ میانِ حق و باطل نہ کر قبول

☆ — اقبالؒ

میانِ امتاں والا مقام است
کہ آں اُمت دو گیتی را امام است — اقبالؒ

☆

نیاساید دلش از آفرینش
کہ خواب و خستگی بروے حرام است — اقبالؒ

☆

الیوم یبدو ابعضہ او کلہ
و ما بدا منہ فلا احلہ

☆☆☆☆☆

۸۔جنوری۔۱۹۵۲ء۔

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش و لے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

☆ — حافظ شیرازیؒ

۹۔جنوری ۱۹۵۲ء۔

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا — حیدر علی آتش

Marfat.com

ایں ہم غنیمت است از خرس موئے بس است

☆

خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبت زاغ

اقبالؒ

☆

دست دولت آفرین کو مزد یوں ملتی رہی
اہل ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکوۃ اقبالؒ

☆

لادینی و لاطینی! کس پیچ میں الجھا تو
دارو ہے ضعیفوں کا لا غالب الا ہو

☆

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شہبازی

اقبالؒ

☆

نخواہم ایں جہاں و آں جہاں را
مرا ایں بس کہ دانم رمز جاں را
سجودے دہ کہ از سوز و درونش
بوجد آرم زمین و آسماں را

اقبالؒ

☆

عجب آں نیست کہ اعجاز مسیحا داری
عجب ایں است کہ بیمار تو بیمار تر است

اقبالؒ

☆

Marfat.com

۱۵۔جنوری ۱۹۵۲ء۔۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل! عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

اقبالؒ

☆

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اقبالؒ

☆☆☆☆☆

۶۔مارچ ۱۹۵۲ء۔۔

نویس اللہ برلوحِ دلِ من

☆

سمجھے گا نہ تو جب تک بے رنگ نہ ہو ادراک

اقبالؒ

☆

اری جوں کا توں کنبہ میرا ڈوبا کیوں؟

☆

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

سعدیؒ

☆

مصطفیٰؐ اندر حرا خلوت گزید
دین و آئین و شریعت آفرید

اقبالؒ

☆

Marfat.com

تمدن آفرین، خلاقِ آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب، یعنی شتربانوں کا گہوارا

اقبالؒ

☆

نہ ایراں میں رہے باقی نہ توراں میں رہے باقی
وہ بندے فقر تھا جن کا ہلاکِ قیصر و کسریٰ

اقبالؒ

☆

کر تو بھی حکومت کے وزیروں کی خوشامد
دستور نیا اور نئے دور کا آغاز
معلوم نہیں ہے یہ خوشامد کہ حقیقت
کہہ دے کوئی الو کو اگر رات کا شہباز

اقبالؒ

☆

جہاں بانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

اقبالؒ

☆

۱۰۔ مارچ ۱۹۵۲ء۔۔

یا دضیفنا لوزدتنا لوجذتنا
نحن الضیوف وانت رب المنزل

☆

آفتابِ تازہ پیدا بطنِ گیتی سے ہوا
آسماں! ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تک

اقبالؒ ☆

Marfat.com

غلامم جز رضائے تو نجویم
جز آں راہے کہ فرمودی نپویم
ولیکن گر بایں نادان بگوئی
خرے را اسپ تازی گو نہ گویم

اقبالؒ

☆

شمر سے پیچھے اچھے بھلے پہنچ گئے ۔

☆☆☆☆☆

۱۳۔مارچ ۱۹۵۲ء۔

”شریکِ حکم غلاموں کو کر نہیں سکتے
خریدتے ہیں فقط ان کا جوہرِ ادراک“

اقبالؒ

☆

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

اقبالؒ

☆

مکدر کرد مغرب چشمہ ہائے علم و عرفاں را
جہاں را تیرہ تر سازد چہ مشائی چہ اشراقی

اقبالؒ

☆

یہ ذکرِ نیم شبی یہ مراقبے، یہ سرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اقبالؒ

☆

Marfat.com

۱۳۔مارچ ۱۹۵۲ء۔۔

کہ مزدور خوش دل کند کار بیش

☆☆☆☆☆

۲۸۔اپریل ۱۹۵۲ء۔

من درونِ شیشہ ہائے عصرِ حاضر دیدہ ام
آنچناں زہرے کہ از وے مارہا در پیچ و تاب

اقبالؒ

☆

۲۹۔اپریل ۱۹۵۲ء۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند

اقبالؒ

☆

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

اقبالؒ

☆

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

اقبالؒ

☆

Marfat.com

مغرب ز تُو بیگانہ مشرق ہمہ افسانہ
وقت است کہ در عالم نقشِ دگر انگیزی

اقبالؒ

☆

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

۷۔ مئی ۱۹۵۲ء۔

حکم گر سخت است تاویلے مجو
جز بقلبِ خویش قندیلے مجو

اقبالؒ

☆

از ربا آخر چہ می زاید فتن
کس نہ داند لذتِ قرضِ حسن

اقبالؒ

☆

یہی دینِ محکم، یہی فتح باب
کہ دنیا میں توحید ہو بے حجاب

اقبالؒ

☆

مغرب ز تو بیگانہ مشرق ہمہ افسانہ
وقت است کہ بر عالم نقش دگر انگیزی

اقبالؒ

☆

۸۔ مئی ۱۹۵۲ء۔

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دُنیا کے آئین مسلّم سے کوئی چارا

Marfat.com

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا
"غنی روزِ سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشمِ زلیخا را"

☆ اقبالؒ

۵۔دسمبر۱۹۵۲ء۔

اے خضر دستے کہ آب از سر گزشت اقبالؒ

☆

عجب آں نیست کہ اعجازِ مسیحا داری
عجب ایں است کہ بیمارِ تو بیمار تر است

☆ اقبالؒ

پیٹ نہ پیاں روٹیاں تو سبھے گلاں کھوٹیاں

☆

۱۳۔دسمبر۱۹۵۲ء۔

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

☆

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

☆ اقبالؒ

حالت ہے مگر اپنی اک عیش خراماں میں
طاؤس و رباب اوّل، طاؤس و رباب آخر

☆

۱۸۔دسمبر۱۹۵۲ء۔

دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کے تجھے تلوار کرے

☆ اقبالؒ

Marfat.com

★

زندگی راچیست رسم وراہ وکیش

یک دام شیری بہ از صد سال میش

سلطان ٹیپو شہیدؒ

☆

چوں نباشد در جہاں مردانہ زیست

ہمچوں مرداں جاں سپردن زندگی ست

☆

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

اقبالؒ

کوئی کارواں سے ٹوٹا کوئی بدگماں حرم سے

کہ میر کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

اقبالؒ

☆

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اقبالؒ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مجاہد ملّت یادگاری ڈاک ٹکٹ

محمد صادق قصوری کے قلم سے

''مجاہد ملّت فاؤنڈیشن'' بُرج کلاں ضلع قصور کی ادنیٰ کوششوں سے محکمہ ڈاک حکومت پاکستان نے ۱۴۔اگست ۲۰۰۳ء کو ضیغم اسلام مجاہد ملّت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پاکستان میں گرانقدر خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے نہایت ہی خوبصورت اور جاذب نظر دو روپے کا ڈاک ٹکٹ جاری کیا تھا۔ جس پر دَرُونِ ملک اور بیرون ملک حضرت مجاہد ملّت قدس سرّہ العزیز کے لاکھوں عقیدتمندوں، مداحوں اور ارادتمندوں نے اظہارِ مسرت کیا تھا اور محکمہ ڈاک حکومت پاکستان کا شکریہ ادا کیا تھا۔

اس ڈاک ٹکٹ کے اجراء میں حضرت مجاہد ملّت نور اللہ مرقدہ، کے دیرینہ عقیدتمند اور جان نثار حضرت قبلہ ڈاکٹر شیر محمد زمان (تب) چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، اسلام آباد نے بھرپور تعاون فرمایا تھا۔ اللہ کریم انہیں دین، دنیا اور آخرت میں خوش وخرم رکھے۔

پیر طریقت صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری دامت برکاتہم عالیہ ایڈیٹر ماہنامہ ''نور الحبیب'' بصیر پور شریف ضلع اوکاڑہ نے اکتوبر ۲۰۰۳ء کے شمارہ میں اس ڈاک ٹکٹ کے اجراء پر ''اداریہ'' لکھ کر محکمہ ڈاک کا شکریہ ادا کیا اور حضرت مجاہد ملّت رحمۃ اللہ علیہ کے حضور یوں خراج تحسین پیش کیا:۔

''مجاہد ملّت کی یاد میں ڈاک ٹکٹ کا اجراء''

''یہ امر لائقِ تحسین ہے کہ محکمہ ڈاک نے تحریک پاکستان کے سرگرم مجاہد، نامور مبلغ اور ''تحریکِ ختم نبوت''، ''تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ''، تحریکِ بحالئ جمہوریت'' اور ''تحریکِ نفاذِ شریعت'' کے ممتاز رہنما مجاہد ملّت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں (دو روپے کا) ٹکٹ جاری کیا ہے۔۔۔ حضرت مجاہد ملّت' کو اللہ تعالیٰ نے جس مقبولیت اور عزت سے نوازا وہ محتاج بیان نہیں۔۔۔ محکمہ ڈاک نے ان کی یاد میں ٹکٹ جاری کر کے اپنے وقار میں اضافہ کیا ہے۔۔۔

ہم اس اعترافِ عظمت پر محکمہ ڈاک کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ نیز محترم محمد صادق قصوری اور ''مجاہد ملّت فاؤنڈیشن'' کے جملہ متعلقین بھی ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں کہ ان کی کوششوں سے یہ یادگاری ٹکٹ شائع ہوا۔۔۔''

Marfat.com

وطن عزیز کے نامور صوفی منش شاعر حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی دامت برکاتہم عالیہ آف مونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات نے یادگاری ٹکٹ کے سلسلے میں درج ذیل قطعہء تاریخ کہا جس کیلئے "مجاہد ملت فاؤنڈیشن" کے جملہ متعلقین ان کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں:۔

قطعہء تاریخ اجراء ڈاک ٹکٹ

بیاد مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ

☆

"خوشا اوج و شان خان نیازی"

۲۰۰۳ء

"شوکت و حشمت مجاہد ملت"

۲۰۰۳ء

لو ہا مانا گیا اُس کی عظمت کا آج
تھا جو جنگ حریت کا اک راہنما

"وہ شہیر زماں عبدستار خاں"
پیکرِ استقامت خجستہ لقا

۲۰۰۱ء

اس کا سینہ منور تھا ایمان سے
اس کی دولت تھی عشقِ حبیبِ خدا

اہل سنت کا تھا نابغہ باکمال
اس سے خائف رہے اہل باطل سدا

کاوشیں انہیں صادق قصوری کی رنگ
ہو گیا اعتراف اس کی خدمات کا

نام سے اس کے جاری ہوا ڈاک ٹکٹ
کارنامہ حکومت کا یہ مرحبا

سال اس کا رِ یکتا کا فیض الامین
"لطف ذات مقدس"، خرد نے کہا

۱۴۲۴ھ

محکمہ ڈاک نے ٹکٹ جاری کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت مجاہد ملتؒ کے حالات مبارکہ اور خدمت جلیلہ پر ایک بروشر بھی شائع کیا جس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

"مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی مرحوم (1915-2001) مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرکردہ رہنما، تحریک پاکستان کے دلیر مجاہد آزادی اور پاکستان کے مخلص اور راست گو سیاستدان، موضع اٹک پنیالہ تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں یکم۔ اکتوبر 1915ء کو ایک ممتاز نیازی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام نامی اسم گرامی ذوالفقار خان تھا۔

Marfat.com

1933ء میں عیسیٰ خیل سے میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کرنے کے بعد آپ نے اشاعتِ اسلام کالج لاہور، جس کی بنیاد علامہ اقبالؒ نے رکھی تھی، میں دینی تعلیم حاصل کرنے لئے داخلہ لیا اور ''ماہر تبلیغ'' کا دو سالہ ڈپلومہ فرسٹ ڈویژن میں حاصل کیا۔ اور اسی ادارے میں ہی پنجاب یونیورسٹی سے آنرزان پرشین (منشی فاضل) کا امتحان پاس کیا۔ بعدازاں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے انٹرمیڈیٹ، بی اے، اور ایم اے (عربی) کے امتحانات بالترتیب 1936ء۔ 1938ء اور 1940ء میں پاس کئے۔ ایم اے عربی کیلئے اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علم تھے۔ 1941ء میں ایم اے کی ایک اور ڈگری ایم اے (فارسی) حاصل کی اور 1942ء میں اسلامیہ کالج لاہور ہی میں ''اسلامیات'' کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ بعد میں آپ کو 1945ء میں بطور صدر شعبہ اسلامیات ترقی دی گئی۔

1936ء میں آپ نے سرگرم سیاست میں حصہ لیا جب آپ نے حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کی تعمیل میں، میاں محمد شفیع (م ش) ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، مولانا محمد ابراہیم علی چشتی، حمید نظامی اور جسٹس انوارالحق کے ساتھ ''پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کی بنیاد رکھی اور 1939ء میں اس کے تیسرے صدر منتخب ہوئے۔ 1938ء میں آپ ضلع میانوالی مسلم لیگ کے صدر چنے گئے، 1939ء میں دہلی میں ''خلافتِ پاکستان سکیم'' پیش کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لاہور منعقدہ مارچ 1940ء میں نمایاں کردار ادا کیا اور اس موقع پر ''پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے زیر اہتمام (اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کے حبیبیہ ہال میں) ''خلافتِ پاکستان کانفرنس'' منعقد کی جس سے اہم شخصیات مثلاً راجہ صاحب محمود آباد (امیر احمد خاں)، چوہدری خلیق الزماں اور سردار اورنگزیب خاں نے خطاب کیا۔

1942ء میں مسلم لیگ میانوالی کے دوبارہ ضلعی صدر منتخب ہونے پر آپ نے پنجاب مسلم لیگ کا پہلا سالانہ اجلاس لائل پور (اب فیصل آباد) میں منعقد کرایا۔ جہاں قائداعظم کا والہانہ خیر مقدم کیا گیا۔

1943ء میں آپ پنجاب مسلم لیگ اور آل انڈیا مسلم لیگ کے مجلس شوریٰ کے رکن منتخب ہوئے اور 1944ء میں پنجاب کے قائم مقام سیکرٹری جنرل بنے۔

1946ء میں آپ نے قائداعظم کی ہدایت پر اسلامیہ کالج سے استعفیٰ دے دیا تاکہ اپنی تمام تر توانائیاں سیاسی امور پر صرف کی جائیں۔ 1946ء میں ہی آپ پنجاب قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ اس الیکشن کے دوران آپ نے نہایت سرگرم کردار ادا کیا۔ بعدازاں اپریل 1946ء

Marfat.com

میں ایمپیریل ہوٹل دہلی میں منعقد ہونے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخی اجتماع میں بھی قابل تعریف کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ حسبِ معمول آپ کی نڈر، بے خوف اور باہمت قیادت کو مسلم لیگ کی اینٹی خضر حیات تحریک کے دوران (1947ء میں) سب نے تسلیم کیا۔

ظہورِ پاکستان کے بعد آپ نے پنجاب قانون ساز اسمبلی کے اندر اور باہر سیدھا اور آزاد خود مختار راستہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ 1951ء میں دوبارہ رکن اسمبلی منتخب ہوئے۔ مارچ 1952ء میں ''آل پاکستان مئوتمر تعلیماتِ اسلامیہ عربیہ'' لاہور میں منعقد کی۔ 1953ء کی ''تحریکِ ختم نبوت'' میں آپ کا دلیرانہ و بہادرانہ موقف آپ کو تختہ دار تک لے گیا تھا۔ آپ کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا گیا اور بعد میں 1955ء میں بری کر دیا گیا۔

1966ء میں آپ نے معاہدہ تاشقند کی سخت مخالفت کی اور قید و بند کی تکالیف برداشت کیں۔ 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان میں شمولیت اختیار کی۔ 1973ء میں اس جماعت کے سیکرٹری جنرل بنے۔ 1977ء میں ''پاکستان قومی اتحاد'' کے قیام کے سلسلے میں بڑا اہم اور موثر کردار ادا کیا۔ تبلیغی سرگرمیوں کے سلسلے میں اسلامی اور مغربی ممالک کے دورے کئے۔ اگست 1987ء میں آپ کو ''تحریکِ پاکستان گولڈ میڈل'' دیا گیا۔ 1988ء اور 1990ء میں آپ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور وفاقی کابینہ میں پہلے ''وزیر بلدیات'' اور بعد میں ''وزیر مذہبی امور'' کی حیثیت سے شمولیت کی۔ 1991ء میں ''شریعت بل'' کی منظوری کیلئے ایک فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ 1994ء میں ''سینٹ'' کے رکن منتخب کئے گئے۔ 1995ء میں کولہے کی ہڈی ٹوٹنے سے بُری طرح علیل ہوئے لیکن اس جسمانی دھچکے کے باوجود نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی ذمہ داری پوری کرنے کیلئے قومی و ملی سرگرمیوں کو جاری رکھا۔

آپ نے 2۔ مئی 2001ء کو ڈسٹرکٹ ہسپتال میانوالی میں حرکتِ قلب بند ہو جانے سے رحلت فرمائی اور آپ کی وصیت کے مطابق مجاہد ملت کمپلیکس نزد روکھڑی موڑ میانوالی میں آخری آرامگاہ بنائی گئی۔ یاد رہے کہ مجاہد ملت کمپلیکس کی بنیاد آپ نے ہی رکھی تھی۔

جوانی میں کئے ہوئے عہد کے مطابق آپ تازیست غیر شادی شدہ رہے اور اپنی تمام توانائیاں اسلام اور پاکستان کیلئے وقف کر دیں۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی کو خراجِ تحسین پیش کرنے کیلئے محکمہ ڈاک حکومتِ پاکستان 14۔ اگست 2003ء کو ایک قلیل رقم مبلغ دو روپے کا یادگاری ٹکٹ جاری کر رہا ہے۔

Marfat.com

مجاہدِ ملّتؒ کا سفرِ آخرت

تحریر:۔ پروفیسر محمد فیروز شاہ، میانوالی

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس دنیا سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے؟

اُس روز صبح ہی سے طبیعت بوجھل سی تھی۔ سہانی دھوپ کا روپ میلا میلا سا لگ رہا تھا۔ فضا میں ایک نامعلوم اداسی کی باس رچی ہوئی تھی۔ مزاج کا اضطراب کسی خوبصورت خواب کی بے تعبیری کے دکھ کا عکاس ہو رہا تھا۔ مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ بے نام پریشانی کیوں مجھے گھیرے میں لئے جا رہی تھی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن۔۔۔۔۔کالج پہنچا۔۔۔۔۔تو سب معلوم ہو گیا۔

علامہ ابنِ خلدون نے کہیں لکھا ہے کہ جب علم کی کائنات میں کوئی چراغ بجھتا ہے تو اہلِ علم کے قلب و نظر میں سحر کی نا امید نا دیدہ ساعتوں کی وعید میں گھر کر دم توڑنے لگتی ہے۔ اندھیرے کسی روشن سویرے کی آس کو یاس میں بدل دیتے ہیں اور دل کے آنگن میں کھلے پھول مرجھانے لگتے ہیں۔

ایسا ہی ہوا تھا مگر مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ابھی دو تین روز پہلے ہی تو آزاد کشمیر کی جنت نظیر وادیوں سے عشقِ رسول ﷺ کی سرشاریاں بانٹتی وہ بلند آہنگ آواز ساعتوں کا اعزاز بنی تھی، ابھی تو اس دبنگ لہجے کی ترنگ اہل عشق کے قلوب کی امنگ بن کر نکھری تھی۔ ابھی تو فضاؤں میں اس سر بلند خطابت کی حلاوت ترو تازہ تھی۔۔۔اتنی جلدی۔۔۔۔اس قدر جلد کیسے موت نے اسے زیر کر لیا جسے کبھی کوئی زیر نہ کر سکا تھا۔۔۔۔جس نے اپنے وقت کی جابرو قاہر قوتوں سے ٹکرا کر اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر ہر مصیبت کا مقابلہ کیا تھا۔ صرف مقابلہ ہی نہیں کیا شکستِ فاش بھی دی تھی۔۔۔وہ عظیم شخصیت جس نے ہار ماننا کبھی سیکھا ہی نہیں تھا۔ جو زندگی کی کٹھنائیوں سے نبرد آزما ہونے کا شائق تھا کہ جانتا تھا مرشدِ معنوی برسوں پہلے فرما چکا ہے۔

گریز کشمکشِ زندگی سے مردوں کی
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست

وہ ہمیشہ کشمکشِ دہر کے سامنے سینہ سپر رہ کر فتح مندی کے علم لہرانے والا، بے شمار دلوں پر حکومت کرنے والا شخص آج یوں چپ چاپ چلا گیا۔۔۔دل نہیں مانتا تھا۔۔۔دل مان ہی نہیں رہا تھا کسی صورت۔۔۔لیکن تبھی اچانک میں نے کسی خیال کے جمال میں کھو کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ مجھے محسوس

Marfat.com

ہوا جیسے وہی دل موہ لینے والی فاتح آواز بڑے تیقن سے کہہ رہی تھی:

كُلّ نفسٍ ذَائقةُ الموت

میرے اس ربِّ ذوالجلال کا فرمان ہے کہ جس کے حکم سے کسی کو مفر نہیں ۔۔تاب انکار نہیں ۔۔جس کے آگے میں نے ہمیشہ اپنا سر جھکایا ہے۔جسے سجدہ کر کے میں نے پھر کسی اور کو سجدہ کرنے سے ہمیشہ انکار کیا ہے کہ حکم صرف اسی کا لائق اطاعت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔'

آنسوؤں سے بھیگی پلکوں کی چلمنیں اٹھیں تو میں نے دیکھا۔۔رونے والوں کے اژدہام میں ہر کسی کے لب پر ایک ہی بات تھی۔۔۔۔۔

''مردِ حق مردِ غازی چلا گیا''

تب جانے کیوں میرے اندر سے ایک آواز ابھری ''نہیں سچے لوگ جا کر بھی نہیں جایا کرتے۔ ہر بلند ہونے والی صدائے حق میں گونجتے رہتے ہیں۔ ہر قافلہء صداقت کی روحِ رواں ہوتے ہیں۔ ہر کارواں جو سچ کے سفر پر روانہ ہوگا۔۔۔مولانا نیازیؒ کا مزار اس کا آستانہ ہوگا۔۔۔کہ یہ وہ شخصیت ہے جس نے اپنی حیات کا اثبات ہی سچائی کی توانائی سے کرایا۔ دین مصطفیٰ ﷺ کی خاطر اپنی زیست کا ایک ایک لمحہ وقف کر دیا۔ ایسے لوگوں کی زندگی جاوداں تابندگی سے بھر جاتی ہے۔ان کے کردار کی خوشبو اور اقوال کی روشنی ہر زمانے کی سرزمین پر معطر تنویر کی تاثیر بانٹتی ہے اور دل ان کی جاگیر ہو جاتے ہیں۔مولانا رومؒ نے فرمایا تھا۔۔

بعد از وفات تربتِ ما در زمیں مجو

در سینہ ہائے مردمِ عارف مزارِ ماست

(جب ہم چلے جائیں تو ہمیں ہماری قبروں میں نہیں، لوگوں کے دلوں میں ڈھونڈنا)

اگرچہ اس شعر کو غلام ربانی آگرہ نے حافظ شیرازیؒ سے منسوب کیا ہے۔۔۔مگر میں نے اس کا مفہوم مولانا رومؒ سے لے کر مولانا نیازیؒ تک ہر اس صاحب دل میں جگمگاتا پایا ہے جو عشق کی سرمست ساعتوں میں ذکرِ محبوب ﷺ کی بشارتوں کو حاصلِ حیات سمجھتا ہے اور جس کے ہر لمحہ میں عشقِ رسول علیہ التحیۃ والثناء کی دلنواز کیفیات مٹھاس بانٹتی ہیں۔۔۔عشق ایک شہد ہے جو زندگی کی ہر زہرناکی کا تریاق ہے۔۔ایک خوشبو ہے جو آنسو اور لہو میں گھل کر سرخرو جذبوں سے مملو ہو جاتی ہے۔۔۔ایک سدا بہار موسم ہے جو موجود اور آئندہ کے سبھی زمانوں اور جہانوں پر راج کرتا ہے۔۔ایک قوت ہے جو موت کو بھی شکست

Marfat.com

دے دیتی ہے۔۔۔اس شام مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ کا بے مثال جلوسِ جنازہ گواہی دے رہا تھا۔

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شُد زعشق

ثبت است بر جریدہءِ عالم دوامِ ما

ضلعی انتظامیہ کی تمام تر احتیاطوں کے باوجود ایک بے حد و بے کنار ہجومِ عاشقاں تھا کہ جو امامِ عاشقاں کا آخری دیدار کرنے بڑھا چلا آ رہا تھا۔سیلابِ مردماں تھا۔کشادہ سڑکیں تنگ دامانی کا شکوہ کرتی محسوس ہو رہی تھیں۔کھوے سے کھوا چھل رہا تھا۔کسی کو کچھ ہوش نہیں تھا۔سبھی کے سر میں بس ایک ہی سودا سمایا ہوا تھا۔۔۔اس روشن جمال کا دیدار رہ نہ جائے۔۔بے کراں ہاکی سٹیڈیم ہمیشہ سے اپنی وسیع و عریض کشادگی کیلئے معروف چلا آ رہا تھا۔آج یہ کس کا جنازہ آ گیا تھا کہ وہاں بھی تل دھرنے کو جگہ نہ رہی تھی؟ارضِ پاک کا مردم خیز خطہ میانوالی آج واقعتاً ایک کرماں والی بستی ثابت ہو رہا تھا کہ جہاں ملک بھر سے جید شخصیات عالمِ اسلام کی ایک ایسی ہستی کو آخری سلام کہنے آئی تھیں کہ جس نے عمر بھر اللہ جل جلالہٗ اور حضور نبی اکرم ﷺ کے نظام کی آرزو میں اپنے ہر عمل کو خوشبو بنائے رکھا۔جس مہک سے چار دانگِ عالم میں عشق کی سرشاریاں نکھر نکھر کر بکھریں اور لوگوں کے دلوں میں نور و سرور کی زندہ تر کیفیات موجزن ہوئیں ،جس نے نظام مصطفی ﷺ کی جدوجہد کو اپنی زیست کا عنوان بنایا،اب اس کی داستان تاریخ کی امان میں پہنچی تو کامرانی و شادمانی کا سامان اسکے قدم چوم رہا تھا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو

ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد رخِ روشن کی زیارت کی ساعت آئی جس کا انتظار لاکھوں دلوں میں جاگتا تھا۔شام ہو گئی،منتظروں کی قطاریں ختم ہونے میں ہی نہیں آ رہی تھیں۔مجھے مولانا نیازیؒ کے فکری رہنما مفکر ملت علامہ اقبالؒ یاد آ گئے۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم

چو مرگ آید تبسم برلبِ اوست!

آج اس پر جلال چہرے کا جمال قابلِ دید تھا۔زیارت محبوب ﷺ کی امید میں جس کا یوم عید تھا۔روتی ہوئی آنکھوں کی اوٹ میں سے میں نے اس مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھا جو عشق بھری عمر کی نقدی لئے اپنے محبوب ﷺ کے حضور میں جا رہا تھا۔مسکراہٹ ہمیشہ سے فتح مندی کی علامت رہی ہے اور جس نے بے شمار دلوں کو فتح کیا اور مزاجِ یار کے اتباع میں اپنا کردار استوار کیا آج دیدِ محبوب کی گھڑی

Marfat.com

اس کیلئے ساعتِ سعید ہی کی تو نوید تھی کہ اسے علم تھا اب قبر کے دامن میں جاتے ہی آقا ﷺ کی زیارت کا شرف نصیب ہوگا۔۔۔۔ الاریب اس سے بڑی خوش نصیبی اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔ مولانا نیازیؒ کو روکھڑی موڑ کے نزدیک ان کے اپنے قائم کردہ دینی ادارے کے جنوب مشرق میں سپردِ خاک کیا گیا۔

تو۔۔۔خاک ہمسرِ افلاک ہوا ٹھی!

دلوں کو فتح کرنا، پتھروں کو موم کر لینا

یہ درویشوں کی طاقت تاجداروں میں نہیں ہوتی!!!

نوٹ: مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار نے حضرت مجاہد ملت قدس سرّہ العزیز کی رحلت کے بعد ۱۲۔مئی ۲۰۰۱ء کو راقم الحروف صادق قصوری کے نام جو پردرد و غم خط لکھا تھا وہ بھی یہاں نقل کر دیا جائے کیونکہ مضمون سے اس خط کا گہرا تعلق بنتا ہے:۔

برادرم قصوری صاحب!

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ!

مجاہد ملت تو وصال کر گئے مگر ہم گنہگاروں کو ملال کے جس گہرے پانی میں ہاتھ پاؤں مارتا چھوڑ گئے وہاں ہمارے دکھ کون جانے گا؟ وہ تو زندگی کو جاوداں تابندگی بنا گئے، کاش! آپ نے ان کا آخری دیدار کیا ہوتا۔ ہمارے آنسو نہ تھمتے تھے مگر اشکوں کے ہالے میں ہم نے ان کا چاند چہرہ دیکھا تھا اور ہمیں ان کے مرشد معنوی حضرت اقبالؒ یاد آ گئے تھے۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم

چوں مرگ آید تبسم برلبِ اوست

وہ نورانی متبسم چہرہ اب بھی میری آنکھوں میں عکس در عکس زندہ ہے وہ سکون جو میں نے اس چہرہ پر دیکھا کبھی کسی پر نہ دیکھا تھا اور کیوں نہ ہوتا ایسا کہ زندگی کے میدان میں آقائے کائنات ﷺ کی غلامی کا جو اعزاز انہیں نصیب ہوا اور جس طرح انہوں نے اس افتخار کو حیات بھر کا اعتبار بنائے رکھا۔ یہ سرخروئی تو ملنا ہی تھی۔ کیونکہ۔

اُن کے جو غلام ہو گئے

وقت کے امام ہو گئے

محمد فیروز شاہ

Marfat.com

مجاہد ملّت ؒ کے آخری ایّام

روایت: غلام مصطفیٰ خاں، خادم حضرت مجاہد ملّتؒ

تحریر: صاحبزادہ محمد عبدالمالک، میانوالی

صاحبزادہ عتیق الرحمن سجادہ نشین ڈھانگری شریف (آزاد کشمیر) نے ''تاجدار بریلی کانفرنس'' کے لئے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازیؒ کو دعوت دی جو مورخہ ۲۹۔اپریل ۲۰۰۱ء کو میرپور (آزاد کشمیر) میں انعقاد پذیر ہونا تھی۔ان دنوں اُن کی طبیعت نارمل تھی۔

حضرت مجاہد ملت قدس سرّہ العزیز ۲۸۔اپریل کی صبح میانوالی سے روانہ ہو کر سہ پہر کو میرپور (اے کے) پہنچ گئے۔پیر عتیق الرحمن اور دیگر احباب اہلسنت نے ان کا شاندار استقبال کیا۔پھر گفتگو کے بعد کھانا ہوا اور نماز ظہر ادا کی گئی۔اس کے بعد مجاہد ملت نے معمول کے مطابق مطالعہ اخبار کیا۔وظائف اور نمازیں ادا کیں،رات کو پھر پیر صاحب کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی۔

اگلے دن مورخہ ۲۹۔اپریل ۲۰۰۱ء کو تقریباً گیارہ بجے مرکزی جامع مسجد میرپور میں کانفرنس شروع ہوئی، جونہی آپ مسجد میں داخل ہوئے،لوگوں کا ہجوم نجوم ایک جھلک دیکھنے کو بیتاب ہو گیا۔لوگ آپ کے عصا اور مبارک ہاتھوں کو فرط عقیدت سے بوسے دے رہے تھے اور ہر طرف سے

''مردِ مومن مردِ غازی۔۔۔۔۔۔۔۔۔خان نیازی خان نیازی

کون ہے تختہ دار کا غازی۔۔۔۔۔۔۔۔۔خان نیازی خان نیازی

مجاہد ملت زندہ باد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجاہد ختم نبوت زندہ باد''

کے فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے تھے۔آپ کو نعروں کی گونج میں سٹیج پر لے جایا گیا۔

سٹیج پر بیٹھے تمام معززین احتراماً کھڑے ہو گئے۔جن میں علماء اکرام کے علاوہ سردار سکندر حیات خاں وزیر اعظم آزاد کشمیر اور سردار عبدالقیوم خاں سابق صدر آزاد کشمیر نمایاں تھے۔

آپ کافی دیر سیرت النبی ﷺ، نفاذ شریعت، مسئلہ کشمیر اور جہاد کے موضوع پر خطاب فرماتے رہے اور حاضرین وسامعین ان کے محبت بھرے خطاب کو بڑی توجہ اور انہماک سے سنتے رہے۔

رات تقریباً تین بجے آپ نے اس خادم کو آواز دے کر بلایا اور فرمایا!

''بیٹا! مجھے سردی لگ رہی ہے۔اے سی بند کر دو''۔اس حقیر خادم نے دیکھا تو آپ پر کپکپی طاری تھی اور دانت بھی بج رہے تھے۔میں نے چادر اور لحاف اوڑھا دیا اور پیر صاحب کے ملازم سے

Marfat.com

دودھ گرم کرنے کیلئے کہہ کر خود حضرت والا مرتبت کے پاؤں دبانے لگا۔ گرم دودھ نوش فرمانے کے آدھ گھنٹہ بعد طبیعت سنبھل گئی۔ وضو کر کے نماز تہجد ادا کی اور اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد مجھ حقیر سے فرمانے لگے کہ "پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا"۔

۳۰۔ اپریل صبح میانوالی کو روانگی تھی۔ پیر صاحب نے رات ٹھہرنے کی استدعا کی لیکن آپ نے فرمایا کہ طبیعت ٹھیک نہیں ہے، اجازت چاہیں گے۔ چنانچہ روانگی ہو گئی۔ جب دینہ ضلع جہلم جی۔ٹی روڈ پر پہنچے تو اس حقیر اور عطاء اللہ خاں روکھڑی (بھتیجا حاجی محمد اسلم روکھڑی جو اس سفر میں ہمراہ تھا) نے عرض کیا کہ اسلام آباد چل کر آپ کا چیک آپ کرا لیں۔ فرمانے لگے! "طبیعت ٹھیک ہے، گھر چلتے ہیں"۔ سوسہ پہر کو اپنی رہائش گاہ روکھڑی موڑ، میانوالی پہنچ گئے۔ شام تک طبیعت خوشگوار رہی اور رات بھی خیر و عافیت سے گزری۔

اگلے روز احقر نے آپ کے پرانے رفیق اور میزبان حاجی محمد اسلم خان روکھڑی کو بتایا کہ میرپور میں حضرت کی طبیعت خراب ہو گئی تھی لہٰذا ڈسٹرکٹ ہسپتال میانوالی سے آپ کا چیک اپ کرا لینا چاہئے۔ حاجی صاحب نے آپ سے گزارش کی تو فرمانے لگے کہ "مجھے کچھ نہیں ہے۔ کیا ضرورت ہے"۔ لیکن ان کے اصرار پر غسل فرما کر وضو کر کے ہسپتال کیلئے تیار ہو گئے۔ اتنے میں آپ کے ایک اور عقیدتمند قاضی محمد اکرم بھی آ گئے۔

چنانچہ آپ حاجی محمد اسلم خان روکھڑی، عطاء اللہ خان اور قاضی محمد اکرم کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر ہسپتال کیلئے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں طبیعت ٹھیک رہی لیکن جب ہسپتال کے گیٹ پر پہنچے تو پھر وہی کیفیت ہو گئی۔ یعنی کپکپی طاری ہو گئی اور دانت بجنے لگے۔ ہسپتال کا عملہ دوڑ کر وہیل چیئر لے آیا۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے پاس آپ کو لے جایا گیا۔ اس نے انجکشن لگایا اور گولیاں (Tablets) دے کر کہا کہ ملیریا کی شکایت ہے۔ داخل کر کے کمرہ نمبر ۳ میں بھیج دیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد طبیعت سنبھل گئی اور بالکل تندرست ہو گئے۔ اتنے میں عزیز و اقارب آ گئے تو ان سے خوش گپیاں کرتے رہے، اخبار کا مطالعہ کیا۔ حاجی محمد اسلم خاں روکھڑی اور قاضی محمد اکرم آپ کی خدمت کیلئے رات رکنا چاہتے تھے لیکن آپ نے فرمایا! "غلام مصطفیٰ میرے پاس رہے گا آپ لوگ چلے جائیں"۔ چنانچہ ان کے چلے جانے کے بعد مجھ حقیر کے ساتھ باتیں کرتے رہے، حسب معمول اخبار کا مطالعہ کیا، نمازیں ادا کیں، وظائف کئے اور پھر سونے کیلئے لیٹ گئے۔

۲۔ مئی بروز سوموار نماز تہجد کی ادائیگی اور تسبیحات و وظائف کرنے کے بعد نماز فجر کیلئے مجھ

Marfat.com

حقیر خادم کو جگایا۔ کچھ دیر بعد پھر کپکپی طاری ہونے لگی تو میں نے فوراً چادر اوڑھادی۔ بعدازاں آپ نے تیمم کیلئے چادر طلب کی تو احقر نے عرض کیا کہ ابھی طبیعت سنبھل جائے گی تو نماز ادا فرمالیجئے گا۔ اس پر مجھے جھڑک کر فرمایا کہ "نہیں مجھے چادر دو"۔ میں نے چادر پیش کردی، نماز کے دوران ہی کپکپی بہت تیز ہوگئی۔ میں نرس کو بلانے دوڑا، نرس فوراً آگئی۔ آپ نے اس سے کہا "بیٹی ٹیکہ لگادو"۔ اس دوران غشی طاری ہوگئی۔ غشی کی حالت میں ہونٹ مبارک ہل رہے تھے۔ پہلے تو میں نے یہ سمجھا کہ مجھ سے کچھ ارشاد کرنا چاہ رہے ہیں مگر میں نے محسوس کیا کہ وہ تو کچھ پڑھ رہے ہیں۔ بھلا! جن کی ساری عمر ذکر خدا اور ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں گزری ہو، شب وروز اوراد و وظائف کی نذر ہوئے ہوں، آخری وقت کیسے غافل رہ سکتے تھے۔ اتنے میں ڈاکٹر بھی آگیا۔ اس نے آکسیجن لگائی لیکن۔۔۔۔۔! ڈاکٹر نے بتایا کہ آپ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ یہ ۲۔ مئی بروز سوموار صبح پانچ بج کر تیس منٹ کا وقت تھا جبکہ

سوئے گردوں رفت زاں راہے کہ پیغمبر گزشت

یہ سفر آناً فاناً اختتام پذیر ہوا۔ میں نے صاحبزادہ عبدالمالک، عبدالحمید خاں شیر مان خیل اور حاجی محمد اسلم خاں روکھڑی کو فون کیا۔ یہ حضرات فوراً ہسپتال پہنچ گئے۔ باہمی مشاورت کے بعد طے پایا کہ آپ کی میت کو عبدالحمید شیر مان خیل کے گھر لے جایا جائے اور شام کو وہیں سے اٹھا کر جنازہ پڑھا جائے۔ چنانچہ ہسپتال کی ایمبولینس کے ذریعے آپ کے جسد خاکی کو "محلہ شیر مان خیل" منتقل کیا گیا۔ حاجی محمد اسلم خاں روکھڑی اور صاحبزادہ عبدالمالک کفن دفن کے انتظامات کیلئے روکھڑی موڑ چلے گئے۔

خبرِ رحلت جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً پورے ملک میں پھیل گئی۔ ضلع میانوالی کے مختلف مقامات سے لوگ جوق در جوق پہنچنا شروع ہوگئے۔ چار بجے تک اکناف و اطرافِ ملک سے عقیدتمندوں کا زبردست ہجوم ہوگیا۔ ہاکی اسٹیڈیم میانوالی میں جب چار بجے شام آپ کے دیرینہ رفیق فقیر محمد صدیق سجادہ نشین بھور شریف ضلع میانوالی نے نمازِ جنازہ پڑھائی تو تاحد نگاہ شمعِ نیازی کے پروانوں کا سیل رواں نظر آتا تھا۔ نمازِ جنازہ میں علماء مشائخ کے علاوہ جمعیت علماء پاکستان کے خادمین نے بھی بھرپور شرکت کی۔ لاہور سے علماء کا قافلہ مفتی عبدالقیوم ہزارویؒ اور راولپنڈی سے سید حسین الدین شاہ کی قیادت میں شریک جنازہ ہوا۔ سید ریاض حسین شاہ ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان، صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری، ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، مولانا احمد علی قصوری، صاحبزادہ مصطفیٰ اشرف، پیر عتیق الرحمن آزاد کشمیر، مولانا عبدالقادر واہ کینٹ، صاحبزادہ پیر محمد امین الحسنات شاہ بھیرہ شریف اور جاوید ہاشمی (سابق وفاقی وزیر) بھی اپنے ساتھیوں سمیت جنازہ میں شامل ہوئے۔

Marfat.com

آپ کا جنازہ بڑی عقیدت ومحبت، عزت واحترام اور جذبات کی فراوانی کے ساتھ پڑھا گیا۔ میانوالی کے تمام بازار بند کر دیئے گئے۔ رات عشاء تک لوگ آخری دیدار کیلئے آتے رہے۔ عشاء کی نماز کے بعد آپ کے جسدِ اطہر کو "جامع مسجد مجاہد ملت" کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیا گیا اور یوں تاریخ کا یہ عظیم باب پیوندِ خاک ہوا۔

اک روشن دماغ تھا نہ رہا
"شہر میں اک چراغ تھا نہ رہا"

آپ ہم سے رخصت تو ہو گئے مگر زبانِ حال سے کہہ رہے تھے!

رفتم واز رفتنِ من عالمے تاریک شد
من مگر شمعم چو رفتم بزم برہم ساختم

مگر عالم بالا میں فرشتے ان کو دیکھ کر پکار رہے ہوں گے:

جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمد ﷺ کا

Marfat.com

مولانا نیازی کا سفرِ آخرت

(تحریر: غلام مصطفیٰ خاں، میانوالی)

(اگرچہ کتاب ہذا میں "مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کے آخری ایام" کے زیرِ عنوان ان کے سفرِ آخرت کی تفصیل آچکی ہے مگر تشنگی محسوس کرتے ہوئے حضرت مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کے خادمِ خاص غلام مصطفیٰ خاں نے کچھ مزید تفصیل عنوانِ بالا کے تحت ارسال کی ہے۔ جس میں اگرچہ اکثر باتوں کا اعادہ کیا گیا ہے تاہم کچھ نئی باتیں بھی ہیں۔ قارئین کرام کے استفادہ کیلئے یہ مضمون بھی شامل کیا جارہا ہے کہ اس کی افادیت اپنی جگہ ہے۔ (قصوری)

جس سے پوچھو یہی کہے گا

ہمیں تو ویران کر گیا وہ

جمیعت علمائے پاکستان کے صدر، تحریکِ تحفظ ناموسِ رسالت کے سربراہ، تحریک ختم نبوت کے علم بردار اور تحریک پاکستان کے نامور مجاہد حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازیؒ کو ۲۔ مئی ۲۰۰۱ء بروز سوموار بعد نماز عشاء آہوں اور سسکیوں میں سپردِ خاک کیا گیا۔ ان کی تدفین ان کی وصیت کے مطابق مجاہد ملت کمپلیکس روکھڑی موڑ، کالا باغ روڈ، میانوالی میں کی گئی۔ ان کی نمازِ جنازہ ہاکی گراؤنڈ میانوالی میں حضرت فقیر محمد صدیق سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھور شریف تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی کی امامت میں ادا کی گئی۔ مولانا نیازیؒ کے جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ میانوالی کا ہاکی اسٹیڈیم عقیدتمندوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا آپ کے جنازے کا جلوس، آپ کی عارضی رہائش گاہ محلہ شیر مان خیل سے نکالا گیا۔ اس جلوس میں پاکستان بھر سے آئے ہوئے علماء و مشائخ اور تمام مکاتبِ فکر کے لوگ شامل تھے۔ جو اس بات کا بین ثبوت تھا کہ اتحاد بین المسلمین کے حوالہ سے ان کے کردار کی پذیرائی جملہ مکاتب فکر کے لوگوں نے کی۔

میانوالی شہر میں آپ کا کوئی قریبی رشتہ دار رہائش پذیر نہ ہے اور نہ ہی ان کے رشتہ داروں کو ان کی وفات کا بروقت علم ہوا کیونکہ ان کی وفات حسرتِ آیات اچانک اور غیر متوقع طور پر ہوئی۔ آپ کے جنازے اور تدفین کے جملہ فرائض آپ کے عقیدتمندوں نے سرانجام دیئے۔ انتظامات کرنے والوں میں حضرت صاحبزادہ محمد عبدالمالک، حاجی محمد اسلم خان روکھڑی، عبدالحمید خاں شیر مان خیل اور خاندان کے دیگر افراد شامل تھے۔ آپ کا جسدِ خاکی چار بجے سہ پہر ان کی عارضی رہائش گاہ سے ہاکی گراؤنڈ تک

Marfat.com

طرف لانے کے لئے اٹھایا گیا۔اس موقع پر ان کے رشتہ دار، عقیدتمند اور خواتین دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔آپ کے جسدِ اطہر پر پھولوں کی چادر ڈالی گئی۔ یہ جلوس بلوخیل روڈ سے ہوتا ہوا پانچ بجے شام ہاکی اسٹیڈیم پہنچا جہاں ہزاروں افراد صف در صف پہلے ہی موجود تھے لیکن آخری دیدار کرنے والوں کی وجہ سے نماز جنازہ تقریباً ساڑھے چھ بجے پڑھی گئی اور اس وقت بڑے رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے۔

آپ کے ساتھیوں اور عقیدتمندوں کی آنکھیں پرنم تھیں۔ مغرب تک لوگ آپ کے جسد خاکی کا دیدار کرتے رہے۔نمازِ مغرب کے بعد جسدِ اطہر کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی کی ایمبولینس کے ذریعے روکھڑی موڑ لے جانے کی تیاری ہوئی۔ جنازے کا جلوس لاتعداد گاڑیوں کے ساتھ پونے آٹھ بجے روکھڑی موڑ پہنچا تو قرب و جوار کے بھی ہزاروں لوگ وہاں جمع تھے۔قبر اگرچہ تیار ہو چکی تھی لیکن آپ کے جسد اطہر کو لکڑی کے تابوت میں رکھنے اور مستورات کو زیارت کرانے کیلئے حاجی محمد اسلم خاں روکھڑی کے گھر لے جایا گیا۔تقریباً نو بجے قبر کے احاطہ میں تابوت لے جایا گیا جہاں مجاہد ملت کا آخری دیدار کرنے والوں کی لمبی لمبی قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ایک گھنٹہ تک لوگ مسلسل زیارت سے مشرف ہوتے رہے جبکہ لاؤڈ سپیکر پر ملک کے مایہ ناز قراء حضرات، قاری علی اکبر نعیمی اور زینت القراء قاری غلام رسول اپنی مسحور کن تلاوت سے خراج عقیدت پیش کر رہے تھے۔اس طرح رات ساڑھے دس بجے کے قریب دنیائے اسلام کا یہ عظیم سپوت سپرد خاک ہوا۔

؎ تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ

صدمہ سخت ہے اور جان عزیز

Marfat.com

مجاہد ملّت رحؒ کی دوسری برسی

تحریرو رپورٹ:۔ عامر رضوان برجوی

امسال میانوالی، گوجرانوالہ، لاہور اور برج کلاں ضلع قصور میں حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ کی دوسری برسی بڑے تزک و احتشام سے منائی گئی۔ دیگر شہروں اور قصبوں میں بھی انہیں خراج تحسین پیش کیا مگر تفصیلات ہمارے علم میں نہیں آسکیں۔ ۲۷۔ اپریل ۲۰۰۳ء بروز اتوار مجاہد ملت فاؤنڈیشن برج کلاں ضلع قصور کے زیراہتمام ''جامع مسجد امیر ملت'' میں حضرت مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز اور مجاہد ملت فاؤنڈیشن کے بانی صدر میاں محمد صادق قصوری کی زیر صدارت دوسرا سالانہ ''یوم مجاہد ملت'' بڑی شان و شوکت سے منایا گیا۔ بارہ بجے مولانا خالد محمود شوق خطیب مسجد ہذا نے اپنے افتتاحی کلمات میں تقریب کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ بارہ بج کر تیرہ منٹ پر سٹیج سیکرٹری محمد خالد فاروق قصوری نے تمہیدی گفتگو کرنے کے بعد جناب فرہاد محمود کا نام تلاوت قرآن حکیم کے لیے پکارا۔ اس کے بعد اطہر علی راجہ نے پنجابی نعت

واہ ری حلیمہؓ دائی   تو نے کیسی قسمت پائی

سنا کر سماباندھ دیا۔

بارہ بج کر بائیس منٹ پر مولوی پرویز احمد آف میانوالہ اور اس کے بعد جناب محمد گلزار بھٹی نے نعتیں پڑھیں۔ بھٹی صاحب نے خالد محمود نقشبندی آف کراچی کی نعت

بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں

قربان میں ان کی بخشش کے مقصد بھی زباں پر آیا نہیں

کچھ اس انداز سے سنائی کہ حاضرین پر وجد طاری ہو گیا۔ اس کے بعد فرہاد محمود نے احمد ندیم قاسمی کی شہرۂ آفاق نعت

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا

اس کی تو دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا

پڑھی۔ بعدازاں حماد محمود نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، قادری قدس سرہ العزیز کی مقبول خاص و عام نعت پیش کی۔ مطلع ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیِ رحمت کا قلمدان گیا

نجانے اس نعت میں اعلیٰ حضرت نے کیسا عشق اور کیف وسرور بھر دیا ہے کہ دلوں میں اترتی جاتی ہے۔اور ساتھ ہی ساتھ حاضرین وسامعین کو رلاتی جاتی ہے۔

بارہ بج کر پینتالیس منٹ پر غلام مرتضیٰ نمبردار نے بڑی عقیدت ومحبت، عشق ومستی اور کیف وسرور کے ساتھ عشرتؔ گودھروی کی یہ نعت سنا کر مجمع کو بے حال کر دیا۔ لیجئے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

گنبدِ خضریٰ کے دامن کی ہوا مانگی ہے ہم نے مرنے کی مدینے میں دعا مانگی ہے
زندگی مانگی کسی نے تو کسی نے جنت ہم فقیروں نے مدینے کی فضا مانگی ہے
المدد یا نبی امت نے تمہاری تم سے کالی کملی کی پناہ بہر خدا مانگی ہے
مرض بڑھتا نہیں مٹ جاتا ہے عشرتؔ ان کا جس نے دربارِ محمدؐ سے شفا مانگی ہے

بارہ بج کر پچاس منٹ پر شاعر قصور محمد شریف انجمؔ سٹیج پر آئے۔انہوں نے اپنی پنجابی زبان میں لکھی ہوئی حمد اور نعت سنانے کے بعد پنجابی منقبت اپنے مخصوص انداز میں سنا کر حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دیوانوں کو مسحور کر دیا۔ پہلا بند ملاحظہ ہو:۔

دنیا دے ایس سمندر وچ جد اٹھیاں چھلاں حق دیاں
کسے آمر دے دربار اندر پیاں تھرتھلاں حق دیاں
کدی ظلم جبر دی نگری وچ جد ہو ئیاں گلاں حق دیاں
جد گلشن وچ بہار آئی سر چڑھیاں واں حق دیاں
تاریخ دے متھے چمکے گا سوہنا کردار نیازیؒ دا
ناں رہندی دنیا تک رہنا عبدالستار نیازیؒ دا

ایک بج کر آٹھ منٹ پر مولانا خالد محمود شوق نے مائیک سنبھالا اور حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات پر سیر حاصل گفتگو کی۔ان کی تقریر کا ایک اقتباس کچھ یوں ہے:۔

''اس کائنات ارضی میں بڑے بڑے لوگ آئے،شہنشاہ بھی،گدا بھی،تاجدار بھی،سردار بھی،غریب بھی،امیر بھی،تونگر بھی،سکندر بھی۔مگر کچھ ایسے ہوتے ہیں جو تخت پر بیٹھ کر لوگوں پر حکومت کرتے ہیں اور کچھ چٹائیوں پر بیٹھ کر دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ بھی اللہ کے ان بندوں میں سے تھے جنھوں نے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی''۔

Marfat.com

مولانا شوق نے بتایا کہ حضرت نے ہر آمر کے ساتھ ٹکر لی۔ ایوب خاں، یحیٰی خاں، بھٹو اور ضیاء آمریت کے بت کو پاش پاش کیا۔ ایسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔

ایک بج کر تیس منٹ پر تقریر کا اختتام ہوا، چالیس قرآن پاک اور پندرہ سیپارے ایصال ثواب کئے گئے۔ پھر دعا کے بعد حاضرین میں لنگر تقسیم ہوا۔ اور یوں یہ ایمان افروز تقریب سعید اختتام کو پہنچی۔

Marfat.com

مجاہد ملتؒ کی تیسری برسی

تحریر:۔محمد خالد فاروق قصوری

مجاہد ملت فاؤنڈیشن بُرج کلاں ضلع قصور کے زیر اہتمام مورخہ ۲۳۔اپریل ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی قدس سرہ العزیز کی تیسری برسی بڑے تزک و احتشام سے ان کے خلیفہ مجاز میاں محمد صادق قصوری بانی صدر مجاہد ملت فاؤنڈیشن پاکستان کے زیر اہتمام منائی گئی۔

امسال بھی برسی کا اہتمام ''جامع مسجد امیر ملت'' بُرج کلاں کے وسیع و عریض ہال میں کیا گیا تھا۔ چونکہ جمعۃ المبارک بھی تھا لہذا ہال کھچا کھچ عقیدتمندوں کے ہجوم نجوم سے بھرا ہوا تھا۔ ساڑھے بارہ بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔ حافظ محمد جمیل قادری قصوری نے لحن داؤدی سے تلاوت قرآن پاک فرمائی جس سے سامعین جھوم جھوم گئے اور ایمان تازہ ہوگیا۔ مقامی خطیب مولانا خالد محمود شوق کے صاحبزادگان حماد محمود اور فرہاد محمود نے نعت کا جادو جگایا۔ فضا میں نعرۂ تکبیر و رسالت نے ایک عجیب ارتعاش پیدا کر دیا تھا۔ شمع رسالت کے پروانے بڑے ادب و احترام کے ساتھ بیٹھے فیوض و برکات کے خزانے سمیٹ رہے تھے۔

مولانا خالد محمود شوق نے اپنے خطاب میں ''شان اولیاء'' بیان کرتے ہوئے حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے حضور زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مجاہد ملت قدس سرہ العزیز کی ذات ستودہ صفات میں رب کریم نے علماء، فقہاء، صوفیاء، اولیاء اور اپنے دیگر نیک بندوں کی خصوصیات جمع کر دیں تھیں۔ وہ بیک وقت ادیب، خطیب، عالم، فاضل، مبلغ، شیخ طریقت، سیاستدان سخی، جواد اور اپنی مثال آپ صوفی بزرگ تھے۔ ان کی ذات اس دور میں بے مثال تھی۔ حق گوئی و بے باکی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ان کا شعار تھا۔

مولانا خالد محمود شوق کے بعد آج کی تقریب کے خصوصی مقرر صاحبزادہ ڈاکٹر معظم حسین ضیغم صدر جمعیت علماء پاکستان قصور سٹی مائیک کے سامنے جلوہ افروز ہوئے۔ انہوں نے ربیع الاول شریف کی مناسبت سے حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں بڑے عجز و نیاز سے نذرانۂ عقیدت پیش کیا اور پھر حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نابغہ روزگار شخصیت، انکی بے مثال خدمات اور ان کی درویشانہ زندگی کو سلام کرتے ہوئے جو [illegible] ہفت روزہ ''ندائے قصور'' قصور جلد 3 شمارہ 41 بابت [illegible] 11 مئی

Marfat.com

2004ء کے صفحہ نمبر 1 کالم 1 تا 3 اور صفحہ 3 کالم نمبر 4 پر اس کے ڈپٹی ایڈیٹر اور معروف صحافی جناب غلام ربانی حمزہ نے یوں رقم فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

''مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی نے تحفظ ختم نبوت اور نفاذ اسلام کے لیئے پوری زندگی وقف کر رکھی تھی''۔ (ڈاکٹر معظم حسین ضیغم)

موضع بُرج کلاں میں جناب میاں محمد صادق قصوری کی طرف سے مولانا عبدالستار خاں نیازی کی تیسری برسی بڑی عقیدت واحترام سے منائی گئی۔''

قصور (نامہ نگار) مولانا عبدالستار خاں نیازی کی جرأت، بہادری، اسلامی خدمات کو قوم سلام پیش کرتی ہے۔ مجاہد ملت نے تحفظ ختم نبوت، نفاذ اسلام کے لئے پوری زندگی وقف کر رکھی تھی۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر معظم حسین ضیغم جنرل سیکرٹری متحدہ مجلس عمل تحصیل قصور نے بُرج کلاں (قصور) میں مولانا عبدالستار خاں نیازی کی تیسری برسی کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت وقت نے مولانا عبدالستار خاں نیازی کو بغاوت کے مقدمہ میں گرفتار کیا مگر نیازی صاحب کا عزم اور حوصلہ تبدیل نہ کر سکی۔ تحریک ختم نبوت (1953ء) کی قیادت کی پاداش میں آپ کو سزائے موت سنائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے نام پر ہزار جانیں بھی ہوں تو قربان کر دوں گا۔ جب آپ کو پھانسی کی کوٹھری والا لباس پہنانے کی کوشش کی گئی تو چھوٹا پڑ گیا۔

ڈاکٹر معظم حسین ضیغم نے کہا کہ مجاہد ملت کو ہم سے جدا ہوئے تین سال گزر چکے ہیں۔ مگر ان کی بہادری، شجاعت اور تحریک ختم نبوت کے لیئے شب وروز محنت، کوشش اور کارنامے ہمارے دلوں میں ہمیشہ محفوظ رہیں گے اور ہماری آنے والی نسلیں ان کی جرأت، حق گوئی و بے باکی اور دلیرانہ قیادت اور مجاہدانہ کارناموں سے استفادہ کرتی رہیں گی۔

انہوں نے مورخ اہلسنت، خلیفہء مجاز مجاہد ملتؒ میاں محمد صادق قصوری آف بُرج کلاں اور ان کے ساتھیوں کو خراج تحسین پیش کیا کہ انہوں مجاہد ملت کی روح کو ایصال ثواب اور ان کے افکار کو آگے بڑھانے کے لیئے ان کی تیسری برسی کے موقع پر اس تقریب کا اہتمام کیا۔ سلسلہء تقریر جاری رکھتے ہوئے ڈاکٹر معظم حسین ضیغم نے کہا کہ محمد صادق قصوری واحد شخصیت ہیں جنہوں نے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی کے حالات وخدمات، حیات طیبہ، تحریک پاکستان میں بے مثال کارناموں، تحریک نفاذ شریعت، تحریک ختم نبوت اور ان کی سیاسی، سماجی اور مذہبی خدمات پر کئی ایک کتب تحریر کر کے ان کی تعلیمات کو مستقبل کے لیئے محفوظ کیا تا کہ ہر کوئی مجاہد ملت کی قائدانہ صلاحیتوں سے روشناس

Marfat.com

ہو سکے"۔

نماز جمعہ کے بعد ختم شریف پڑھا گیا، ترتالیس قرآن پاک کا ثواب حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی روح پاک کی نذر کیا گیا۔ پھر صلوٰۃ وسلام اور دعائے خیر پر یہ مقدس تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اور حاضرین کی لنگر سے تواضع کی گئی۔

بھر بھر کے پلاتا ہے تو پیار کا پیانہ

آباد رہے ساقی، صدیوں تیرا میخانہ

Marfat.com

''ارمغان مجاہد ملّت'' پر تبصرے

ترتیب:۔محمد خالد فاروق قصوری

''ارمغان مجاہد ملت'' کو بفضل خدا جس قدر پذیرائی حاصل ہوئی وہ رسائل و جرائد اور شخصیات کے تبصروں اور آراء سے ظاہر ہے۔ ذیل میں ہم پہلے ماہناموں کے تبصرے اور پھر ملک بھر کی علمی وادبی شخصیات کی گرانقدر آراء نقل کر رہے ہیں۔

(1)

''ارمغان مجاہد ملت''

''مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ کے سوانحی خاکہ اور آپ کی حق گوئی و بے باکی اور دینی وسیاسی خدمات کا تذکرہ مشہور سوانح نگار جناب محمد صادق قصوری صاحب نے مرتب کیا ہے۔ نظم ونثر میں آپ کے ''اقوال وافکار'' کا دلنشین بیان کتاب کی افادیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ بات بھی لائق ستائش ہے کہ مجاہد ملت پر دیگر تصانیف کے برخلاف یہ کتاب تصویری بدعتوں سے پاک ہے۔ صفحات ۲۰۸، ہدیہ ڈاک ٹکٹ ۳۰ روپے

پتہ: مجاہد ملت فاؤنڈیشن، بُرج کلاں ضلع قصور

(تبصرہ نگار: محمد حفیظ نیازی)

(ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ بابت مئی ۲۰۰۲ء ص ۲۹)

(2)

''ارمغان مجاہد ملت''

''مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ تھے، ان کی پوری زندگی جابر اور مستبد حکمرانوں کے آگے کلمہ حق بلند کرتے گزر گئی۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا، قائداعظم ان کے مداح اور معترف تھے، قیام پاکستان کے بعد ''تحریک ختم نبوت''، ''تحریک نظام مصطفیٰ''، ''تحریک نفاذ شریعت'' اور دیگر تحاریک میں مجاہدانہ اور قائدانہ کردار ادا کیا۔

Marfat.com

محترم صادق قصوری صاحب نے حضرت مجاہد ملت کو قریب سے دیکھا اور ان کی پرعزم حیات کے سنہری کارناموں کو قلمبند کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ قصوری صاحب اپنے محدود وسائل کے باوجود تن تنہا ایک اکادمی کا کام سرانجام دے رہے ہیں، وہ پہلے بھی حضرت کی حیات پر کئی وقیع کتابیں مرتب اور شائع کر چکے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں حضرت مجاہد ملت کے بارے میں اہل علم و قلم کے گراں قدر تاثرات اور آپ کے سانحہ ء ارتحال پر قومی اخبارات و جرائد کے تاثرات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ آغاز میں ''مجاہد ملت کے ماہ و سال'' کے ذریعے ان کی حیات کے مختلف گوشوں کا مختصر اور جامع تذکرہ آ گیا ہے۔ اس مفید کتاب کی ترتیب و اشاعت پر محمد صادق قصوری صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کمپوزنگ، کاغذ، طباعت عمدہ، صفحات ۲۰۸، شائقین مطالعہ تیس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر درج ذیل پتہ سے حاصل کر سکتے ہیں:

مجاہد ملت فاؤنڈیشن، بُرج کلاں ضلع قصور، پوسٹ کوڈ: 55051

(تبصرہ نگار: صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری)

(ماہنامہ ''نور الحبیب'' بصیر پور ضلع اوکاڑہ بابت مئی ۲۰۰۳ء ص ۱۰۵)

(3)

کتاب: ارمغان مجاہد ملت

مرتب: محمد صادق قصوری

صفحات: ۲۰۸

ہدیہ: دعائے خیر بحق معاونین مجاہد ملت فاؤنڈیشن

منگوانے کا پتہ: ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن''، بُرج کلاں ضلع قصور

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی قدس سرہ العزیز کی حیات و خدمات پر ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' کی دوسری پیشکش اس وقت ہمارے زیر نظر ہے۔ اس سے قبل ''مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں'' پر ''السعید'' میں تبصرہ آ چکا ہے۔ جو بحمدہ تعالیٰ پسند کیا گیا ہے۔

''ارمغان مجاہد ملت'' میں آغاز سخن کے تحت فاضل مرتب، ادیب ملت جناب محمد صادق قصوری لکھتے ہیں:۔

''پیش خدمت کتاب ''ارمغان مجاہد ملت'' گلہائے رنگا رنگ سے مزین ہے۔ اس میں حضرت مجاہد ملت نور اللہ مرقدہ، کی سوانح حیات بھی ہے اور تذکرہ خدمات بھی، حق گوئی و

Marfat.com

بیبا کی کی داستانیں بھی ہیں اور تقوی و طہارت کی باتیں بھی، علم و ادب کی چاشنی بھی ہے اور شریعت و طریقت کی روشنی بھی، سیادت و سیاست کا درس بھی ہے اور زہد و عبادت کا سبق بھی، تحقیق و جستجو کا جذبہ بھی ہے اور فصاحت و بلاغت کا مزا بھی، درد و سوز کا پہلو بھی ہے اور عشق و محبت کا کٹھن سفر بھی، غم یار کے درد کی کسک بھی ہے اور وصل یار کا پیغام بھی، جمال و جلال کی جھلک بھی ہے اور کمال و استقلال کا حسین امتزاج بھی''۔

مجاہد ملت پیکر استقامت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازیؒ اس زمین پر قدرت کا انعام تھے۔ ان کی پوری زندگی ''الحب للہ والبغض للہ'' کی تفسیر تھی۔ ان جیسا صاحب کردار سیاست دان وطن عزیز میں قائد اعظمؒ کے بعد شاید کوئی دوسرا ہوا ہو۔

وہ قد بالا و قامت رعنا کے حامل، آہن و فولاد کا پیکر اور جلال و جمال کا حسین امتزاج تھے۔ ان کے سامنے نظر اٹھانے کا حوصلہ کم ہی لوگوں میں پایا گیا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرأت تو کسی میں نہیں دیکھی گئی۔ ثبات و پامردی اور جہد و استقامت کی تاریخ میں ''مجاہد ملت'' کا نام ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گا۔

ادیب ملت محترم محمد صادق قصوری زید مجدہ، مبارک باد کے مستحق ہیں جو اخلاص و ایثار سے مجاہد ملت کی حیات، خدمات اور تعلیمات پر گرانقدر تاریخ ساز خدمات انجام دے رہے ہیں۔

''اختتامیہ'' کے عنوان سے فاضل مرتب لکھتے ہیں:

''اس کتاب کی تیاری، کمپوزنگ اور طباعت کے سلسلے میں مجھے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ ناگفتہ بہ داستان ہے، جو حضرات اس دشت کے سیاح ہیں ان سے کوئی بات مخفی نہیں ہے۔ پھر شہر سے کوسوں دور ایک گاؤں کا باسی ہوں جہاں دور دور تک علم و ادب کی بو نہیں پائی جاتی، کوئی رہنمائی، حوصلہ افزائی اور پشت پناہی کرنے والا نہیں۔ البتہ نکتہ چینی، حوصلہ شکنی اور الزام تراشی کرنے والے ضرور ہیں۔''

ہم قدر دان حضرات اور مجاہد ملتؒ کے ارادتمندوں سے درخوست گذار ہیں کہ وہ آگے بڑھیں اور محترم قصوری صاحب کے مدد و معاون بن کر اپنے حسنات میں اضافہ کریں۔ کتاب کے حصول کے لیئے مذکورہ بالا پتہ پر تیس روپے کا ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

(تبصرہ نگار: حافظ محمد فاروق خاں سعیدی)

(ماہنامہ ''السعید'' ملتان بابت جون ۲۰۰۳ء صفحہ ۵۷)

Marfat.com

(4)

(جناب ڈاکٹر شیر محمد زمان چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، اسلام آباد)

''آپ کے علمی جہاد مستمر کا تازہ ترین ثبوت ''ارمغان مجاہد ملت'' حسین مرقع کی شکل میں پیش نظر ہے۔ اس وقیع تحفہ کے لیئے بے حد متشکر ہوں۔ آپ کے استقلال اور ہمت مردانہ کو سلام کرتا ہوں۔ رب رحیم آپ کی علمی کاوشوں میں مزید برکت عطا فرمائے۔'' (۱۲۔ مارچ ۲۰۰۳ء)

(5)

(جناب علامہ اقبال احمد فاروقی ایڈیٹر ماہنامہ ''جہان رضا''۔ لاہور)

''ارمغان مجاہد ملت'' ملی۔ آپ نے بڑی محنت سے اس کتاب کے مقالات کو ترتیب دیا ہے۔ پھر جس نفاست سے اسے زیور طباعت سے مزین فرمایا ہے اس پر آپ کو داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے اپنے مرشد برحق مجاہد ملتؒ پر یہ کتاب لکھ کر اعزازی طور پر تقسیم کرنے کا عزم کیا ہے وہ ایک بڑا کارنامہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ (۱۶۔ اپریل ۲۰۰۳ء)

(6)

(جناب رانا محمد صادق ادیب، سینئر صحافی، اٹک شہر)

''میاں محمد صادق قصوری کی تصنیف ''ارمغان مجاہد ملتؒ'' نہایت جامع ہے اور تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ اس باہمت ''مورخ اسلام'' اور ''اسیر مجاہد ملتؒ'' نے ہر دروازے پر دستک دے کر گوہر مقصود حاصل کیا ہے جو ایک کٹھن کام ہے۔ اور ایک ادارہ ہی سرانجام دے سکتا ہے۔ یہ سیرت اور تاریخ پر تحریر کردہ کتاب کے معیار سے کسی صورت کم نہیں۔ دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ حالات نیازی پر تاموس ہے۔ اکثر و بیشتر تحریروں کی زبان سہل و آسان ہے۔ بے حد روانی ہے۔ خشک اور گنجلک نہیں۔ کم پڑھا لکھا قاری بھی فوراً سمجھ جاتا ہے۔ قصوری صاحب متعدد تاریخی کتب کے مصنف ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ''ارمغان مجاہد ملت'' ان میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک قومی خدمت ہے۔ زندہ قومیں اپنے محسنوں اور بزرگوں کو ہرگز فراموش نہیں کرتیں بلکہ ان کے کارناموں کی تقلید حرز جاں بنا کر زندہ و جاوید ہو جاتی ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ (۲۱۔ اپریل ۲۰۰۳ء)

Marfat.com

(7)

(جناب حق نواز خاں، پیرزئی تحصیل وضلع اٹک)

''ارمغان مجاہد ملت'' موصول ہوئی۔ آپ کے حسن ترتیب کی داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ ماشاء اللہ بہت خوب کتاب ہے۔ ہر ہر سطر سے آپ کی محنت کا ثبوت ملتا ہے۔ مجاہد ملتؒ سے عشق ہی تو ہے جو آپ سے ایسے کام کروا رہا ہے۔ (۲۱۔ اپریل ۲۰۰۳ء)

(8)

(جناب پروفیسر شاہ انجم بخاری حیدرآباد سندھ)

''ارمغان مجاہد ملت'' کا نسخہ موصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔ برصغیر پاک و ہند کی ایک تاریخ ساز شخصیت کی سوانح اور خدمات کو اجاگر کرنے کے لیئے آپ نے ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' قائم کر کے تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اسلامیان پاک و ہند کو بجا طور پر آپ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

مجاہد ملتؒ کی تصانیف و تالیفات کے علاوہ تقاریر و خطبات اور آپ کے مکتوبات کو کتابی صورت میں لانا چاہیے تا کہ ان چیزوں کے ذریعے آپ کا عہد آنے والی نسلوں کے لیئے یادگار بن جائے۔ آپ کا مرتبہ گلدستہ واقعی ''ارمغان'' کا درجہ رکھتا ہے۔ اسے پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا۔ جذبہ حریت جوان ہو گیا نظام مصطفیٰ علیہ السلام کا مشن سرفہرست آ گیا، ختم نبوت پر قربان ہونے کا جذبہ بے اختیار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے (۲۲۔ اپریل ۲۰۰۳ء)

(9)

(جناب پروفیسر محمد الیاس اعظمی منہاج القرآن یونیورسٹی۔ لاہور)

''آپ نے یقیناً حضرت امیر ملتؒ اور مجاہد ملتؒ کو تاریخ میں محفوظ اور زندہ کرنے کا فریضہ سرانجام دیا ہی ہے لیکن اس کے ساتھ آپ نے خود کو بھی تاریخ میں محفوظ کر لیا ہے۔ مستقبل قریب و بعید کا کوئی مورخ آپ کی علمی، تحقیقی اور فکری کاوشوں سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ میری دانست میں تاریخ پاکستان کا باب آپ اور آپ کے علمی شہ پاروں کے ذکر و اقتباس کے بغیر تشنہ ہی رہے گا۔

''ارمغان مجاہد ملت'' کی صورت میں آپ کا تیار کردہ یہ گلدستہ علم و فکر رہتی دنیا تک حضرت مجاہد ملتؒ کے فکر و عمل کو چار دانگ عالم میں پھیلا کر مادح اور ممدوح کو زندہ و تابندہ رکھے گا''

(۲۳۔ اپریل ۲۰۰۳ء)

Marfat.com

(10)

(جناب ڈاکٹر خالد سعید شیخ سیالکوٹ)

''ارمغان ملت'' میں انتہائی خوبصورت اور انتہائی جانفشانی سے ترتیب دیئے گئے واقعات وحالات یقیناً مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کی دوسری برسی کے موقع پر ایک بہترین ہدیہ تبریک ہے۔ آپ کی بے مثال عقیدت، محبت اور ایثار ہم سب کے لیئے مشعل راہ ہے۔ (۲۵۔اپریل ۲۰۰۳ء)

(11)

(ممتاز صحافی و نعت گو شاعر جناب سعید بدر صاحب، لاہور)

''ارمغان مجاہد ملت'' ملی جستہ جستہ دیکھی، بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے ایک اور معرکہ مارا۔ دراصل مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کے بقول۔

کار مرداں روشنی و گرمی است　　　　کار دوناں حیلہ و بے شرمی است

یعنی مرد لوگ روشنی و گرمی و حرارت کے سفیر اور مظہر ہوتے ہیں جبکہ کمینے لوگ حیلہ و بہانہ تلاش کرتے رہتے ہیں''۔　　(۲۸۔اپریل ۲۰۰۳ء)

(12)

(ممتاز ادیب جناب خواجہ افتخار لاہور)

'' آپ کا ارسال کردہ تحفہ ''ارمغان مجاہد ملت'' موصول ہوا۔ اس کے مطالعہ سے جہاں ماضی کے ناقابل فراموش واقعات کی یاد تازہ ہوئی وہاں مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی مرحوم و مغفور کی تحریک پاکستان میں خدمات اور آپ کے قلم سے ٹپکنے والے لفظوں کے خوبصورت موتیوں سے ایمان تازہ ہو گیا۔ آپ نے یہ نہایت عمدہ کارنامہ سرانجام دیا ہے''۔ (۷۔مئی ۲۰۰۳ء)

(13)

(جناب پروفیسر محمد فیروز شاہ شعبہ اردو گورنمنٹ کالج میانوالی)

''ارمغان مجاہد ملت'' مجھے مولانا نیازی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک سے چار روز قبل ملی۔ اسی رات پڑھ لی۔ سوچا تھا کہ آپ تو ضرور آئیں گے مل کر احساس تحسین کو راوا ظہار دوں گا۔۔۔۔ آپ آئے تو ضرور ہوں گے وہاں تو ایک زمانہ موجود تھا۔۔۔ درویشوں کا آستانہ ہمیشہ سے مرجع زمانہ

Marfat.com

رہا ہے۔۔۔مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کی تو پوری زندگی ایک سر بلند، سرخرو اور کامران ارادوں اور سرفراز جذبوں والے ولولوں میں تابندگی بھرتی رہی۔ان کی زندگی تو لمحہ ء جاریہ کے مترادفاف میں ہے۔۔۔

"نام فقیر تنہاں داباہو قبر جنہاں دی جیوے ہو"

لیکن میں نے دیکھا کہ بلند آہنگ تقاریر میں انہیں خراج تحسین پیش کرنے والوں نے جہاد زندگانی میں بارہاان کا راستہ کھوٹا کرنے کی کوشش کی تھی۔ناکامی تو مجاہد ملتؒ کے عزم عظیم نے انہیں دے دی تھی۔لیکن اب وہی لوگ ان کے نام اور مقام سے اپنی شخصیت کو سہارا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔خیر یہ تو جملہ معترضہ ہو گیا۔ویسے بھی منافقت ہمارے عہد کا سکہ رائج الوقت ہوتا جا رہا ہے۔۔۔۔۔۔وہ منافقت جس کے خلاف ضیغم اسلام نے ہمیشہ جہاد کیا۔۔۔۔۔آپ خوش بخت ہیں کہ" مجاہد ملت فاؤنڈیشن" کے پلیٹ فارم سے اس جہاد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔اللہ کرے" جوش عمل" اور زیادہ ۔۔۔" (۸۔مئی ۲۰۰۳ء)

(14)

(حضرت صابر براری دامت برکاتہم عالیہ۔۔۔کراچی)

ہے یہ صادق کی خوب تر تخلیق | "ارمغان مجاہد ملت"

اس سے آئینہ ہوگئی صابر | عز و شان مجاہد ملتؒ

(۸۔مئی ۲۰۰۳ء)

(15)

(مولانا محمد حفیظ نقشبندی درگاہ پیر غائبؒ شاہ کراچی)

"کتاب" ارمغان مجاہد ملت"ملی۔شکریہ۔کتاب کی افادیت اور دلچسپ تحریر کا اندازہ آپ اس بات سے لگالیں کہ میں نے پوری کتاب ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالی۔کتاب چھوڑنے اور بند کرنے کو جی نہیں چاہا۔آپ نے مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کی پوری زندگی کا ایک البم ہمیں تھما دیا ہے۔

میں تبصرہ نگاری سے نابلد ہوں۔صرف اتنا کہوں گا کہ پوری کتاب پڑھنے کے بعد نیازی صاحب رحمتہ اللہ علیہ مجھے اقبالؒ کے اس شعر کی مکمل تفسیر نظر آئے۔

ہزار مشکلیں ہوں مگر زباں ہو دل کی رفیق

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق (۱۲۔مئی ۲۰۰۳ء)

Marfat.com

(16)

(حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی، مونیاں ٹھیکریاں، گجرات)

''چند روز قبل ''ارمغان مجاہد ملت'' موصول ہوئی۔ مجاہد ملتؒ کے حضور یہ ایک نہایت ارفع اور احسن سپاس عقیدت ہے۔ مجاہد ملتؒ جیسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔

عمر ہا باید کہ پیدا می شود   مرد کامل آنکہ خضر راہ شد

ان کا کردار، قول، فعل اور اسوہ ہمارے لیئے مشعل راہ ہے۔ ان کی یادیں اور باتیں ملت کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ آپ پر ان کی بے شمار عنایات، نوازشیں اور کرم نوازیاں تھیں۔ الحمدللہ کہ آپ بھی ان کے ساتھ وابستگی، تعلق اور رفاقت کا پورا پورا حق ادا کر رہے ہیں۔

ضلع قصور کے ایک دور دراز اور چھوٹے سے قریہ میں بیٹھ کر آپ علم و ادب اور سرمایہء ملت کی جس طرح نگہبانی، آبیاری اور تشہیر کر رہے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ قسام ازل نے روز ازل ہی سے یہ سعادت آپ کے لیئے لکھ دی تھی۔

چمن میں پھول کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنا دے صحرا کو

بس آپ کا بھی یہی حساب ہے کہ صحرا کو گلشن بنا دیا ہے۔ اور آپ کی سعیء جمیلہ کے باعث ''برج کلاں'' کو ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ پوری دنیا کے وابستگان و شائقین علم و ادب اس قریہ کے نام سے واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم، عمر اور عمل میں مزید برکت پیدا فرمائے اور آپ کو اس راہ میں استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔ ملت اسلامیہ آپ کی مرہون احسان رہے گی۔ (۱۸۔مئی ۲۰۰۳ء)

(17)

(بزرگ محقق جناب محمد عالم مختار حق، لاہور)

''ارمغان مجاہد ملت'' موصول ہوئی آپ کا کام، محنت اور مقصد سے لگن دیکھ کر دل سے دعا نکلی۔ یہ کام آپ ہی کا تھا دوسرا شاید اس پیمانہ پر کامیاب نہ ہو سکتا۔ موصوف پر لکھی گئی تحریرات کی یکجائی خاصا مشقت آزما کام تھا۔ جس میں آپ بفضل الہ سرفراز ہوئے۔

''مجاہد ملت کے مادہ و سال'' اور موصوف کے اقوال و افکار پر آپ کی محنت کی داد دینا پڑتی

Marfat.com

ہے۔ سینکڑوں صفحات کھنگالے ہوں گے تب کہیں جا کر آپ اس میں کامیاب ہوئے۔

(۲۰۔ مئی ۲۰۰۳ء)

(18)

(جناب فرید قریشی ایڈیٹر سہ ماہی ''تصوف''۔۔۔ کراچی)

(''ارمغان مجاہد ملت بے لالچ طبع ہوئی''۔ ہدیہ دعائے خیر)

۲۰۰۳ء

(۲۰۔ مئی ۲۰۰۳ء)

(19)

(جناب محمد احمد سبزواری کالم نگار روزنامہ ''جنگ'' کراچی)

آپ نے ''ارمغان مجاہد ملت'' ارسال فرما کر بڑی مہربانی کی جس کے لیے میں سراپا سپاس ہوں۔ میں مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کے کوائف اور دینی خدمات سے پوری طرح واقف نہ تھا۔ آپ کی مرتب کردہ کتاب سے ان کی حیات اور ملی خدمات کے مختلف گوشے عیاں ہوئے اور اندازہ ہوا کہ اس دور میں بھی ایسے جید عالم اور درویش صفت سیاستدان موجود تھے جنہوں نے دین اور وطن کی بے لوث خدمت ہی کو اپنا نصب العین قرار دیا اور دنیا کی بڑی سے بڑی طاغوتی طاقت بھی صراط مستقیم سے ان کے قدم ڈگمگا نہ سکی۔ ایسے ہی بزرگوں کے متعلق تو کہا گیا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

کیا اچھا ہو کہ مولانا کے اہم بیانات اور تقاریر کو یکجا کر کے شائع کیا جائے۔ گو یہ کام مشکل ہے مگر آپ نے جو قدم اٹھائے ہیں اس میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اگر آپ کوشش کریں تو کامیابی ہو سکتی ہے۔ مرحوم ''اتحاد بین المسلمین'' کے بڑے داعی اور مبلغ تھے جس کے لیئے انہوں نے ۱۹۸۴ء سے کام شروع کیا۔ اگر مسلم امہ اس وقت اس سلسلے میں کوئی عملی قدم اٹھا لیتی تو نہ تو عراق کا المیہ پیش آتا اور نہ فلسطین کو امریکی کٹا پتلی روڈ میپ قبول کرنے پر مجبور ہونا پڑتا۔''

(۲۹۔ مئی ۲۰۰۳ء)

Marfat.com

(20)

(جناب سید انور علی انور ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، کراچی)

''ارمغان مجاہد ملت'' موصول ہوئی۔آپ نے مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی علیہ الرحمت پر یہ کتاب شائع کر کے اچھی مثال قائم کی ہے۔تحریک پاکستان کے اکابرین کی زندگیوں اور کارناموں سے نئی نسلوں کو متعارف کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ وہ جذبہ جو تحریک پاکستان کا سبب بنا قوم کے نوجوانوں میں قائم ودائم رہے اور جو قربانیاں ہمارے بزرگوں نے اس تحریک میں پیش کیں وہ آئندہ بھی ہمارے لیئے مشعل راہ کا کام دیں۔میں اس کتاب کی اشاعت پر آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں''

(۳۔جون ۲۰۰۳ء)

(21)

(مولانا محمد اسحاق بھٹی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سانده روڈ لاہور)

''ارمغان مجاہد ملت'' ملی۔شکریہ۔آپ نے بہت اچھا کیا کہ مولانا عبدالستار نیازی مرحوم و مغفور کے سلسلے کا بکھرا ہوا مواد جمع کر دیا۔اب یہ ایک مستقل کتاب ہے۔جس میں مرحوم مولانا کے بارے میں بہت سی باتیں درج ہیں اور پڑھنے والے اس سے مستفید ہوں گے۔

مرحوم میں یہ وصف پایا جاتا تھا کہ جس چیز کو صحیح سمجھتے تھے، اس کا برملا اعلان کرتے تھے اور ہر وقت کرتے اور ہر انداز میں کرتے تھے۔جس چیز کو غلط سمجھتے، اس کی شدید مخالفت کرتے اور ہر طریقے سے کرتے تھے۔

میں نے سب سے پہلے ان کو مولانا سید محمد داؤد مرحوم کے ہاں دیکھا تھا۔اور اس وقت سے ان سے مراسم تھے۔شخصیات سے متعلق کسی مجموعے میں ان شاء اللہ ان سے متعلق اپنی یاداشتیں لکھوں گا۔''

(۱۸۔جون ۲۰۰۳ء)

(22)

(جناب پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی، لارنس روڈ، لاہور)

آپ نے کتاب ''ارمغان مجاہد ملت'' تصنیف کر کے قوم پر احسان کیا اور اپنی محبت کا اظہار حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی سے کیا۔کتاب میں بڑے اہم نکتے پیش کئے، مجاہد اسلام کے

Marfat.com

بارے میں مختلف اصحاب کی آراء کو اکٹھا کیا۔آپ کی مسلسل محنت اور تحمل مزاجی کو ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔"

(۱۹۔ستمبر ۲۰۰۳ء)

(23)

ارمغان مجاہد ملّت

مرتب: محمد صادق قصوری

مبصر: پروفیسر عباس العزم

مشاہیر قوم کی زندگی افراد قوم کے لیئے مشعل راہ ہوتی ہے۔مولانا عبدالستار خاں نیازی مرحوم بھی ایسے ہی مشاہیر ملت میں شامل تھے۔

"ارمغان مجاہد ملت" ایک ایسی تالیف ہے جس میں مولانا کی زندگی کے شب و روز اور سیاسی جدوجہد کے بارے میں مختلف اہل قلم نے اپنے اپنے تاثرات بیان کیئے ہیں۔مولانا ایک تاریخ ساز شخصیت کے مالک تھے ان کے کارناموں کا دائرہ بہت وسیع و عریض ہے۔وہ صوفی صفت تھے اور مرد مجاہد بھی۔وہ حق گو بھی تھے اور حق آگاہ بھی۔انکی زندگی جرأت اور بے باکی کا مرقع تھی۔زمانے کے نشیب و فراز سے کبھی ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آسکی۔وہ حالات و حادثات کی پروا کئے بغیر مجاہدانہ کردار ادا کر کے اس دنیا سے رخصت ہو گئے،مگر اپنی عظمت و استقامت کے نقوش آنے والی نسلوں کی تقلید کے لیئے چھوڑ گئے۔

سائز ۲۳x۳۶/۱۶۔ضخامت:۲۰۸ صفحات

قیمت :درج نہیں۔

ناشر:مجاہد ملت فاؤنڈیشن،برج کلاں ضلع قصور

(ماہنامہ "ہمدرد صحت" کراچی بابت جنوری ۲۰۰۵ء صفحہ ۵۴)

Marfat.com

اظہار تشکر

مندرجہ ذیل حضرات گرامی نے اس کتاب کی اشاعت وطباعت کے سلسلے میں مالی تعاون فرمایا ہے۔ اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر دے اور دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی سے نوازے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆ جناب محترم ڈاکٹر خالد سعید شیخ ------------- سیال کوٹ

☆ جناب محترم رانا محمد صادق ادیب ------------- اٹک

☆ جناب محترم نوابزادہ محمد علی خاں ہوتی ------------- مردان

☆ جناب رائے ظفر اللہ خاں ------------- نوتھیں ضلع حافظ آباد

☆ جناب میجر (ر) فاروق احمد خاں ------------- کوٹلی، آزاد کشمیر

☆ جناب محمد حیات بھٹی سول انجینئر ------------- فیصل آباد

☆ جناب حاجی محمد اسلم روکھڑی ------------- میانوالی

☆ جناب محمد رشید محمد شفیق سعیدی ------------- کبیر والا ضلع ملتان

☆ جناب ماسٹر محمد شیر، ماسٹر عبدالحمید ------------- پپلاں ضلع میانوالی

☆ جناب نقش ثانی ویلفیئر سوسائٹی ------------- تربیلہ ڈیم

☆ جناب قاری محمد محبوب الٰہی چشتی ------------- سیال کوٹ

☆ جناب غلام نبی اوکاڑوی ------------- کوٹری (سندھ)

☆ جناب مہر محمد عالم ٹھیکیدار ------------- قصور

☆ جناب محمد کامران خلف الرشید رانا محمد صادق ادیب ------------- اٹک

☆ عزیزہ ذرِ شہوار صاحبہ دختر نیک اختر رانا محمد صادق ادیب ------------- اٹک

☆ جناب سید افتخار احمد شاہ ------------- لاہور

☆ جناب چوہدری امیر علی منہاس ------------- گجرات

☆ جناب عبدالغنی الاشاری ------------- جیکب آباد سندھ

☆ جناب سید آفتاب احمد قادری ------------- کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

Marfat.com

☆ جناب محمد صدیق قریشی---------------------------ملتان

☆ جناب مرغوب احمد خاں---------------------------گوجرانوالہ

☆ جناب سید محمد افضل شاہ گیلانی---------------------------فیصل آباد

☆ جناب سید صابر حسین شاہ---------------------------برہان شریف، اٹک

☆ جناب مولانا محمد حفیظ نقشبندی---------------------------کراچی

☆ جناب اشفاق حسین قریشی---------------------------شہداد پور، (سندھ)

☆ جناب حافظ محمد بشیر احمد---------------------------بہاولپور

☆ جناب محمد یونس---------------------------حافظ آباد

☆ جناب پیر بہار شاہ بخاری---------------------------سرگودھا

☆ جناب ڈاکٹر طارق محمود احمد---------------------------منڈی بہاء الدین

☆ جناب سردار سلطان سکندر---------------------------جھنگ ضلع اٹک

☆ جناب خالد جاوید خاں نیازی---------------------------فیصل آباد

☆ جناب محمد سردار ساجد نیازی---------------------------چشمہ بیراج، میانوالی

Marfat.com

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مجاہدِ ملت
کی پگڑی مبارک،
شیروانی مبارک
اور عصاء مبارک

Marfat.com

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا بستر مبارک

Marfat.com

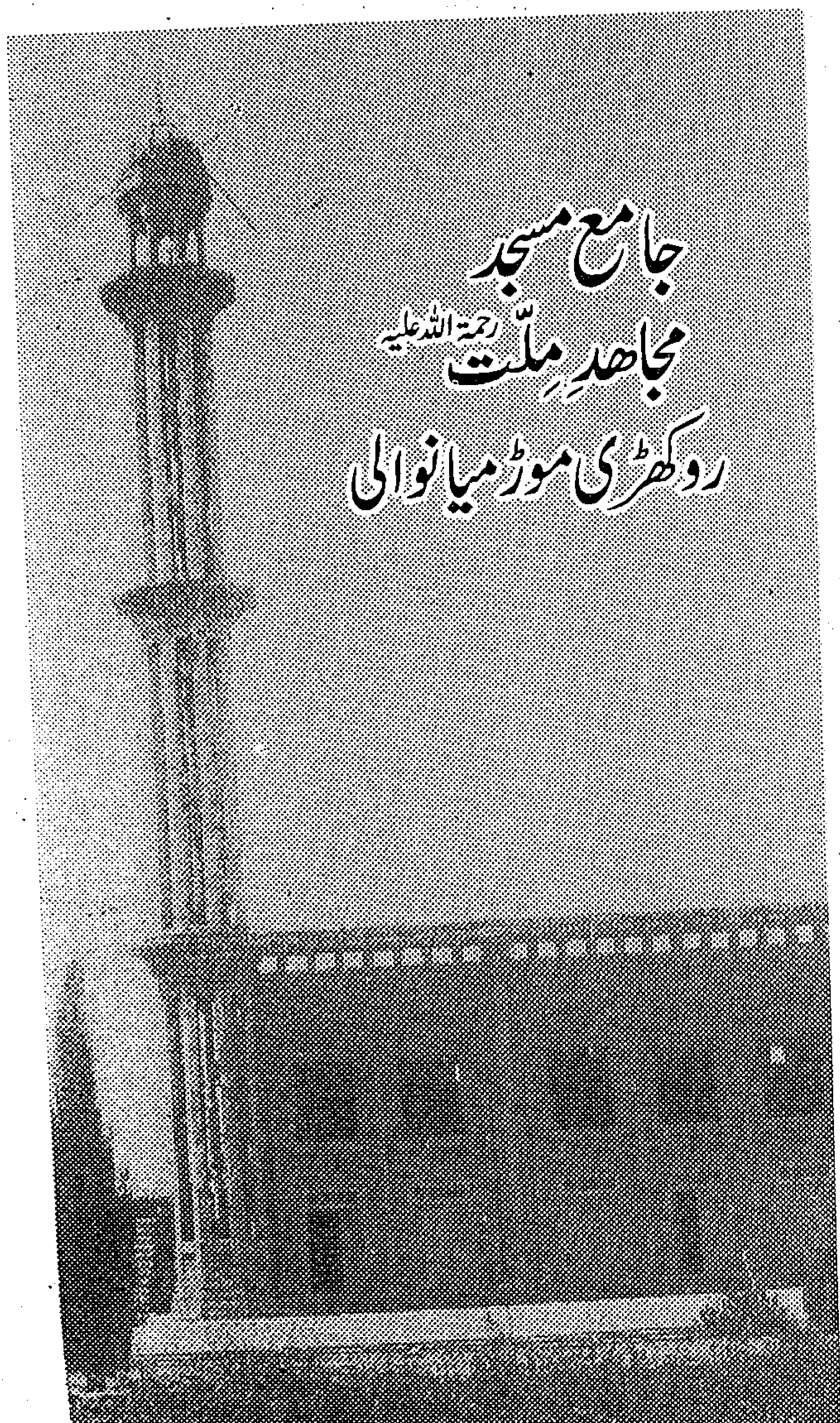

Marfat.com

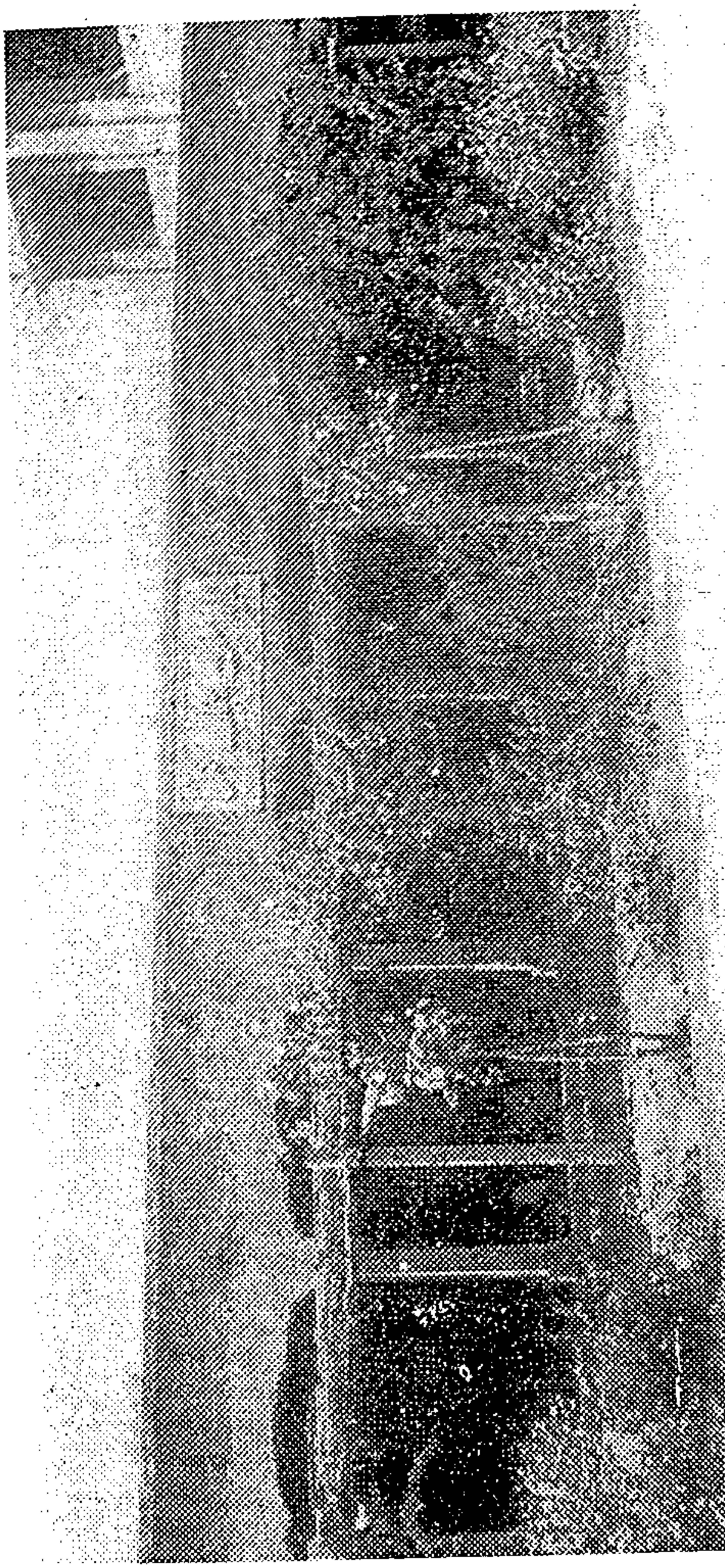

مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ پبلک سکول میانوالی

Marfat.com

حضرت مجاہدِ مِلّت رحمۃ اللہ علیہ

کا زیرِ تعمیر مزار مبارک

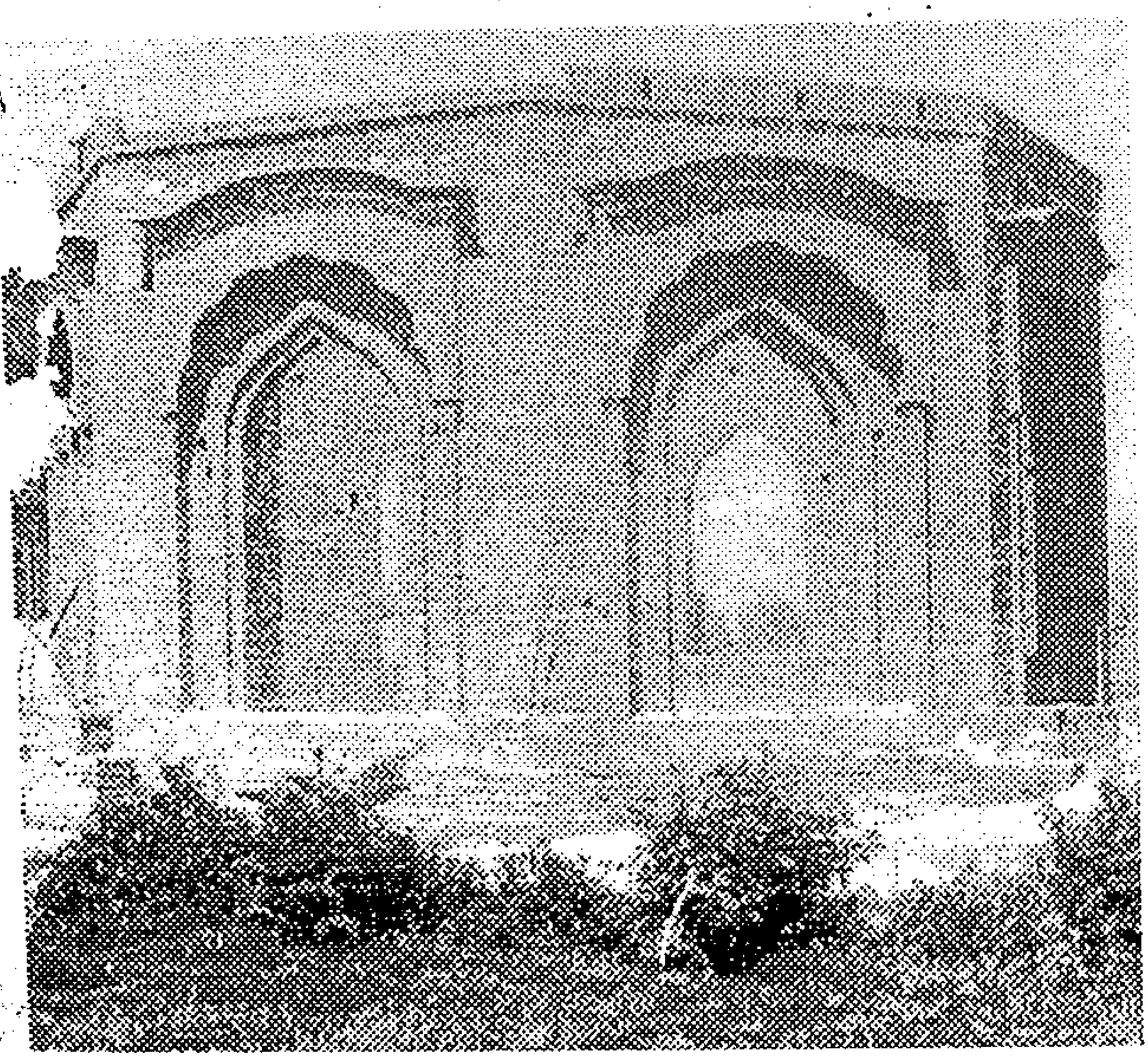

روکھڑی روڈ میانوالی

Marfat.com

خیابانِ مجاہدِ ملتؒ

محمد صادق قصوری

زندگی جب کسی انساں کو ترس جاتی ہے
تری صورت مری آنکھوں پہ برس جاتی ہے

Marfat.com